محاسنِ قرآن



تالیف

اُستاذُ القراء والمجودین الشیخ القاری

المقری محمد اِدریس العاصم مدظلہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

قراءت اکیڈمی
لاھور

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

محاسن قرآن

تالیف

اُستاذُ القراء والمجودین الشیخ القاری
المقری محمد ادریس العاصم مدظلہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

قراءت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	----------	محاسن قرآن
مولف	----------	قاری محمد ادریس العاصم
ناشر	----------	قرآءت اکیڈمی لاہور
سرورق ڈیزائن	----------	یونیک گرافکس
کمپوزنگ	----------	قاری نصر اللہ

حرف چند

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ۔

اللہ احکم الحاکمین نے جب کل نوع انسانی کو اپنی بے حد وحساب وسیع وعریض رحمت کی موسلا دھار بارش سے سیراب کرنے کا ارادہ فرمایا تو تمام کائنات میں بہترین اور افضل ترین ہستی حضرت سید الاولین والاخرین احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ کو اس راہ سے بھٹکی ہوئی نوع انسانی کے لئے مبعوث فرمایا اور پھر اس نعمت پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ بارش رحمت کا سلسلہ مزید وسیع ہوا اور قیامت تک کے جن وانس کی رہنمائی کے واسطے اپنے نبی رحمت ﷺ پر اپنی عظیم الشان آخری کتاب ہدایت نازل فرمائی جس کو ہم اور آپ ''قرآن حکیم، فرقان حمید'' کے نام نامی سے جانتے ہیں۔ اس عظیم اور عالی شان کتاب کو اللہ پاک نے نازل فرما کر تمام جنوں اور انسانوں کو مکلّف فرمایا کہ وہ اس کی شب وروز تلاوت کریں اس کے مضامین اور احکام کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل مرتب کریں اور اس لائحہ عمل پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیوی اور اخروی زندگی کو کامیابی سے ہم کنار کریں۔ جس طرح اللہ احکم الحاکمین کی ذات بابرکات ہر عیب ونقص سے پاک ہے اسی طرح اس کا کلام عظیم بھی لاریب ہے قرآن کریم ہر لحاظ سے عظیم ترین ہے دنیا کا کوئی بھی کلام کوئی بھی کتاب کسی بھی مفکر کا قول اس کے مقابلے میں نہیں لایا جا سکتا ہے قرآن حکیم اپنی بلاغت

قرآن حکیم کلام معجز ہے اسلوب بیان، طرز نگارش، زبان کی شرینی اور گوناگوں علوم کے لحاظ سے اپنی تعلیم اپنے افکار اپنی حکمت ودانائی کے لحاظ سے بھی معجز ہے۔

یادر کھئے کہ قرآن کریم نے جس وقت غار حرا میں اپنی پہلی وحی کے وقت سے نازل ہونا شروع ہوا اور اس وقت تک کہ جب حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں اس کا نزول مکمل ہوا اس نے تمام نوع انسانی کو اس وقت بھی اس بات سے عاجز رکھا کہ وہ اس کی مثل کچھ بھی بنا پائیں اور قرآن نے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سے لے کر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا واشگاف اعلان کر دینے کے صدیوں بعد تک بھی نوع انسانی کو اس بات سے عاجز رکھا کہ وہ اس کا کچھ بھی مثل بنا پائیں اور قرآن کا یہ چیلنج قیامت تک قائم ودائم رہے گا اور اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ تک کوئی اس کا مثل بنا کر نہیں لا سکے گا عالم کے تمام فصحاء، بلغا، دانشور، پڑھے لکھے، فلاسفر، نثر نگار، انشا پرداز، شعراء، بے ساختہ و برجستہ کلام وتقریر پر قادر ماہرین فن یہ سب حضرات اکٹھے ہو کر بھی قیامت تک قرآن کی مثل ایک چھوٹی سی سورت تو کیا اس کی ایک آیت بھی پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں کبھی نہیں بالکل نہیں ۔

ایں خیال است ومحال است وجنون

قرآن اپنے اوائل میں ہی اعلان کر رہا ہے، فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ)

ابدالا باد تک مخلوق خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ناممکن ہے کہ یہ کام کر سکیں اللہ پاک ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرما رہے ہیں،

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ (بنی اسرائیل)

قرآن کریم فرقان حمید وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے نوع انسانی کے افکار، اخلاق

عادات، تہذیب وتمدن اور طرز زندگی پر اسقدر وسیع اور گہرے اثرات مرتب کئے ہیں کہ جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی ہے۔

قرآن کریم فرقان حمید کو جس نے بھی روشن دل اور منور آنکھوں سے پڑھا اس کی کائنات بدل گئی اور پھر وہ قرآن ہی کا ہو کر رہ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کو پڑھنے کا سننے کا یاد کرنے کا عمل کرنے کا غور وفکر کرنے کا اور پھر اس کی ہدایات اور افکار کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو گزار دینے کا ملکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عربوں میں پائی والی خصوصیات کے وارث وامین تھے وہ خود بھی زبردست فصیح وبلیغ اور صاحب انشا پرداز تھے اور انہی اوصاف حمیدہ کی وجہ سے انہوں نے قرآن کی عظمت کو پہچانا بلکہ پرکھا اور ان حضرات کو یقین کامل تھا کہ اس قرآن کریم کی تعلیمات واحکامات پر عمل کرنے سے ہماری سماجی اور اخلاقی زندگی میں سدھار پیدا ہوگا اور ہمارے دین اور دنیا دونوں ہی اس سے بہتر ہو جائیں گے اور اس کے آثار اور مشاہدات بھی ان کو اوائل اسلام سے ہی نظر آنے شروع ہو گئے تھے قرآن کی فصاحت وبلاغت کے آگے وہ عرب جو اپنے ماسوا سب کو عجمی (یعنی گونگا) کہتے تھے خاموش اور انگشت بدنداں رہ گئے تھے عرب کے فصیح وبلیغ اور قادر الکلام شاعر لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول فرمایا تو شعر کہنا بالکل چھوڑ دیا۔ اپنے دور مبارکہ میں خلیفہ المسلمین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا لبید رضی اللہ عنہ کچھ اپنے اشعار تو سناؤ، جواباً حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا امیر المومنین میں نے جب سے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی ہیں شعر کہنا چھوڑ دیا ان کی فصاحت وبلاغت اس شان وشوکت کی ہے کہ اب اشعار میں مجھے وہ لذت وحلاوت ہی محسوس نہیں ہوتی جو قرآن عظیم کو پڑھنے اور سننے میں ہے،

قرآن حکیم کے نزول کے ساتھ ساتھ ہی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان ویقین میں بھی بے پناہ پختگی آتی تھی وہ بڑے ذوق وشوق سے ان نازل شدہ آیات کو حفظ کرتے اور پھر والہانہ انداز میں ان کو پڑھتے ۔سید الاولین والاخرین حضرت محمد ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن حکیم پڑھاتے ان کو زبانی یاد کراتے کبھی آپ ﷺ ان سے قرآن حکیم کو سنتے کبھی آپ ﷺ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سناتے ۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوبصورت انداز میں پڑھتے ۔ آپ ﷺ ان کی تعریف کرتے ۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از خود بھی پڑھنے اور پڑھانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور قرآن عظیم کو حفظ کرنے میں اپنی انتہائی کوشش وسعی کرتے اور صرف خود ہی نہیں بلکہ گھروں میں اپنے بیوی بچوں کو اس کی تعلیم دینے کا اہتمام کرتے ۔ راتوں کو شب بیداری کرتے اور خشوع وخضوع سے اس کی تلاوت میں ساری ساری رات گزار دیتے ۔رات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھروں کے نزدیک سے گزرنے والا قرآن حکیم کی تلاوت کو بآسانی سن سکتا تھا۔

آنحضرت ﷺ جب حضرات انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھروں کے پاس سے گزرتے تو اکثر ان کے گھروں سے قرآن کی تلاوت کی آوازیں بلند ہو رہی ہوتی تھیں آپ ﷺ قرآن سننے کے لئے ٹھہر جاتے ۔

مسلم شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سید الاولین والاخرین ﷺ نے ان سے فرمایا، ابوموسیٰ " کیا اچھا ہوتا کہ گذشتہ رات تم مجھے دیکھ لیتے جب کہ میں تمہاری تلاوت سن رہا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے تمہیں لحن داؤدی عطاء کی گئی ہے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ ﷺ میری تلاوت سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ سنوار کر پڑھتا۔

غرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن حکیم کی تلاوت کے عاشق زار تھے۔ اور اس کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تلامذہ یعنی حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور ائمہ قراءت اور دیگر ائمہ دین رحمہم اللہ اجمعین کا بھی یہی حال تھا۔ آج ہم کیف وسرور سے محروم ہیں ہمارا مطمع نظر قرآن کی تلاوت اور حلاوت نہیں رہا۔ آج ہمیں تلاوت وقرآن میں حظ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم دین ودنیا کے لحاظ سے ذلت وپستی کی گہرائیوں میں کھو گئے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

عرصہ سے راقم السطور کی خواہش وتمنا تھی کہ قرآن حکیم فرقان حمید پر ایک ایسی جامع ومفصل کتاب مرتب کی جائے جس سے اس کی تلاوت کا شوق افزوں تر ہو اور جو اپنی معلومات کے لحاظ سے ہماری اس کوتاہی کا مداوا کرنے میں معاون ہو جو ہم آج کل کے مسلمان قرآن حکیم کی تلاوت اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے روگردانی کر رہے ہیں۔ اور ان جرائم کے تدارک کے لئے حرف آغاز ثابت ہو مگر تدریسی مصروفیات اور دیگر مشاغل روز وشب نے اس طرف مائل نہ ہونے دیا لیکن یہ تمنا اور آرزو دل میں قائم رہی بلکہ یوں کہا جائے کہ اس میں اضافہ در اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور جب کام ہوا بھی تو خالق ارض وسماء کی کتاب عظیم کے محاسن کو مجتمع کرنے کا اس پیمانہ پر اور اس معیار پر کام نہ ہوا جس کا یہ کام مقتضی تھا عجلت میں یہ کچھ صفحات ضبط تحریر میں لائے گئے اور یہ کچھ ٹوٹے پھوٹے جملے لکھ لئے گئے ہیں مگر شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ سب اللہ پاک کی توفیق سے ہوا۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کی بات نہیں

کتاب کی تیاری میں عزیزم قاری محمد طارق بالاکوٹی نے پروف ریڈنگ اور مسودہ صاف کرنے میں از حد دست تعاون دراز رکھا۔ محترم جناب قاری نصر اللہ بھٹی نے بہت محبت اور خلوص و پیار سے کمپوزنگ کی، اور بڑی لگن اور محنت اور محبت سے طباعت کی نگرانی کرتے ہیں جناب محترم بھائی عُزیر احمد صاحب، اللہ پاک ان سب صاحبان کی پر خلوص محنت وتعاون کو قبول ومنظور فرمائے۔ (آمین)

اور اللہ احکم الحاکمین کے دربار میں نہایت عاجزانہ گزارش ہے کہ روز محشر اپنے قرآن حکیم فرقان حمید کے خدام ذی قدر کے قدموں میں راقم السطور کو بھی کھڑا فرمادیں اور روز محشر اس قرآن حکیم فرقان حمید کی بدولت احقر کو اور میرے والدین ماجدین کو اور میرے قابل فخر وقابل احترام اساتذہ کو آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے کہ حقیقی اور ابدی کامیابیاں اور کامرانیاں وہی ہیں (آمین یارب العالمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ اَجْمَعِیْنِ

خادم القرآن والطلاب

(القاری) محمد ادریس العاصم عفی عنہ

مدرسہ عالیہ تجوید القرآن بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

صفر المظفر ۱۴۲۵ھ / ، اپریل ۲۰۰۴ م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد ربانی ہے۔

﴿ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ﴾

''یہ ایک کتاب ہے جس میں شک وشبہ نہیں''

قرآن کی تعریف:۔

قرآن وہ کتاب معجز ہے جسے بواسطہ حضرت جبرائیلؑ حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا، جسے صحیفوں میں لکھا جاتا ہے۔ جو نبی ﷺ سے بتواتر منقول ہے، اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے، اور جس کی حفاظت کا ذمہ خود ذات باری تعالیٰ نے لیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ o عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ o (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۹۵)

''اور یہ قرآن اللہ پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے، اس نے تمہارے دل پر القاء کیا ہے تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو''

قرآن نے اپنا تعارف کروانے کے بعد یہ بھی بتایا کہ وہ کس زبان میں ہے۔

﴿بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ o وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ﴾ ''(اور القاء بھی) فصیح عربی زبان میں (کیا ہے) اور اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

﴿قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ﴾ ''(یہ) قرآن عربی ہے جس میں کوئی کجی نہیں''

تیسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ”ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا“ قرآن کریم نے اپنا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ اپنا پڑھنے کا ادب بھی سکھایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ○ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”اس کو وہی ہاتھ لگائے گا جو پاک ہے، پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے“ قرآن نے اپنی دیگر صفات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

قرآن شفا اور رحمت ہے:۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ ”اور ہم نے اس قرآن کریم کو نازل کیا ہے جو شفا اور تمام مسلمانوں کے لئے باعث رحمت ہے“ یعنی یہ قرآن کریم برہان اور شفا ہے اور سارے جہان کے لئے باعث رحمت ہے، اس میں جسمانی اور روحانی تمام امراض کا علاج ہے، قرآن تمام علوم کا مخزن ہے۔ فرمان ربانی ہے،

﴿نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ”ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے“ قرآن پڑھنے والا رب العالمین سے باتیں کرتا ہے۔ اس کی عظمت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا ﴿إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُحَدِّثَ رَبَّهُ فَلْيَقْرَأِ الْقُرْآنَ﴾ (کنز العمال)

”جو اپنے رب سے باتیں کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرے“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں تو وہ کلیم اللہ کہلائے، مگر امت محمد یہ ساری کی ساری قرآن کی وجہ سے کلیم اللہ ہے۔

قرآن کو قرآن کہنے کی وجہ:۔

اَلْقُرْآنُ .. اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ اسم علم

غیر مشتق ہے، اور کلام اللہ کے لئے خاص ہے، وہ غیر مہموز (بغیر ہمزہ کے)۔ اور یہ قرأت ابن کثیر مکی کی ہے، اور یہی بات امام شافعیؒ سے مروی ہے۔ بیہقی اور خطیب وغیرہ نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ وہ لفظ قرأت کو ہمزہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ مگر لفظ قرآن میں ہمزہ کا تلفظ نہیں کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآن اسم ہے مہموز نہیں، اور نہ قرأت سے ماخوذ ہے۔ لیکن وہ کتاب اللہ کا اسم ہے۔ جیسے تورات، انجیل اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے نام ہیں۔ اور بہت سے لوگ جن میں اشعری بھی شامل ہے یہ کہتے ہیں کہ قرآن قَرَنتِ الشَّیْءُ بِالشَّیْءِ سے مشتق ہے جو اس حالت میں کہا جاتا ہے جب کہ دو چیزوں میں سے ایک کو دوسری کے ساتھ ملا دیا جائے اور اس کا نام قرآن رکھا گیا ہے کیونکہ سورتیں، آیات، حروف اس میں ہیں۔ فراء کہتے ہیں کہ قرآن قرائن سے مشتق ہے کیونکہ اس کی آیتوں میں سے بعض ایسی ہیں جو دوسری آیتوں کی تصدیق کرتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو کسی قدر دوسری آیتوں کے ساتھ مشابہ ہوتی ہیں اور انہی باتوں کا نام قراء (قرینے) ہے اور ان دونوں اقوال پر بھی وہ بلاھمزہ رہتا ہے اور اس کا نون اصلی قرار پاتا ہے مگر زجاج کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا قول سہو کی وجہ سے کہا گیا ہے اور اس کی حرکت ماقبل کے ساکن حرف کو دی گئی ہے جو لوگ قرآن کو علم صرف کے قواعد سے مہموز قرار دیتے ہیں ان میں بھی بہت اختلاف پائے جاتے ہیں ایک گروہ جس میں لحیانی بھی شامل ہیں یہ کہتے ہیں کہ قرآن قرأت کا مصدر ہے جس طرح رحمان اور غفران مصدر ہیں اور اس کو کتاب مقروء (پڑھی گئی) کا نام اس قاعدے سے دیا گیا ہے جس قاعدہ کے اعتبار سے مفعول کو مصدر کے ساتھ موسوم کرتے ہیں اور دوسرے لوگ جن میں زجاج بھی شریک ہیں یہ کہتے ہیں قرآن فعلان کے وزن پر اسم صفت ہے اور ''قرء'' سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کرنا ہیں اور اسی سے آیا ہے۔ (قَرَأْتُ الْمَاءَ فِي الْحَوْضِ یعنی جَمَعْتُهُ) ابوعبیدہ کا قول ہے کلام الٰہی کا نام قرآن اس سے رکھا گیا

کہ اس نے سورتوں کو باہم جمع کیا ہے علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں ہر ایک جمع (فراہمی) کو یا ہر ایک کلام کے مجموعہ کو قرآن ہرگز نہ کہا جائے گا اور کتاب اللہ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس نے ماسبق کی نازل شدہ آسمانی کتابوں کے تمام ثمرات (نتائج) جمع کر لئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نام رکھنے کی وجہ سے اس نے تمام اقسام علوم کو اپنے اندر فراہم کر لیا ہے اور قطرب نے ایک قول بیان کیا ہے کہ قرآن کا نام قرآن اس لئے رکھا گیا ہے کہ پڑھنے والا اس کو اپنے منہ سے ظاہر اور واضح کرتا ہے اور قرآن کا لفظ اہل عرب کے قول (مَا قَرَأَتِ النَّاقَةُ سَلاَّقَطُّ) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اونٹنی نے بھی بچہ نہیں ڈالا یعنی وہ کبھی گابھن ہی نہیں ہوئی اور قرآن پڑھنے والا اس کے الفاظ کو اپنے منہ میں اٹھا کر پھر باہر نکال دیتا ہے اس لئے اس کا نام قرآن رکھا گیا ہے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں میرے نزدیک پسندیدہ قول وہی ہے جس پر امام شافعیؒ نے زور دیا ہے۔

ضرورت قرآن:۔

قرآن مجید کی ضرورت ہو تو تمام صاحبان کو اس زمانہ کی تاریخ اور صفحہ عالم کی حالت پر غور کرنا چاہئے۔ ایران کے مجوس کا سراپا شرک کی نجاست میں غرق ہونا اور احاطہ انسانیت سے نکل کر سگی ماں، بیٹی، بہن سے ازدواج جائز و مباح سمجھ لینا۔

روما چرچ کے عیسائیوں کا صریح بت پرستی میں مبتلا ہو کر اس مشرکانہ عقیدہ کی ترویج میں لاکھوں بندگان خدا کا خون پانی کی طرح بہانا۔

چین کا قبر پرستی اور بھوت پریت کی عبادت میں محو ہو جانا، پھر خود کو آسمانی فرزند کہلانے کا مستحق قرار دینا۔

ہند کا فسق و فجور میں پڑ کر زنا اور شراب کو بہترین افعال انسانی قرار دینا، مرد و عورت کی برہنگی کے اعضاء کی تمثالوں کی شب شووالوں میں قائم کرنا، دختر کشی اور قمار بازی کو شرافت کا نشان قرار دینا۔

عرب کا بعض صفات بالا میں اکثر ممالک سے بڑھ جانا۔

الغرض تمام معمورہ عالم پر سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ان ضلالتوں کے دور کرنے میں وہ کتابیں جو دنیا میں پہلے سے نازل شدہ تھیں ناکافی ثابت ہو چکی تھیں ان کا تمام عالم کے بگڑے ہوئے آوے پر تو کیا اثر ہوتا کہ خود اسی کی قوم (جس میں اس کتاب کا نزول ہوا) دائرہ اطاعت میں نہ رہی تھی اس لئے ضرورت تھی ایک ایسی مہیمن کتاب کی جس میں تمام عالم کی اصلاح کی طاقت اور تمام کتابوں کو اپنے اندر جمع کر لینے کی قابلیت اور بلحاظ اپنی مجموعی شان کے دیگر اوراق پریشان سے دنیا بھر کو مستغنی کر دیتی۔

ہاں جس طرح سخت گرمی اور حبس کے بعد باران رحمت کا نزول ہوتا ہے جس طرح رات کی تاریکی کے بعد خورشید عالم افروز طلوع فرماتا ہے اسی طرح تمام دنیا پر پھیلی ہوئی ظلمت مظلمہ ہی نے قرآن مجید کے نور مبین کی ضرورت کو افراد عالم کے دل اور دماغ میں ثابت اور محسوس کرا دیا تھا۔

لہٰذا اسی رحمت ربانیہ نے جو انسان کو عدم سے وجود میں لانے اور نطفہ سے انسان کامل بنانے میں کارفرما ہے، ہماری روحانی ضرورت کے لئے اس نور ہدایت کو نازل فرمایا۔

بدبختی سے ہند میں ایسا فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے جو رب کریم کو ارحم الراحمین تو مانتا ہے مگر پھر بھی اسے کلام اللہ کے دنیا میں نازل ہونے کی ضرورت سے انکار ہے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اگر آنکھ کو بینائی دی ہے تو دیکھنے کے لئے ان گنت رنگتیں بھی بنائی ہیں۔

اگر کان کو شنوائی ملی ہے تو سننے کے لئے مختلف قسم کی آوازیں بھی پیدا کی ہیں پاؤں چل سکتا ہے تو اس کی جولانی کے لئے فرش زمین کی ہموار ناہموار راہیں بھی نکال دی ہیں منہ کھا سکتا ہے تو ذائقہ کے لئے میٹھے، نمکین، کھٹے، پھیکے کھانے بھی مہیا کیے ہیں یعنی جس قدر حواس ظاہری اور قوی باطنی جسم انسان میں پائے جاتے ہیں ان کے متعلق ایک ایک جداگانہ عالم بھی پیدا کیا گیا ہے۔

مگر ان کو اب بھی سخت انکار ہے کہ روح انسانی کے لئے (جو فطرت انسانی کی خزینہ دار اور اس کی مملکت کی حکمراں ہے) کوئی جداگانہ عالم موجود ہو اگر یہ لوگ روح کا انکار کردیتے تو انکی حالت پر اتنا افسوس نہ ہوتا۔ لیکن روح کا اقرار اور رحمت الٰہیہ کی جانب سے اس کے لئے عالم خاص کا انکار قطعاً اسرار فطرت سے عدم آگاہی پر مبنی ہے۔

ضرورت قرآن کریم کے ثبوت میں اگر ہم دنیا کے سامنے دنیا کی تاریخ رکھ دیتے ہیں نیز ان تمام ترقیات کو جو دنیا کے ہر ایک مذہب نے نزول قرآن مجید اور اشاعت کتاب حمید کے بعد اپنے اپنے عقائد اور اصول میں کی ہیں اور ان تمام اصلاحات کو بھی اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں جو غیر مسلم اقوام نے اس ۱۴۲۵ سال کی مدت رسالت محمدیہ ﷺ میں تعلیم قرآن سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے مذہب اور مسلک میں داخل کر لی ہیں۔

ان تمام ترقیات اور اصلاحات کے ازمنہ ارتقاء کی تاریخ معلوم کرنے کے بعد امید قوی ہے کہ ہر ایک انسان خواہ وہ مصنف ہو یا تجزیہ نگار وغیرہ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فی الواقع معمورہ عالم کو قرآن مجید کے نزول کی سخت ضرورت اور احتیاج تھی

قرآن مجید کا مصنف:۔

ایک مثل مشہور ہے،

''سخن شاہ بادشاہ سخن'' عربی میں ہے ''كَلَامُ الْمَلِكِ مُلُكُ الْكَلَامِ'' قرآن پاک اس شہنشاہ حقیقی اور ملک الملکوت عالم کا کلام ہے جس نے کلام کو پیدا کیا اور گوشت کے ٹکڑے کو بولنا۔ ہڈی کو آواز کا سننا اور عصبات کو انکا سمجھنا سکھلایا وہ جسکے حکم سے ایک ماں باپ کی اولاد میں اس قدر اختلاف السنہ اور تبائن لغات پیدا ہوا۔

بعض عیسائی مصنف جو تحقیق کے پردے میں تعصب کو چھپائے رکھتے ہیں قرآن مجید کی بہت سی خوبیوں کو تسلیم کر لینے کے بعد قرآن پاک کو کلام محمد ﷺ بتایا کرتے ہیں ان ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ،

۱. کیا قرآن پاک جیسی کتاب کا مصنف کہلانا بجائے خود ایک اعلیٰ عزت نہیں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی اعلیٰ تصنیف کے مصنف ہونے کی عزت سے خود کو محروم رکھا۔

۲. کیا قرآن پاک جیسی تصنیف کا مصنف جھوٹ جیسی رذیل صفت سے آلودہ ہوسکتا ہے؟ کیا وہ کتاب جس نے لاکھوں کو صداقت سکھلائی اور جس نے گنتی کے سالوں میں عرب کی کایا پلٹ دی۔ اور وہ کتاب جس نے زندہ حی القیوم اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اعتقاد دلوں میں قائم کر کے کروڑہا بنی آدم کو حیات جاوید بہرہ اندوز کر دیا کیا ایسے دل اور ایسی زبان سے نکل سکتی ہے جو خود صادق نہ ہو۔

ان دونوں امور پر غور کرو تمام دنیا بھر کے مصنفین کا رویہ ہماری تائید میں ہے اور فلسفہ فطرت انسانیہ اس صداقت کا مصدق ہے۔

اب خود عیسائیوں کی دی ہوئی بائبل پر توجہ کیجئے۔ بائبل سے اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ دنیا میں کلام اللہ بھیجے جانے کی خبر ہزاروں سال بیشتر سے دی گئی تھی۔

۱. حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس احکام عشرہ کی الواح لاتے ہیں تو قوم ان الواح پر شک کرتی ہے۔

۲۔ قوم کا مطالبہ ہے کہ اسرائیل کا اللہ تعالیٰ خود انکی موجودگی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائے۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے برگزیدہ لوگوں کو کوہ طور پر لے جاتے ہیں وہاں پہنچنے کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے بادل سب کو گھیر لیتے ہیں تند ہوائیں تیزی سے چلنے لگتی ہیں گرج پر گرج کی صدائیں دلوں کو ہلا دیتی ہیں زلزلہ آتا ہے پہاڑ کانپ رہا ہے

۴۔ ان حالات کو دیکھ کر بنی اسرائیل چلا اٹھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں اے موسیٰ علیہ السلام تو ہی ہم سے بول اور ہم سنیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جائیں۔

یہ درخواست منظور کر لی گئی اور سب لوگ طور پہاڑ سے اپنی اپنی جان بچا کر خیمہ گاہ میں پہنچ گئے۔

۵۔ بنی اسرائیل کی اس کے بعد یہ درخواست ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ میں رکھ دے اور وہ قوم کو سنا دیا کرے۔

۶۔ اس درخواست کو اللہ تعالیٰ نامنظور فرماتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک اور نبی کے منہ میں رکھا جائے گا وہ نبی جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سنے گا وہ لوگوں سے کہے گا اور ایسا ہوگا، کہ جو کوئی میری باتیں جنہیں وہ نبی میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے گا۔ تو اسکا حساب اللہ تعالیٰ لے گا۔

قرآن کریم کے اسماء اور انکی وجہ تسمیہ

شیخ ابوالمعانی عزیز بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کے پچپن نام ایسے ہیں جو خود آیات قرآنیہ سے ماخوذ ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ان اسماء مبارکہ کی ایک

مختصر فہرست پیش کر دی جائے۔ جس میں ہر نام کی وجہ تسمیہ کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دیا جائے کہ یہ نام کن کن آیات قرآنیہ سے استنباط کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	اسماء قرآن کریم	وہ آیات جن سے نام کا استنباط کیا گیا	ترجمہ	وجہ تسمیہ
	اَلْقُرْآنُ	اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ	یہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔	بار بار پڑھے جانے کی وجہ سے۔
۱	اَلْقُرْآنُ الْكَرِيْمُ	اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ o فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ o	کہ یہ قرآن بلاشبہ بلند پایہ (کتاب) ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے	اس لئے کہ یہ کلام بڑی بزرگی والا ہے۔
۲	اَلْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ	سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ o	سات ایسی آیات دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے۔	اس لئے کہ یہ کلام نہایت ہی عظمت اور بڑی بلند شان رکھنے والا ہے۔
۳	اَلْقُرْآنُ الْحَكِيْمُ	يٰسٓ o وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ o	یس۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔	اس لئے کہ بڑی بلند پایہ حکمتوں والا ہے۔

۴	اَلْفُرْقَانُ	تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ○	متبرک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا۔ اور ہم نے قرآن کو اجزاء میں نازل کیا ہے تاکہ آپ اسے وقفہ سے لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور بتدریج نازل کیا ہے	اس لئے کہ وہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے یا اس وجہ سے کہ اس کی آیات متفرق متفرق نازل کی گئیں۔

امام رازیؒ تفسیر کبیر جلد۲ میں اسماء قرآن کی بحث کے دوران فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا فرقان عنوان اس وجہ سے ہے کہ وہ حق و باطل اور حلال وحرام کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور فرقان کے معنی نجات کے بھی ہیں عکرمہ اور سدی سے یہی منقول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم یقیناً سبب نجات ہے اس سے وجہ تسمیہ محتاج بیان نہیں نیز اس بنا پر بھی یہ نام ہے کہ تمام عالم اور مخلوق گمراہی کی تاریکیوں میں تھی قرآن کی بدولت ہی عالم نے نور ہدایت اور نجات کا راستہ پایا۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس لفظ کو اسی معنی پر محمول کیا ہے اور بطور قرینہ قرآن کریم کی یہ آیت پیش فرمائی۔ (وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) ''اور یاد کرو اس واقعہ کو جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور فرقان نازل فرمایا۔ شاید یہ کہ تم ہدایت حاصل کرو'' تو ہدایت کے حصول کا مضمون اسی معنی کے ساتھ مطابقت اور مناسبت رکھتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد۲ ص ۱۴، ۱۵)

۵	اَلسَّبْعُ الْمَثَانِیْ	وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ٥ مَثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ٥	نیز ہم نے آپ کو سات ایسی آیات دی ہیں جو بار بار دھرائی جاتی ہیں۔ بار بار دھرائے جاتے ہیں جن سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں	اس لئے کہ آیات قرآنیہ بار بار تلاوت کی جاتی ہیں بالخصوص سورۃ الفاتحہ نماز کی ہر رکعت میں دھرائی جاتی ہیں۔
۶	اَلْکِتَابُ الْمُبِیْنُ	حٰمٓ٥ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ٥	حم۔اس واضح کتاب کی قسم	اس لئے کہ حق اور ہدایت کو واضح کرنے والی کتاب ہے۔
۷	اَلْکَرِیْمُ	اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ٥	یہ قرآن بلاشبہ بلند پایہ (کتاب) ہے	اسلئے کہ وہ سراپا کرامت ہے
۸	کَلَامُ اللّٰهِ	حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰهِ	حتی کہ وہ (اطمینان سے) اللہ کا کلام ہے	رب العالمین کا کلام ہونے کی وجہ سے

۹	نُوْر	وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○	اور ہم نے تمہاری طرف صاف راہ دکھلانے والا نور (قرآن کریم) نازل کیا ہے۔	اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔
		قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○	اب تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور (ایسی) واضح کتاب آچکی ہے	
		وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ	اس روشنی کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے	
۱۰ ۱۱	هُدًى وَّ رَحْمَةً	هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ	اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔ متقین کے لئے ہدایت ہے۔ تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل ہیں	اس لئے کہ یہ ہدایت و رحمت ہے۔
۱۲ ۱۳	شِفَآء مَوْعِظَة	قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ	تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (یہ کتاب) نصیحت آچکی ہے یہ دلوں کے امراض کی شفاء ہے۔	اس لئے کہ روحانی شفاء اور پیغام صحت ہے

۱۴ ۱۵	ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ	وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ	اور یہ (قرآن) بھی ایسی ہی بابرکت نصیحت ہے جیسے ہم نے اتارا ہے۔	اس لئے کہ بابرکت اور ذکر اور نصیحت ہے۔
۱۶	عَلِی	وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ ٥	بلاشبہ یہ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے جو ہمارے پاس بلند مرتبہ اور حکمت والی ہے	اس لئے کہ بڑی عظمت اور برتری والا کلام ہے۔
۱۷	حِكْمَةٌ	حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ٥	یہ سراسر دانائی ہے لیکن یہ تنبیہات انکے کسی کام نہ آئیں۔	اس لئے کہ سراپا حکمت ہے۔
۱۸	حَكِيْم	تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ٥	حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں	//
۱۹	مُهَيْمِن	مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ	جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی جامع و نگران بھی ہے	اس لئے کہ وہ نگہبان و گواہ ہے اور برکت ہے تمام عالم کے لئے
۲۰	صِرَاط مُسْتَقِيْم	وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا ٥	اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے۔	اس لئے کہ وہ تمام عالم کے واسطے سیدھا راستہ ہے

۲۱	قَيِّم	وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ	اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی یہ سیدھا راستہ بتانے والی ہے	اس لئے کہ اس کی ہر ہدایت و تعلیم عالم کے واسطے نگران ومحافظ ہے
۲۲	قَوْل فَصْل	اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝	کہ وہ (قرآن) حق کو باطل سے الگ کرنے والا ہے اور کوئی ہنسی مذاق نہیں	اس لئے کہ اس کی ہر بات قول محکم اور فیصل ہے
۲۳	نَبَاءُ عَظِيم	قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝	ان سے کہیے کہ یہ ایک بہت بڑی خبر ہے جس سے تم اعراض کر رہے ہو کیا یہ بڑی خبر کے متعلق۔ جس میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں	اس لئے کہ اس کی ہر خبر نہایت عظیم ہے۔
۲۴ ۲۵	اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ مُتَشَابِه	اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا	اللہ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایسی کتاب ہے جس کے مضامین ملتے جلتے ہیں	اس لئے کہ اس کی ہر بات نہایت بہترین ہے، اور عبرت کے لئے بار بار اس کو دہرایا گیا

۲۶	تَنْزِيْل	وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَo	بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔	اس لئے کہ اس کو آسمان سے اتارا گیا ہے۔
۲۷	رُوْح	وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا	اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی۔	اس لئے کہ انسانوں کے قلوب کے لئے حیات ہے۔
۲۸	وَحْي	قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ	آپ ان سے کہیے کہ میں تو وحی کے ذریعہ میں تمہیں ڈراتا ہوں	اس لئے کہ یہ وحی الٰہی ہے۔
۲۹	عَرَبِي	اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا	ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے	اس لئے کہ زبان عربی ہے
۳۰	بَصَآئِر	هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ	یہ قرآن لوگوں کے لئے دلائل بصیرت کا مجموعہ ہے۔	اس لئے وہ بصائر اور عبرتوں کا مجموعہ ہے
۳۱	بَيَان	هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ o	یہ واقعات لوگوں کے لئے کھلی تنبیہ اور ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔	اس لئے کہ اس کی ہر تعلیم واضح اور ظاہر ہے۔

۳۲	اَلْعِلْم	فَمَنْ حَآجَّکَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	پھر اگر کوئی علم (وحی) آجانے کے بعد اس بارے میں آپ سے جھگڑا کرے۔	اس لئے کہ وہ سراپا علم و معرفت ہے۔
۳۳	اَلْحَق	اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○	یہ بالکل سچے واقعات ہیں۔ بیشک یہ واضح حق ہے۔	اس لئے کہ وہ سراپا حق ہے۔
۳۴	هَادِی	اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ	یہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔	اس لئے کہ وہ تمام عالم کے لئے رہنما ہے۔
۳۵	عَجَب	اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ○	ہم نے عجیب قرآن سنا ہے	اس لئے کہ وہ اپنے حقائق و معارف دنیا کو حیرت و تعجب میں ڈالنے والا ہے
۳۶ ۳۷	تَبْصِرَة ذِكْرٰی	تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰی لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○	رجوع کرنے والے بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت ہے۔	اس لئے کہ وہ عبرت و نصیحت کا سامان ہے

۳۸	اَلْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى	فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا	تو اس نے ایسے مضبوط حلقہ کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا۔	اس لئے کہ وہ ہدایت وعمل کے لئے ایک مضبوط حلقہ ہے۔
۳۹	صَدَّقَ	وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ	اور جو شخص سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی	اس لئے کہ وہ سراپا صداقت ہے۔
۴۰	عَدْل	وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا .	اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔	اس لئے کہ وہ سراپا عدل وانصاف ہے۔
۴۱	اَمْر	ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗ اِلَيْكُمْ	یہ اللہ کا حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا	اس لئے کہ وہ اللہ کا حکم ہے۔
۴۲	مُنَادِيْ	رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ .	اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف دعوت دیتا ہے۔	اس لئے کہ وہ حق کی طرف لوگوں کو پکارنے والا ہے
۴۳ ۴۴	هُدًى وَّبُشْرٰى	هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥	جو ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہیں۔	اس لئے کہ ہدایت ہے اور اہل ایمان کے واسطے بشارت ہے۔

۴۵	مَجِيْدٌ	بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ ○	بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے۔	اس لئے کہ مجدد بزرگی والا ہے۔
۴۶	اَلزَّبُوْر	وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ ○	اور زبور میں ہم نے نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔	اس لئے کہ علوم ہدایت اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں

قرآن کریم کے اسماء میں بعض مفسرین نے زبور نام بھی ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس آیت میں زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور مراد نہیں لی بلکہ قرآن کریم مراد لیا ہے (البرھان۔ الاتقان)

۴۷ ۴۸	بَشِيْرًا نَذِيْرًا	كِتٰبٌ فُصِّلَتْ آيٰتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا.	قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات تفصیلی ہیں عربی زبان میں ہے علم رکھنے والوں کے لئے یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے	اس لئے کہ مومنین کو اجر و ثواب کی بشارت سنانے والا ہے اور کافروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہے۔
۴۹	عَزِيْزٌ	وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ	حالانکہ یہ ایک زبردست کتاب ہے جس میں باطل نہ آگے سے راہ پا سکتا ہے۔	اس لئے کہ وہ عزت والا کلام ہے۔

۵۰	بَلَاغٌ	هٰذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ	یہ قرآن لوگوں تک پہنچانے کی چیز ہے۔	اس لئے کہ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو ہر ایک تک پہنچادیا گیا۔
۵۱	قَصَصٌ	إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ	یہ بالکل سچے واقعات ہیں۔	اس لئے یہ امم سابقہ کے واقعات اس میں ہیں۔
۵۲	صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ	فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝	وہ قابل احترام صحیفوں میں ہے جو بلند مقام پر ہیں اور پاکیزہ ہیں۔	اس لئے کہ کلام پاک جن اوراق پر مکتوب ہے وہ اوراق بھی بڑی عزت و عظمت کے ساتھ انہیں سروں پر اٹھایا جاتا ہے
۵۳	مَّرْفُوْعَةٍ			
۵۴	مُّطَهَّرَةٍ			
۵۵	اَلْكِتَابُ	ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ	یہ کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں	اس لئے کہ دنیا کی کتابوں میں کتاب کہلانے کا مستحق قرآن ہی ہے۔

تاریخ نزول قرآن:۔

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

''کہ ہم نے اسے ایک خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہمیں بلاشبہ اس سے ڈرانا مقصود تھا''

اس آیت میں یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کو ہم نے ایک بابرکت رات میں نازل کیا

ہے وہ بابرکت کونسی رات ہے تو دوسری جگہ فرمایا وہ لیلۃ القدر ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے،

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝

"ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے روح اور فرشتے اس رات اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں (وہ رات) سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک"

اس سورۃ مبارکہ میں بیان فرمایا ہے کہ وہ رات جس میں ہم نے قرآن نازل کیا ہے وہ عظیم رات لیلۃ القدر ہے اور نزول قرآن کی برکت سے اس رات کو یہ فضیلت دی کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل رات ہے اور وہ رات کس ماہ میں ہے فرمایا ماہ رمضان المبارک میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے،

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۔ "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل ہیں"

بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو برکت والی رات میں نازل کیا وہ رات برکت والی لیلۃ القدر ہے اور وہ رمضان المبارک میں ہے۔

نوٹ:۔

لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے ایک ہی بار مکمل قرآن کریم کو آسمان دنیا پر بیت العزت میں نازل کیا گیا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے روئے زمین پر نازل کیا جاتا رہا۔

قرآن کریم کو یک بار نازل کرنے کی حکمت:۔

قرآن کریم کو یکبار آسمان دنیا پر نازل کرنے میں یہ راز اور حکمت ہے کہ خود قرآن کریم اور جس پر وہ نازل کیا جانے والا ہے اس طریقہ سے دونوں کی عزت بڑھانی مقصود ہے یعنی ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں پر یہ بات ظاہر کی جائے کہ یہ (قرآن) سب سے آخری آسمانی کتاب ہے جو رسولوں کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے اور برگزین قوم کے ہادی پر نازل کی جائے گی اور ہم نے اسے ان پر نازل کرنے کے واسطے ان کے قریب کر دیا ہے اور اگر حکمت الٰہی اس کتاب کو بلحاظ واقعات کی مطابقت کے ان لوگوں تک بتفریق پہنچانے کی مقتضی نہ ہوتی تو ضروری تھا کہ جس طرح اس سے قبل کی تمام آسمانی کتب ایک ہی مرتبہ روئے زمین پر نازل کر دی گئی تھیں یہ بھی اسی طرح ایک ساتھ زمین پر اتار دی جاتی۔ لیکن رب العالمین نے اس کتاب اور اس سے سابق آسمانی کتب میں یہ فرق کر دیا کہ اس کو دو مرتبے عطاء کئے اول ایک ہی دفعہ مکمل نازل کرنے کا اور دوسرا بتفریق نازل کرنے کا فرمایا تا کہ اس طرح ہر اس شخص کی عزت وعظمت دوبالا ہو جائے جس پر یہ کتاب نازل کی جاتی ہے۔

علامہ السخاویؒ نے اپنی کتاب جمال القراء میں لکھا ہے، قرآن کریم کو ایک مرتبہ ہی مکمل کر کے آسمان دنیا پر نازل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ فرشتوں کی نظروں میں اولاد آدم کی عزت و شان کا بڑھانا مقصود تھا اور انہیں دکھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت نسل آدم پر کس قدر ہے اور وہ ان پر کتنی رحمت فرماتا ہے اور اسی غرض سے سورۃ الانعام کی مشائعت میں ستر ہزار فرشتے بھیجے گئے نیز حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ملا کہ پہلے قرآن کریم (کراماً کاتبین) یعنی معزز کاتبوں کو سنا کر انہیں اس کے لکھ لینے اور تلاوت کرتے رہنے کی ہدایت کر دے اور پھر اس میں یہ خوبی بھی

ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آسمانی کتابوں کے یکبار ہی نازل ہونے میں برابر بنا کر پھر حضرت محمد ﷺ کو یہ فضیلت اور شان بھی عطا کی کہ ان کی کتاب ان پر تھوڑی تھوڑی کر کے نازل فرمائی تا کہ وہ اسے حفظ کر سکیں۔

قرآن کے تین تنزلات

نزول اول :۔

بارگاہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں اس نزول کا قرآن کی اس آیت میں ہے، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝ (البروج ۲۱،۲۲)

نزول دوم :۔

لوح محفوظ سے سماء الدنیا کے مقام بیت العزت میں یہ نزول سورۃ الدخان سورۃ القدر اور سورۃ البقرہ میں مذکور ہے،

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۝ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ.

یہ دونوں نزول مجموعی شکل میں یکبارگی اور دفعۃً ہوئے مذکورہ آیات میں تعارض نہیں کیونکہ لیلۃ مبارکہ اور لیلۃ القدر ایک ہے اور وہ رمضان المبارک میں ہے لہٰذا بیت العزت میں رمضان کے مہینے میں قرآن لیلۃ المبارکہ یا لیلۃ القدر میں اتارا گیا اسی نزول کو صراحت کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے مستدرک حاکم میں اور اسی طرح نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔

نزول سوم :-

بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام قلب نبوی ﷺ پر ہوا، نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ٥ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ٥ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ٥

یہ نزول تقریباً تیئس سال میں مکمل ہوا اور قلب سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ معانی قرآن کا نزول ہوا ہوگا۔ بلکہ الفاظ قرآن کا نزول تھا اس لئے آیت مذکور میں قلب کے بعد یہ تصریح کی گئی ہے (بِلِسَانٍ عربیٍ مّبینٍ) جس میں الفاظ کے نزول کو لسان عربی کہہ کر واضح کیا گیا ہے قرآن کا دوبارہ دفعی نزول ہوا اول لوح محفوظ میں دوم سماء الدنیا کی بیت العزت میں سوم بار تدریجی نزول حضور ﷺ پر ہوا۔ بخلاف دیگر کتب سماوی کے کہ ان کا نزول صرف ایک بار دفعتہ کتابی شکل میں ہوا۔ قرآن کے لئے دونوں نزول جمع ہوئے جبکہ حکمت آسمان کے ملائکہ کو قرآن کی آخری کتاب ہونے کی تعلیم تھی یا سماء الدنیا لانے میں حضور ﷺ کے اشتیاق کو بڑھانا مقصود تھا کہ محبوب چیز کے قریب ہونے سے شوق میں اضافہ ہوتا ہے یا کمال حفاظت اور شک وشبہ کا ازالہ مقصود تھا احقر کا خیال ہے کہ آخری کتاب ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی حفاظت کا مکمل انتظام مقصود تھا ایک بار انتظام عمومی کی صورت میں قرآن کو لوح محفوظ میں محفوظ کیا گیا جو حکومت الٰہیہ کا۔ مرکزی محافظ خانہ ہے دوسری مرتبہ بیت العزت میں سماوی حفاظت کا کام کیا گیا تیسری مرتبہ حضور ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرما کر آپ ﷺ کے قلب مبارک میں ارضی حفاظت قرآن کا انتظام کیا گیا پھر امت محمدیہ کے قلوب کو قرآن کی طرف مائل کر کے، چہارم مرتبہ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) کے وعدہ کے مطابق امت کے سینوں میں حفاظت قرآن کا انتظام ہوا۔ بعدہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو آمادہ کر کے تحریری صورت میں پانچویں بار حفاظتی انتظام عمل میں لایا گیا۔

کلام معجز

قرآن کا اعجاز:۔

انبیاء علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے معجزات دیے ہیں۔ وہ حالات کے مطابق تھے، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگری کا دور دورہ تھا کثرت سے لوگ جادو کرتے اور کراتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عصاء اور ید بیضاء کا معجزہ دیا۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکماء زیادہ تھے،تو آپ کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا،اور وہ حکماء جن بیماریوں کا علاج نہیں کر سکتے تھے،ان بیماریوں کے علاج کا معجزہ دیا۔

نبی ﷺ کے زمانے میں بڑے فصیح و بلیغ لوگ تھے،عربی زبان کے اندر فصاحت و بلاغت کے ساتھ کتابیں لکھتے تھے،اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو قرآن کا معجزہ دیا،اور چیلنج کیا کہ تم بڑے فصیح و بلیغ ہو تو اس جیسا قرآن لے آؤ یا اس طرح کی دس سورتیں لاؤ،یا کوئی ایک سورۃ ہی لے آؤ۔تو وہ قرآن جیسا کلام بنانے سے عاجز آ گئے۔ بلکہ یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہے کہ کسی بشر کا کلام نہیں۔

فصحاء عرب کا اعتراف:۔

حج کے موقع پر شعراء وادباء وفصحاء عرب کی عادت تھی کہ اپنے کلام کو کاغذ یا چمڑے پر لکھ کر بیت اللہ کی دیواروں پر معلق کر دیتے تھے۔متعدد علاقوں سے فصیح ترین شعراء وادباء آتے اور ان کو غور سے پڑھتے جن کو پسند آتا اس پر (ص) لکھ دیتے اور جس کو پسند نہ آتا اس پر (غ) لکھ دیتے۔ جب سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو نبی ﷺ سے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر آپ کی

اجازت ہو تو سورۃ الکوثر لکھ کر لٹکا دیں۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرامؓ نے سورۃ الکوثر کو لکھ کر لٹکا دیا تو ایک بہت بڑے ادیب اور فصیح ترین شاعر نے (اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ o) کو پڑھا تو آگے لکھ دیا (مَاھٰذَا قَوْلُ الْبَشَرْ) کہ کسی انسان کا قول نہیں بلکہ (مَلِکُ الْمُلْکْ) کا قول معلوم ہوتا ہے۔

اعجاز قرآن

قرآن کریم کا اپنے مخالفین اور منکرین کو چیلنج:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا o

”اے نبی ﷺ کہہ (ایک دو شخص تو قرآن کیا بنا سکتے ہیں) اگر سارے آدمی اور جن مل کر یہ چاہیں کہ اس طرح کا قرآن (بنا) لائیں تو بھی اس طرح کا قرآن (بنا کر) نہ لاسکیں گے بھلے ایک کی ایک مدد بھی کریں“

اب غور کریں کہ قرآن کریم کے اس عظیم اور زبردست اعلان کے بعد کیا دشمنان دین خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہوں گے، اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی پوری توانائیوں کو صرف نہ کر دیا ہوگا یقیناً تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عرب کے بڑے بڑے ادباء اور شعراء نے جن کا دعویٰ تھا کہ ہمارے مقابلہ میں سب عجمی اور جاہل ہیں۔ اور اس کا یہ حال تھا کہ انہیں جب یہ پتہ چلتا کہ فلاں علاقہ میں فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی نے کوئی کلام بنایا ہے تو وہ وہاں جا کر اس کا کلام سنتے اور اس کا جواب دیتے۔ مگر قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے منہ کی کھائی اور قرآن کا

مثل بنا کر نہ لا سکے، قرآن کریم جیسا بنا کر لانا تو امر محال تھا اس لئے قرآن کریم نے دوسرا چیلنج کر دیا۔

اَمْ يَقُولُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

"بلکہ وہ کافر کہتے ہیں کہ اس نے (یعنی پیغمبر ﷺ نے) قرآن کو جھوٹ بٹ لیا ہے، کہہ دو اگر تم ہو تو قرآن کی دس بٹی ہوئی سورتیں بنا کر لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تم (اپنی مدد کے لئے) جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو، پھر (اے مسلمانوں اور پیغمبر ﷺ) اگر تم سچے ہو"

گویا عرب کے شعراء و ادباء وفصحاء کا عجز بتدریج ظاہر فرمایا گیا ہے۔ پہلے مکمل قرآن جیسا قرآن بنا کر لانے کا چیلنج کیا گیا، جب وہ عاجز آ گئے تو پھر دس سورتیں بنا کر لانے کا اعلان کیا، جب وہ اس سے بھی عاجز آ گئے تو پھر تیسرا چیلنج کیا گیا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

"اور اگر تم کو شک ہے اس کلام میں جو ہم نے اتارا اپنے بندے پر (یعنی قرآن میں) تو ایک ہی سورۃ اس کے جوڑ کی بنا لاؤ اور جو حمایتی تمہارے اللہ کے سوا ہوں ان کو بھی بلا لو اور ان سے بھی (اس سورت بنانے میں) مدد لو اگر تم سچے ہو"

یعنی کفار کہتے تھے کہ یہ قرآن حضرت محمد ﷺ کا بنایا ہوا ہے تو تم میری طرح بشر ہو سب مل کر ایک سورۃ ہی بنا لاؤ، ساری مخلوق کو دعوت دو، جن وانس کو جمع کر لو، تمام جہان کے فصیح و بلیغ پڑھے لکھے اور ان پڑھ اکٹھے ہو کر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کریم کی طرح پیش کرو تو سمجھ لیا

جائے گا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے۔ مگر یہ بات محال ہے کہ کوئی مخلوق ابدالاباد تک اس جیسا کلام پیش کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔ قرآن کریم کا اللہ احکم الحاکمین کی کتاب ہونے کا ایک اور اہم ثبوت یہ ہے کہ آج تک اس کے مخالفین اور منکرین جو اپنے آپ کو بڑے فصیح و بلیغ کہتے تھے، حالت ان کی یہ تھی کہ ایک چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہیں لا سکے۔ چنانچہ نزول قرآن کے وقت سے لے کر آج تک قرآن میں یہ چیلنج موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

قرآن کی صداقت کا غیر مسلموں کی طرف سے اعتراف:۔

اسلام کو اس کی ضرورت نہیں کہ کوئی اس کی صداقت اور حقانیت کو مانتا ہے یا نہیں، قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانتا ہے یا نہیں۔ اسلام اور قرآن جیسا اپنی ابتداء کے وقت تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج تک ویسا ہی ہے، اور جو اس کی تعلیمات پر عمل کرے گا وہ ان شاء اللہ ترقی ہی کرے گا۔ دنیا میں اچھے اور برے، نیک طبیعت، بدخصلت ہر قسم کے لوگ ہوتے آئے ہیں۔ ایسے بھی انسان ہوئے کہ قرآن کو سن کر ایمان لے آئے، پیغمبر ﷺ رخ انور پر پہلی نگاہ پڑتے ہی کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اور ایسے بھی بدقسمت لوگ رہے کہ قرآن سن کر ان کے دل اور سخت ہو گئے۔ حضور ﷺ کی ساری زندگی آئینہ کی طرح چمکتی ہوئی اور روشن ہے، مگر کافر پھر بھی کافر ہی رہے، اسی طرح یورپین اقوام میں بہت سے ایسے لوگ ہوئے اور ہیں جو اسلام کی حقانیت حضرت محمد ﷺ کی رسالت، قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حق مانتے ہیں اور ان کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ مثلاً

1 مشہور یورپین مترجم قرآن مسٹر جارج سیل:۔

یہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن جیسی کتاب انسان

نہیں لکھ سکتا، یہ مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے معجزے سے بھی بلند تر ہے۔

2 مسٹر وڈول:۔

اس نے قرآن کریم کا ترجمہ اپنی زبان انگریزی میں کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

"جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسی قدر مطالعہ میں اس کی اجنبیت نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہمیں مسخر کر لیتی ہے متحیر بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے"

3 انگلستان کا مشہور مؤرخ ڈاکٹر گبن:۔

یہ ڈاکٹر اپنی مشہور تصنیف (سلطنت روما کا انحطاط و زوال) جلد نمبر 5 باب نمبر 50 میں لکھتا ہے،

"قرآن کی نسبت بحیر اطلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک سب نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے، قانون کی اساس ہے، اور صرف اصول مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ احکام تعزیرات کے لئے اور قوانین کے لئے بھی ہے، جن پر نظام کا دارومدار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ یہ شریعت ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔"

سر ولیم میور:۔

یہ لکھتا ہے۔ "جہاں تک ہماری معلومات ہے، دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو"

بورتھ اسمتھ فرانس:۔(معجزاتی کہانیاں)

''حضرت محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ قرآن ایک دائمی معجزہ ہے،اور میں حقیقتاً اس معجزہ کو غیر فانی معجزہ تسلیم کرتا ہوں، کیونکہ اس دعوے کو جھٹلانے کے لئے میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔''

ڈاکٹر موریس:۔(صدر شعبہ مشرقی علوم، پیرس یونیورسٹی)

''قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت، مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی ہے، اس اعتبار سے قرآن دوسری آسمانی کتابوں سے بلند ہے۔قرآن ہر پہلو سے آسمانی کتاب ہے۔''

فرانسیسی فلاسفر لیورزون:۔

''قرآن روشنی اور حکمت سے پُر کتاب ہے اور وہ ایسے شخص پر نازل ہوا ہے جو سچا نبی ﷺ تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا، سچی کتاب سچے نبی کے پاس آتی ہے۔''

جرمنی کے مشہور فاضل گوئٹے کا قول:۔

اس کتاب (قرآن) کی اعانت سے سکندر اعظم کے جہاں سے بڑا جہاں اور رومۃ الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی، اور جس قدر زمانہ سلطنت روما کو اپنی فتوحات کے حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا اس کا دسواں حصہ بھی ان کو نہ ملا۔

قرآن کی پیشین گوئیاں:۔

ویسے تو قرآن کریم از اول تا آخر معجزات ہی معجزات سے بھرا ہوا ہے۔ جہاں تک انسان کی عقل نارسا کی رسائی بھی ممکن نہیں۔علمائے کرام نے معجزات قرآن پر مختلف کتابیں لکھی

ہیں، اس کے باوجود بھی قیامت تک عجائبات قرآن ختم ہونے والے نہیں۔

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ
تَقَاصُرُ مِنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ

"قرآن پاک تمام علوم کا خزانہ ہے مگر ان کے سمجھنے سے لوگوں کی عقلیں قاصر ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عجائبات قرآن میں کوئی انتہا نہیں، اگر میں چاہوں تو صرف سورۃ الفاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔

آئندہ پیش آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر دینا:۔

ان بیشمار معجزات میں سے قرآن پاک کا یہ بھی زندہ معجزہ ہے، کہ اس نے آئندہ ہونے والے بعض واقعات کی پہلے سے خبر دے دی۔ اس سلسلہ میں چند واقعات پر نظر ڈال لینا ایمان میں پختگی اور اطمینان قلب کا سبب ہوگا، سب سے پہلے روم اور فارس کی پیشین گوئی پر قرآن کے الفاظ۔

فارس پر روم کے غلبہ کی پیشین گوئی:۔

قرآن پاک نے سورۃ الروم میں ان الفاظ کے ساتھ پیشین گوئی فرمائی۔

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۝ (پ۲۱ ع ۱)

"مغلوب ہوگئے ہیں رومی (حجاز سے) ملتے ہوئے ملک میں، اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے، چند برسوں میں۔"

اس پیشین گوئی کا پس منظر یہ ہے۔ یعنی نو سال کے اندر اندر رومی غالب آجائیں

گے، کیونکہ لغت اور حدیث میں ''بضع'' لفظ کا اطلاق تین سے نو سال ہے۔ ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب وغریب پیشین گوئی کی جو اس کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

دراصل واقع یوں ہے کہ اس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں ''فارس'' جسے ایران کہتے ہیں، اور ''روم'' مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھی ۲۰۲ء سے لے کر ۶۰۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ رہا، جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے، ۵۷۰ء میں نبی ﷺ کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ (یعنی آپ ﷺ کو نبوت ملی) مکہ والوں کو جنگ روم و فارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھی، اسی دوران میں نبی ﷺ کے دعویٰ نبوت اور اسلامی تحریک نے ان لوگوں کے لئے جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی، فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے، اور روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم ان کے قریبی دوست قرار دیے جاتے تھے۔ جب فارس کے غلبہ کی خبر آئی تو مشرکین خوش ہوتے اور اس سے مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے غلبہ کی فال لیتے، اور خوش آئندہ توقعات باندھتے تھے، مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا کہ عیسائی اہل کتاب، آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہو گئے۔

ادھر ان کو مشرکین مکہ کی شماتت کا ہدف بننا پڑتا، آخر ۶۱۴ء کے بعد جب کہ ولادت نبوی ﷺ کو قمری حساب سے تقریباً پنتالیس (۴۵) اور بعثت (نبوت) کے پانچ (۵) سال گذر چکے، خسرو پرویز کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام، مصر اور ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے، ''ہرقل'' قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا، اور رومیوں کا دار السلطنت بھی خطرے میں پڑھ

گیا، بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہوئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے مقدس صلیب بھی ایرانی فاتحین لے اڑے، قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہوگیا، بظاہر اسباب کی کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے آزاد ہونے کی باقی نہ رہی۔ یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکہ نے خوب بغلیں بجائیں، مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا، بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قائم کرنے لگے، حتیٰ کہ بعض مشرکین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے، کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا دیں گے، اس وقت قرآن نے سلسلہ اسباب ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کیا کہ بے شک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہوگئے ہیں، لیکن نو سال کے اندر اندر وہ غالب و منصور ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مشرکین مکہ سے روم کے غلبہ پر شرط:۔

اس پیشین گوئی کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعض مشرکین سے شرط باندھی، اس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں تم کو سو اونٹ دوں گا ورنہ اتنے ہی اونٹ تم مجھ کو دو گے شروع میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے سے ''بضع سنین'' کی میعاد کچھ کم رکھی تھی بعدہ نبی علیہ السلام کے ارشاد سے ''بضع سنین'' کے لغوی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ ادھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کرلیا اور منت مانی کہ اگر اللہ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو حمص سے پیدل چل کر ایلیاء بیت المقدس پہنچوں گا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشین گوئی کے مطابق ٹھیک ۹ سال کے اندر (یعنی ہجرت کا ایک سال گزرنے پر) عین بدر کے دن جب مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح و نصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے یہ خبر سن کر اور زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل

کتاب کو اللہ تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمادیا اور اس ضمن میں مشرکین مکہ کو مزید خذلان وخسران نصیب ہوا۔

قرآن کی اس عظیم الشان پیشین گوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے سواونٹ مشرکین مکہ سے وصول کئے جس کے متعلق حضور ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کردیئے جائیں۔

دوسری پیشین گوئی

جنگ بدر اور غزوہ احزاب میں مسلمانوں کی کامیابی:۔

فرضیت جہاد کے بعد جنگ بدر مسلمانوں کی کفار سے سب سے پہلی اور مشہور جنگ ہے جو مدینہ منورہ سے (۸۰) اسی میل کے فاصلہ پر ماہ رمضان المبارک ۲ھ میں لڑی گئی جس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور کفار کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی مسلمانوں کا سہارا صرف اور صرف اللہ عزوجل کی ذات پر تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب وفتح یاب فرمایا ستر بڑے بڑے کافر اور دشمنان اسلام کو مسلمانوں نے منٹوں میں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر فی النار والسقر کردیا اور ستر کو قیدی بنالیا اور دنیا نے (كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ) کا نقشہ آنکھوں سے دیکھ لیا۔

تیسری جنگ جس کو ''جنگ احزاب'' اور ''جنگ خندق'' کہتے ہیں یہ ماہ ذیقعدہ ۵ھ میں مدینہ منورہ سے باہر میدان میں ہوئی اس میں اسلام کے مخالفین مشرکین مکہ اور یہود سب مل کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے میدان میں نکل آئے اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا،

وَلَمَّا رَأَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. (۲۱پ ع۳)

اور جب ایماندار لوگوں نے (کافروں کے) لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی منظر ہے جس کی ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا جس طرف سے کفار کے مدینہ میں گھس آنے کا خوف تھا اس طرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے فارس کی طرح ایک خندق کھودی گئی جس کے کھودنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضور سرور کائنات ﷺ بھی شریک تھے یہ خندق بیس روز میں کھودی گئی جو پانچ گز گہری تھی۔ خندق کھودنے کے وقت مسلمان تین دن کے فاقہ سے تھے اور اس خیال سے کہ ہماری بھوک کا کسی کو علم نہ ہو پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھوک کی شدت کا جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرتے ہوئے پیٹ کھول کر پتھر دکھلائے تو آپ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول کر دکھلایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے سردی شدت کی پڑ رہی تھی اس کے باوجود مجاہدین اسلام خندق کھودنے میں مصروف تھے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر آپ ﷺ کی زبان مبارک سے دفعتہً یہ مبارک دعائیہ کلمے جاری ہو گئے۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ.

"اے اللہ عیش و آرام تو آخرت کا ہے پس آپ انصار رضی اللہ عنہم اور مہاجرین رضی اللہ عنہم کی مغفرت فرمادیں"

یہ دعائیہ کلمات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات عقیدت سے ابھرے اور سب یک زبان ہو کر بولے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے عہد کیا ہے کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے جہاد میں مصروف رہیں گے''

جب خندق تیار ہوگئی تو لشکر اسلام نے دشمن کے مقابلہ میں مورچے بنا لئے تقریباً بیس پچیس روز تک دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں کفار پڑے پڑے تنگ آ گئے اور کھانے پینے کی چیزیں ختم ہونے لگیں اسی دوران حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی ایک رات ایسی سخت آندھی چلی کہ ریت اور کنکریاں اڑ کر کفار کی آنکھوں اور منہ پر پڑنے لگیں کھانے پکانے کے چولہے بجھ کر ٹھنڈے پڑ گئے پکانے کے برتن زمین پر بکھرنے لگے اور ہوا کی شدت کیوجہ سے پکانا ناممکن ہوگیا خیمے اکھڑ گئے گھوڑے چھوٹ کر بھاگنے لگے اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کا لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور مسلمان فتح یاب وسرخرو ہو کر فاتحانہ انداز میں اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ حق تعالیٰ کا وعدہ نصرت پورا ہوا۔ قرآن کریم میں جنگ بدر اور غزوہ خندق میں مسلمانوں کی کامیابی کی جو پیشین گوئی فرمائی گئی تھی وہ پوری ہوئی۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ٥ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ٥ (پ۲۷ سورہ القمر)

''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہے گی عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے''

تیسری پیشین گوئی

فتح مکہ کی بشارت:۔

قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت میں پیشین گوئی فرمائی گئی،

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ. (پ ۲۶ سورہ الفتح)

''تم مسجد حرام (مکہ) میں ان شاء اللہ امن اور آرام کے ساتھ داخل ہو گے''

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ مکرمہ میں امن و امان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق وقصر کیا چنانچہ ۶ ھ میں آپ ﷺ بغرض عمرہ ڈیڑھ ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ سے باہر مقام حدیبیہ پر روک دیا اور مشرکین سے معاہدہ ہوا جس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے اس معاہدہ کی رو سے آپ ﷺ نے ماہ ذیقعدہ ۷ ھ میں عمرہ القضاء ادا فرمایا جس کی پیشین گوئی مندرجہ بالا آیت میں کی گئی ہے۔

چوتھی پیشین گوئی

رسول اللہ ﷺ کے سچے پیروکاروں سے وعدہ خلافت:۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے سچے پیروکار اور متبعین سے خلافت کا وعدہ ان الفاظ میں فرمایا گیا،

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ (پ ۱۸ ع ۱۳)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انکو زمین میں اسی طرح حکمران بنائے گا جس طرح ان لوگوں کو حکمران بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے''

یہ وعدہ الٰہی آپ ﷺ کے چاروں خلفاءؓ کے ہاتھوں پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان

پیشین گوئی کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

زمانہ رسالت ﷺ میں اسلامی حکومت کے حدود:۔

۱ھ میں اسلامی حکومت مدینہ منورہ کے چند محلوں تک محدود تھی کیونکہ اس وقت اسلام کا ابتدائی دور تھا پھر دس سال تک یعنی آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت تک روزانہ ۲۷۴ مربع میل کی تیز رفتاری سے اس کی حدود میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۱ھ میں یعنی آپ ﷺ کی وفات کے وقت پورے دس لاکھ مربع میل یعنی ہندوستان کے برابر عرب کا علاقہ اسلام کے سایہ رحمت میں آچکا تھا۔

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں حدود مملکت:۔

پیغمبر عالم ﷺ کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے تقریباً سوا دو سال خلافت کے فرائض سرانجام دیئے آجکل کے اس دور میں قوموں کی تاریخ میں سوا دو سال کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ یہ مدت صفر کے برابر ہے مگر آپ نے اگر ایک طرف داخلی فتنوں کی سرکوبی فرمائی تو دوسری طرف یہود اور منافقین کے اسلام کے خلاف پھیلائے ہوئے فتنوں کا مقابلہ کیا اور عراق (فارس) وشام کی بڑی اور سرکش حکومتوں کے خلاف فوجی اقدامات کر کے ان کی قوت کو بے اثر بنا دیا۔

خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں حدود مملکت:۔

پیغمبر عالم ﷺ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر ؓ کا زمانہ خلافت ایسا شاندار اور روشن گزرا ہے کہ اس کے دشمنان اسلام بھی معترف ہیں آپ کی حکومت دس سال چھ ماہ دس دن رہی اس دور میں سب سے پہلے تو آپ نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر ؓ کی نا تمام فوجی مہمات کو تکمیل تک پہنچایا اور ساتھ ہی فارس کی مجوسی حکومت کا تختہ الٹ کر کسریٰ کی شہنشاہیت کو پارہ پارہ کر دیا شام

کی عیسائی شہنشاہیت بھی آپ کے ہاتھوں نیم مردہ ہوگئی قیصر کی حکومت کے اہم مقامات دمشق، حمص، اردن، یرموک، بیت المقدس، پر اسلامی پرچم لہرا دیا مصر بھی آپ کے زمانہ خلافت میں اسلام کے زیر اقتدار آیا مختصر یہ کہ دس سال کی مختصری مدت میں ایران وروم جیسی عظیم حکومتوں کو زیروزبر کردیا اور تاریخ عالم کے صفحات فتوحات فاروقی جیسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں حدود مملکت:۔

پیغمبر عالم ﷺ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہیں آپ ؓ نے بارہ سال حکومت کی آپ کے زمانہ خلافت میں طرابلس، افریقہ میں الجزائر اور مراکش اسلام کے زیر نگیں آئے۔ بحر روم کا اہم جزیرہ قبرص بھی مسلمانوں کے زیر اقتدار آیا۔ اسپین کا بھی کچھ حصہ فتح ہوا۔ ہرات، کابل، سجستان اور نیشاپور بھی خلافت عثمانی میں فتح ہوئے

المختصر یہ کہ تقریباً ایک ہزار سال کی طویل مدت تک مسلمانوں نے ساری دنیا پر حکومت کی۔ اب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی کہیں بھی ایسی حکومت نہیں جو خود مختار ہو اور دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان برحق ہے،

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

''واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتے جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت نہیں بدل دیتے''

حفاظت قرآن

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کو مبعوث کیا اور

ان کو مختلف کتابیں اور صحیفے دیئے مثلاً

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل، حضرت شیث علیہ السلام کو ۵۰ صحیفے، حضرت ادریس علیہ السلام کو ۳۰ صحیفے، حضرت آدم علیہ السلام کو ۱۰ صحیفے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ۱۰ صحیفے دیئے۔ اور آخر میں امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی کتاب قرآن کریم دی۔ قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام کتابیں اور صحیفے وہ احکام اللہ تھے ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا۔ بلکہ ان کی حفاظت کا ذمہ ان کے انبیاء علیہم السلام پر اور انکی امت کے علماء پر تھا قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے،

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝

''اس قرآن کریم کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

اس پر بعض علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ اس لئے لیا کہ یہ کلام اللہ بھی ہے اور احکام اللہ بھی ہے۔ کلام صفت ہوتا ہے اس لئے اس سے اس کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا باقی تمام احکام اللہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔

چودہ سو سال گزر نے جانے کے بعد بھی اسی شکل میں موجود ہے جس شکل میں نبی علیہ السلام کے زمانہ میں تھا ایک زبر زیر کا فرق بھی نہیں آیا اور قیامت تک ان شاء اللہ اسی صورت میں رہے گا اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یہود و نصاری کی سازش رہی ہے اس قرآن کے اندر تغیر و تبدل کیا جائے لیکن چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اس لئے وہ نا کام ہو گئے۔

حفاظت قرآن کے چند واقعات:۔

خلیفہ مامون کے زمانہ میں ایک یہودی کاتب وخطاط کے مسلمان ہونے کا واقعہ،

امیر المومنین مامونؒ کے دربار میں کبھی کبھی علمی مسائل پر بحث ومباحثہ کی مجلس مذاکرہ کا انعقاد ہوا کرتا تھا جس میں اہل علم شریک ہوا کرتے تھے اور ہر شخص کو داخلہ کی اجازت ہوا کرتی تھی ایک مرتبہ مباحثہ میں ایک یہودی آ گیا جو شکل وصورت اور لباس وغیرہ سے ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا گفتگو بھی عالمانہ اور سنجیدہ کرتا تھا جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے امتحاناً اس سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا معاملہ کریں گے۔

اس نے جواب میں کہا میں اپنے آبائی دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بات ہوگئی یہ شخص دربار سے چلا گیا اور ایک سال بعد مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر کی اور عمدہ تحقیقات پیش کیں۔ مجلس مذاکرہ ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر دریافت کیا، کیا تم وہی شخص ہو جو گزشتہ سال مجھے یہ جواب دیکر گئے تھے؟ اس نے کہا بیشک میں وہی ہوں۔ مامون نے کہا اس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد تم کس وجہ سے مسلمان ہوئے اس نے جواب دیا کہ گزشتہ سال جب میں یہاں سے واپس ہوا تو میں نے موجودہ مذاہب میں تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، امیر المومنین میں ایک خطاط اور خوش نویس آدمی ہوں اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں اور اچھی قیمت پر فروخت ہو جاتی ہیں میں نے امتحاناً توراۃ کے تین نسخے کتابت کیے جن میں بہت سی جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور وہ نسخے لے کر کلیسہ (عبادت خانہ) پہنچا یہودیوں نے بڑے شوق سے انہیں خریدا۔ پھر اسی

طرح انجیل کے تین نسخے کتابت کر کے نصاریٰ کے عبادت خانہ پہنچا تو عیسائیوں نے بھی بڑی قدر و منزلت سے مجھ سے تین نسخے خرید لئے پھر یہی طریقہ میں نے قرآن پاک کے ساتھ کیا۔ اس نے تین نسخے بہت عمدہ کتابت کئے اور ان کی اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی ان کے بعد جب میں ان کو بازار میں فروخت کرنے گیا تو جس کے پاس بھی لے کر گیا اس نے پہلے یہ دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے واپس کر دیا اور خریدنے سے انکار کر دیا اس واقعہ سے میں نے سبق لیا کہ یہ کتاب (قرآن پاک) محفوظ ہے اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس کے بعد میں مسلمان ہو گیا۔

انگریزوں کی قرآن کو ختم کرنے کی ناپاک سازش:۔

میں نے اپنے بزرگوں اور بعض اساتذہ سے یہ واقعہ سنا ہے کہ لومڑی جیسی چالاک اور مکار قوم انگریز نے یہ سوچا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کو وفات پائے تیرہ صدیاں گزر گئیں مگر مسلمانوں میں اپنے مذہب سے محبت و تعلق ویسا ہی ہے اس میں کمی نہیں ہوئی اور آج تک غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے ہیں حالانکہ غیر مسلم اور دشمن اسلام طاقتیں اسلام کے خلاف روپیہ پیسہ خوب خرچ کرتی ہیں مگر اسلام پھیلتا جا رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔

اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ایک کمیٹی بٹھائی گئی وہ کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد اور اسلام کی ترقی کا راز ان کی مذہبی اور مقدس کتاب قرآن مجید ہے جب تک یہ دنیا میں موجود ہے اسلام کی ترقی کو روکنا ناممکن اور مسلمان کے دل سے اپنے دین کی محبت ختم نہیں ہو سکتی۔

اس لئے مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کا جذبہ اور محبت ختم کرنے کے لئے قرآن مجید

دنیا سے ناپید اور ختم کرنا ضروری اور لازمی ہے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کروڑوں روپیہ جمع کیا گیا اور سب سے پہلے انگریزوں کی ایک جماعت ہندوستان پہنچی اور اپنے ناپاک منصوبہ کا آغاز بمبئی شہر سے کیا۔ اور تمام کتب فروشوں سے قرآن کے نسخے منہ مانگے داموں خرید کررات کو سمندر کی لہروں کے نذر کرنا شروع کر دیا۔ حتی کہ بمبئی کے تمام کتب فروشوں کے مکتب خانوں سے قرآن مجید ختم ہو کر خالی ہو گئے یہ جماعت اپنے اقدام پر بہت خوش ہوئی کہ ایک مرحلہ تو طے ہو گیا اس کے بعد اس شہر کی مساجد کا رخ کیا اور مسجد میں ضرورت سے زائد نسخے خرید نے شروع کر دیئے اور ائمہ مساجد سے اصرار کیا کہ تمام نسخے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں جو چاہے ہدیہ لے لیں ، ایک امام صاحب اس جماعت کے ارادوں کو بھانپ گئے اور ان لوگوں سے کہا میں تمہارے برے ارادوں اور غلط خیالات کو سمجھ گیا ہوں تم سمجھتے ہو کہ اس طرح قرآن دنیا سے ختم ہو جائے گا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ ہماری اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اس کے بعد امام صاحب نے اپنے مدرسے سے قرآن حفظ کرنے والے طلباء کو بلایا اور کہا قرآن کریم میں سے کوئی رکوع سنائیں ، انہوں نے حکم سنتے ہی قرآن پڑھنا شروع کر دیا وہ جماعت طلباء کی صورتوں کو حیرانگی سے دیکھتی رہی اس کے بعد امام صاحب نے کہا بے شک تم ساری دنیا کے قرآن شریف خرید کر ضائع کر سکتے ہو مگر سینوں سے نہیں نکال سکتے ۔ آخر ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ کہ قرآن کو سارے انسان اور پوری دنیا کی تمام حکومتیں بھی مل کر ختم کرنا چاہیں تو یہ ان کے بس کی بات نہیں ۔ اس کو قرآن پاک میں یوں فرمایا گیا ہے،

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ .

''یعنی یہ قرآن واضح اور کھلی آیتوں کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے''

حفاظت قرآن پر ایک جلسہ کا واقعہ:۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں مظفر نگر (ہندوستان میں ایک شہر کا نام ہے) کے ایک جلسہ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک جلسہ میں ایک مولوی صاحب نے حفاظت قرآن کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے ایک آیت پڑھی اس میں وہ قصداً بھول گئے اہل جلسہ سے مخاطب ہو کر بولے اس جلسہ میں جو حفاظ ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اور مجھے بتلائیں اس وقت سینکڑوں حافظ کھڑے ہو گئے۔ تو مولوی صاحب نے کہا مجھے یہ دکھلانا تھا کہ اس جلسہ میں حفاظ دعوت دے دے کر نہیں بلائے گئے بلکہ اتفاقاً ایک جلسہ میں اتنے حفاظ جمع ہو گئے ہیں جب اتفاقاً ایک جلسہ میں اتنے حفاظ ہوں تو ایک ضلع میں کتنے حفاظ ہوں گے اور ایک صوبہ میں کتنے ہوں گے اس طرح ملک اور تمام دنیا میں کتنے حفاظ ہوں گے اس جلسہ میں مخالفین اسلام بھی تھے وہ لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ اس سے زیادہ قرآن کی حفاظت اور حقانیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کوئی تورات، انجیل، گرنتھ اور وید کا ایک ہی حافظ دکھلا دے۔

الــلـــــه اكبـــر ان ديـــن مـــحـــمـد
وكـتـــــابــــــه اقــوى واقـــوم قيــلا

”اللہ اکبر دین محمدی (ﷺ) اور آپ کی کتاب (قرآن) بڑی محکم اور بالکل درست ہے“

لاتـــذكـــر الــكـتــب الســوالف عــنـده
طـلـع الـصـبـاح فـاطـفـاء الـقـنـديـلا

”قرآن کے سامنے پچھلی کتابوں کا ذکر نہ کرو صبح طلوع ہو گئی پس اس نے قندیل کو بجھا دیا“

قرآن مجید کی امت محمدیہ کے پاس موجود شکلیں

قرآن کریم اس وقت امت محمدیہ کے پاس دو شکلوں میں محفوظ ہے۔

۱. ملفوظ:۔

یعنی حفاظ وقراء کے سینوں میں محفوظ وہ قرآنی الفاظ جن کی تلاوت کی جاتی ہے حفاظ قرآن کی تعداد ہر زمانہ میں بے شمار رہی ہے اور یہ ہی دراصل حفاظت قرآن کا وہ بنیادی ذریعہ ہے جس کی بناء پر امت مسلمہ کے پاس اصل شکل میں قرآن کریم موجود ہے۔

۲. مکتوب:۔

یعنی لکھے ہوئے مطبوعہ قرآنی مصاحف، خواہ مکمل قرآن مجید ہوں یا اجزاء ہوں، صرف متن عربی ہو یا تفسیر وغیرہ کے ساتھ ہو۔ اس میں دور نبوی ﷺ سے لیکر آج تک کتابت یا طباعت کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

جمع وتدوین قرآن:۔

قرآن کریم چونکہ خالق کائنات کی آخری کتاب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی محفوظیت کا مکمل انتظام فرمایا۔ عالم بالا میں تو اس کو لوح محفوظ اور بیت العزت میں محفوظ کیا اور زمین پر اس کی حفاظت کے دو انتظامات کئے گئے۔ حفاظت صدری یعنی نبی کریم ﷺ اور امت کے قلب ودماغ میں اس کو محفوظ کرنا۔ جس کو قرآن نے خود ذکر کیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ نزول قرآن کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے اور تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ بھی پڑھتے جاتے تھے تاکہ وحی قرآنی محفوظ رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ o اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ o (سورہ القیمہ آیت ۱۶، ۱۷)

''نہ چلا تو اس کے پڑھنے میں اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا تیرے سینے میں اور پڑھنا تیری زبان میں''

اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو کر سنتے تھے اسی طرح یاد ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہنچا دیتے تھے اسی طرح قرآن کی آیت (سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی) ''کہ ہم پڑھیں گے تجھ کو پھر تو نہ بھولے گا'' اس میں حفظ قرآن کا وعدہ کیا گیا اسی طرح امت کے سینوں میں قرآن کی حفاظت کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود ہے،

بَلْ هُوَ اٰیَاتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۔

''قرآن کی کھلی آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں موجود ہیں''

ایک اور جگہ فرمایا،

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ o

''بے شک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں''

صدر حفاظت کا انتظام :۔

چونکہ قدرت الٰہی نے اس آخری کتاب کی صدری حفاظت کا سامان فرمانا تھا اسلئے نزول قرآن کے لئے ایسی قوم کو منتخب فرمایا جو تمام اقوام سے اپنی قوت حافظہ میں لاجواب تھی ان کے سینے قومی واقعات اور قبائلی انساب کے خزانے تھے اور جو ایک بار سینکڑوں اشعار کا قصیدہ سن لیتے تھے تو پورا قصیدہ دل و دماغ پر نقش ہو کر یاد ہو جاتا تھا جس پر عرب کی تاریخ شاہد ہے پھر چونکہ وہ امی قوم تھی تو ان کی ہر شنید کے باقی رکھنے کا مدار صرف حافظے پر تھا ان کی اس جبلی اور

فطری قوت حافظہ کو اسلام اور قرآن نے اور جلا بخشی اور اس میں کافی اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ عرب کے لئے قرآن کو محفوظ رکھنے اور ان کی دلچسپی اور شوق بڑھانے کے لئے دیگر اسباب اور محرکات بھی جمع ہوئے۔ جس نے ان کی پوری قوۃ حافظہ کو اور ذہن و دماغ کو حفظ قرآن کی طرف بیش از بیش متوجہ کر دیا۔ جو حسب ذیل ہیں۔

محرک اول :۔

عرب کی زندگی سادہ تھی پر تکلف نہ تھی اس لئے ان کی ضروریات معاش بہت مختصر تھی جن کے لئے مزید کاوش اور جدوجہد کی ضرورت نہ تھی جو کچھ موجود تھا اس پر قناعت کرتے اور اس سے زیادہ کی ان کو طلب نہ تھی جس کی وجہ سے ان کی زندگی فارغ تھی اور حفظ قرآن کے لئے ان کو کافی فراغت وفرصت حاصل تھی جس میں وہ وقت کا اکثر حصہ صرف کر سکتے تھے اور وقت بھی حفظ کے لئے ایک ضروری سبب اور محرک ہے۔

محرک دوم :۔

قرآن اور وحی الٰہی کے ساتھ ان کو فوق العادت محبت تھی اور عشق تھا اور محبت ایک چیز کے جذب کرنے اور حاصل کرنے کا سب سے بڑا محرک ہے جو ان کو حفظ قرآن پر محبانہ انداز میں آمادہ کرتا تھا صحابہ کرامؓ کی محبت قرآن سے تاریخی واقعات پر ہیں جن میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں جب ایک چیز کے یاد کرنے کے ساتھ ایک قوی الحافظہ قوم کو والہانہ محبت قائم ہو جاتی ہے تو وہ اس چیز کو جلد حفظ کر لیتی ہے۔

محرک سوم :۔

تیسرا محرک قرآن کا تعجب انگیز اور حیرت افزا معجزانہ رنگ تھا بالخصوص جبکہ تمام فصحاء اور

بلغاء اس کی مثل لانے سے عاجز آ گئے تھے۔ اسی معجزانہ رنگ نے بھی صحابہ کرامؓ کے دلوں کو حفظ قرآن کی طرف کھینچا۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ہر عجیب وغریب اور بے مثال چیز کو یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا اس محرک نے بھی صحابہ کرامؓ کے قلوب کو حفظ قرآن کی طرف جھکایا اور وہ ہمہ تن اس کے یاد کرنے میں مصروف ہوئے اور قرآن کے حیرت انگیز اعجاز نے ان میں حفظ قرآن کے لئے شدید جذبہ اور زبردست تڑپ پیدا کی۔

محرک چہارم:۔

حدیث میں علم وعمل وحفظ قرآن کی ترغیب دی گئی ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا ایمان اور یقین کامل تھا اس درجہ کا یقین کہ قرآن وحدیث کے احکام پر عمل کرنے کے لئے وہ جان تک قربان کر سکتے تھے اور اس کو بڑی کامیابی سمجھتے تھے تو جب صحابہ کرامؓ الٰہی ترغیب کی آیات مثلاً

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ○ (سورۃ الفاطر آیت ۲۹)

”یقیناً جو لوگ تلاوت کرتے ہیں کتاب اللہ کی اور نماز قائم کرتے ہیں، اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو رزق دیا ہم نے انہیں، چھپا کر اور علانیہ، وہ توقع رکھتے ہیں ایسی تجارت کی کہ جس میں ہرگز خسارہ نہیں۔“

اسی طرح ، كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ ○ (سورہ ص آیت ۲۹)

”یہ کتاب جسے نازل کیا ہے ہم نے تمہاری طرف بڑی برکت والی ہے اور (نازل کی ہے) اس غرض سے کہ غور وفکر کریں اس کی آیات پر اور نصیحت حاصل کریں۔ (اس سے)“

کوسن لیتے تو یقیناً ان میں آتش شوق بھڑک اٹھتی تھی۔صحیح حدیث کی روایت ہے، بروایت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ.

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔''

اور ترمذی کی حدیث ہے۔ بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَّ لَامٌ حَرْفٌ وَ مِيمٌ حَرْفٌ.

جس میں قرآنی الفاظ کے ایک ایک حرف پر دس نیکیوں کے اجر وثواب مل جانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔اس ترغیب سے صحابہ کرامؓ کے شوق پر کیا اثر پڑا ہوگا،ایسی بہت سی آیات واحادیث دوبارہ علم وعمل وحفظ قرآن موجود ہیں جن کی ترغیبات صحابہ کرامؓ کے لئے حفظ قرآن کی طرف متوجہ کرنے کا باعث ہوئیں،اور انہوں نے حفظ قرآن میں پوری زندگی لگادی۔

محرک پنجم:۔

قرآن حکیم صحابہ کرامؓ کے لئے دین ودنیا کی نجات کا واحد ذریعہ تھا،اور اپنی دین ودنیا کی کل کامیابیوں کو قرآن سے وابستہ سمجھتے تھے۔تو جس چیز کو وہ اپنے دین ودنیا کے فوائد کا سر چشمہ اور مرکز جانتے تھے،ان کے لئے یہ تصور ان کو حفظ قرآن پر آمادگی کا بہت بڑا محرک ہوتا ہے،جو ان کے دلوں میں حفظ قرآن کی الفت پیدا کرتا تھا۔

محرک ششم:۔

قرآن حکیم وہ نماز میں پڑھتے تھے،تراویح میں سناتے تھے،زندگی کے معاملات میں

اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔عقائد،عبادت،اخلاق و اعمال میں اس کی ہدایت پر چلتے تھے،اس وقت کی اسلامی سوسائٹی میں قرآن کا حفظ عزت وشرف کا ذریعہ تھا۔یہ تمام امور حاجی و شرفی اس عمل کے محرک بنے کہ وہ حفظ قرآن کا پورا اہتمام کریں۔

حفظ قرآن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم :۔

ان گذشتہ محرکات کا اثر تھا،کہ صحابہ کرامؓ نے حفظ قرآن کی طرف پوری توجہ مبذول کی۔قبائل عرب دور دراز سے مسافت طے کر کے حفظ قرآن کے لئے مدینہ پہنچتے تھے،اور قرآن حفظ کرتے تھے۔اور خود حضور ﷺ حفاظ وقراء قرآن کی جماعتیں قبائل میں بھیجا کرتے تھے،کہ ان کو قرآن حفظ کرا دیں۔صفر ۴ھ میں ابو براء کی درخواست پر اہل نجد کی تعلیم قرآن اور تبلیغ کے لئے آپ ﷺ نے منذر بن عمرو ساعدیؓ کی عمارت میں ستر قاریوں کو روانہ کیا،جو عامر بن طفیل کی غداری سے بجز دو حضرات منذر بن محمدؓ اور عمرو بن امیہؓ کے سب کے سب شہید کر دیے گئے۔حرام بن ملحانؓ نے جس وقت نیزہ ان کے پار ہوا یہ کہا،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. ''اللہ اکبر! کعبہ کے پروردگار کی قسم میں کامیاب ہوا۔''

اسی جماعت کا نام سریۃ القراء تھا،اس سے حفاظ وقراء قرآن کی کثرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے،علامہ ذہبی نے طبقات القراء میں مشہور سات قرأ وحفاظ کا نام لیا ہے۔جن تک قراء کی سند قرأت پہنچتی ہے،وہ یہ ہیں۔

1. حضرت عثمان بن عفانؓ
2. حضرت علی بن ابی طالبؓ
3. حضرت ابی بن کعبؓ
4. حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
5. حضرت سالم مولیٰؓ
6. حضرت ابی حذیفہؓ

7. حضرت معاذ بن جبلؓ

جن میں حضرت ابی بن کعبؓ سید القراء ہیں۔ مفتاح السادات جلد اول میں ہے، کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے پورا قرآن حفظ کیا تھا اور حضور ﷺ کو سنایا تھا۔ صحابہ کرامؓ میں دس ہزار صحابہ کرامؓ زیادہ مشہور تھے، جن میں (۳۷) کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

1. حضرت ابوبکر صدیقؓ
2. حضرت عمر فاروقؓ
3. حضرت عثمان بن عفانؓ
4. حضرت علیؓ بن ابی طالب
5. حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
6. حضرت طلحہؓ
7. حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
8. حضرت حذیفۃ بن الیمانؓ
9. حضرت ابو ہریرہؓ
10. حضرت عبادۃ بن الصامتؓ
11. حضرت معاذ بن جبلؓ
12. حضرت مجمع بن حارثہؓ
13. حضرت فضالہ بن عبیدؓ
14. حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ
15. حضرت عمرو بن العاصؓ
16. حضرت سعد بن عبادہؓ
17. حضرت عبداللہ بن عباسؓ
18. حضرت ابوایوب انصاریؓ
19. حضرت عبدؓ بن ذوالحارین
20. حضرت عبیدؓ بن معاویہ بن یزید بن ثابت
21. حضرت ابوزیدؓ
22. حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ
23. حضرت سلمہؓ بن السائب
24. حضرت سعدؓ بن عبید بن نعمان انصاری
25. حضرت زید بن ثابتؓ
26. حضرت ابی بن کعبؓ
27. حضرت عبداللہؓ بن سائب
28. حضرت سلیمانؓ بن ابی حثمہ
29. حضرت تمیم الداریؓ
30. حضرت معاذ بن حارثؓ

31. حضرت ابو درداءؓ
32. حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی
33. حضرت عبد اللہؓ بن عمر بن خطاب
34. حضرت سعدؓ بن منذر بن اوس
35. حضرت قیسؓ بن صعقعہ
36. حضرت عبد اللہؓ بن عمر بن العاص
37. حضرت ابو حلیمہ معاذؓ

یہ تو پورے قرآن کے حفاظ کا مختصر بیان تھا، اور جن کو جزوی طور پر قرآن حفظ تھا، ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ حفاظ کرام کا دور اول تھا، جوں جوں اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا، تعداد حفاظ کرام بھی بڑھتی گئی۔ سر ولیم میور جیسے دشمن اسلام کو بھی لائف آف محمد ﷺ میں اعتراف کرنا پڑا کہ صحابہ کرامؓ بے مثال حافظہ رکھتے تھے۔ چنا چہ لکھتا ہے۔ ''قوت حفظ ان کی انتہائی درجہ پر تھی، اور اس کو وہ لوگ قرآن کی نسبت سرگرمی سے کام میں لاتے تھے، ان کا حافظہ ایسا مضبوط تھا۔ اور ان کی محبت ایسی قوی تھی، کہ اکثر صحابہ پیغمبر ﷺ کی حیات میں بڑی صحت کے ساتھ وحی کو حفظ کر سکتے تھے۔ (لائف آف محمد ﷺ)'' چھٹی صدی عیسوی میں عرب کیا ساری دنیا میں پڑھے لوگوں کی تعداد ایک فی ہزار سے بھی کم تھی، پریس اور مطالعے کا انتظام نہ تھا۔ اس لئے زیادہ تر انحصار حفاظت یاد کرنے پر ہوتا تھا، ورنہ چند تحریرات میں ردو بدل کا احتمال ممکن تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ مذاہب عالم کی تحریری کتابوں میں تحریف ہوئی، قرآن کریم عہد رسالت میں ہزاروں سینوں میں مکمل محفوظ تھا، اور لاکھوں سینوں میں متفرق طور پر محفوظ تھا، اس کو قرآن نے سورۃ العنکبوت میں بیان کیا ہے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ○ (العنکبوت آیت ۴۹)

''یعنی قرآن کھلی ہوئی آیتوں کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں''

حفظ و تلاوت قرآن کا سلسلہ تمام مسلمانوں میں جاری تھا، نماز میں قرآن پڑھنا فرض

تھا، اور تمام مسلمان نماز میں قرآن پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت تمیم داریؓ ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص ایک رات میں قرآن ختم کرتے تھے، حضرت سعد بن منذرؓ تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ سلف کی تلاوت قرآن کا یہ حال تھا، کہ بعض دن رات میں آٹھ بار قرآن کریم ختم کرتے تھے، چار دن میں اور چار رات میں۔ بعض دن میں تین بار ختم کرتے تھے، بعض دو بار، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے تین دن سے کم مدت میں ختم کرنے کی ممانعت فرمائی، تاکہ فہم مطالب قرآن میں خلل واقع نہ ہو۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

لَمْ يُفْقِهْ مَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ فِيْ اَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ .

''نہ سمجھا وہ قرآن کو جس نے پڑھا تین دن سے کم میں''

سینوں میں حفاظت کا یہ انتظام کسی انسانی یا آسمانی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ جو کتاب مسلمانوں کے گوشت و پوست اور دل و دماغ میں پیوست ہو چکی ہے اور مشرق و مغرب میں ہر دور میں اس کے لاکھوں حفاظ موجود ہوں اور پھر سب سے محفوظ اور یکساں ہوں ایک حرف کی کمی بیشی نہ ہو اس بے نظیر انتظام حفاظ کے باوجود کیا قرآن کی حفاظت میں کسی شک وتردد کا احتمال باقی رہ سکتا ہے۔

قرآن حکیم کی تحریری حفاظت:۔

اتقان میں مستدرک حاکم کے حوالے سے منقول ہے کہ قرآن تحریر صورت میں تین بار جمع ہوا ہے۔

۱. عہد نبوی ﷺ میں ۲. عہد صدیقیؓ میں ۳. عہد عثمانیؓ میں

جمع نبوی ﷺ وصدیقی:۔

بخاری وغیرہ میں زید بن ثابت انصاریؓ کی روایت سے ثابت ہے اور جمع عثمانی حضرت حذیفہ بن الیمانی کی روایت سے منقول ہے ان تینوں جمع کی نوعیت میں فرق تھا جمع نبوی ﷺ کا مقصد قرآن کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا تھا اس لئے قرآن کو مختلف اشیاء پر تحریر کیا گیا کچھ سفید پتھروں کی تراشی ہوئی تختیوں پر، کچھ سفید چمڑوں اور کچھ لکڑی کی ہموار تختیوں پر اس لئے یہ جمع یکجائی شکل میں نہ تھی۔ عہد صدیقی میں جمع قرآن سے یہ مقصود تھا کہ قرآن کو یکجا کتابی صورت میں جمع کیا جائے تاکہ متفرق قطعات میں سے کسی قطع کے ضائع ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے یہ جمع کاغذ پر ہوا جو عہدی نبوی ﷺ میں نہ تھا اور عہد صدیقی میں شام سے مدینہ منورہ میں پہنچ چکا تھا موطا امام مالک میں سالم بن عبداللہ سے روایت ہے،

جمع ابوبکر القرآن فی القراطیس ۔

''ابوبکرؓ صدیق نے قرآن کو کاغذ پر لکھ کر جمع کیا''

مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے،

حتی جمع علی عهد ابی بکر فی الورق ۔

''یعنی ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں قرآن کاغذ پر لکھ کر جمع کیا گیا''

(اتقان جلد اول ص ۵۹)

عہد عثمانی میں جمع قرآن کا مقصد قرآن کو اختلاف تلفظ سے محفوظ رکھنا تھا تاکہ اختلاف قراءت اور اختلاف طرز تلفظ سے فتنہ پیدا نہ ہو یہی فرق امام سیوطیؒ نے اتقان میں ابن متینؒ سے نقل کیا ہے۔ (اتقان جلد ا صفحہ ٦٠)

جمع صدیقی رضی اللہ عنہ:۔

اس جمع کے محرک حضرت فاروق اعظمؓ تھے بخاری شریف میں حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جب جنگ یمامہ میں ستر حفاظ اور قراء قرآن شہید ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بلایا جب میں گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حضرت عمرؓ موجود تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا،

اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَۃِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِی الْمَوَاطِنِ ذَهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِیْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِذٰلِكَ۔

"یعنی عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی جنگ کی تیزی میں قراء قرآن شہید ہو گئے اگر اور جنگوں میں بھی شہادت قراء کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو قرآن کے اکثر حصوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے لہٰذا آپ حکم دیں کہ قرآن کو تحریری صورت میں جمع کیا جائے۔ میں نے ان سے کہا ہم ایسا کام کیوں کریں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم اسی میں خیر ہے آپ کا یہ مطالبہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا"

پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن عہد نبوی ﷺ میں تحریری صورت میں خود حضور ﷺ نے لکھوایا تھا لیکن ایک کتابی، اجتماعی شکل میں نہیں تھا حضرت عمرؓ کا مطالبہ اجتماعی اور کتابی صورت میں جمع کرنے کا تھا، اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ہم ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں، جب حضور ﷺ نے نہیں کیا۔ اس سے مراد مجموعی کتابی صورت تدوین تھی۔ جس کی عہد نبوی ﷺ

میں ضرورت نہ تھی۔لیکن عہد صدیقیؓ میں ایسے احوال اور حادثات پیش آئے کہ ایسا کرنا ضروری ہوا۔اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پر مصلحت کھل گئی،اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔عہد نبوی ﷺ میں قرآن کو مجموعی کتابی صورت میں مدون نہ کرنے کے اسباب حسب ذیل تھے۔

1.عہد نبوی ﷺ میں وہ اسباب پیدا نہیں ہوئے تھے،جو عہد صدیقیؓ میں پیدا ہوئے،اور جس کی وجہ سے کتابی شکل میں قرآن کا قلمبند کیا جانا ضروری ٹھہرا۔

2.عہد نبوی ﷺ میں تحریر کی وہ سہولتیں فراہم نہیں تھیں،جو عہد صدیقیؓ میں فراہم ہوئیں،مثلاً کاغذ و دیگر ادوات کتابت۔

3.عہد نبوی ﷺ میں نسخ تلاوت کا احتمال تھا،جس کی وجہ سے کتابی صورت میں تغیر کرنا پڑتا،جو موزوں نہ تھا۔

4.قرآن کی ترتیب نزولی احوال و واقعات کے مطابق اور آیات وسور کی ترتیب ربط مضامین کے اعتبار سے تھیں۔اگر عہد نبوی ﷺ میں کتابی صورت میں مرتب کیا جاتا تو جدید نازل شدہ آیات کو ان کے مناسب آیات وسور کے ساتھ ملا دینے میں دشواری ہوتی۔ان وجوہات کی بنا پر عہد نبوت میں قرآن کو کتابی صورت میں جمع نہیں کیا گیا،لیکن عہد صدیقیؓ میں حالات بالکل ہی بدل گئے،قرأ کی شہادت نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت پیدا کی۔کاغذ اور ادوات کتابت کی سہولتیں مہیا ہوئیں۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد وحی منقطع ہوئی،اور قرآن کا نزول مکمل ہوا،لہٰذا قرآن کو کتابی صورت دینے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔

دستور جمع صدیقی رضی اللہ عنہ:۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع قرآن میں پوری احتیاط برتی، اور ایسے انتظام کیے کہ قرآن کے جمع کتابی میں کسی قسم کے سہو اور فروگذاشت کا احتمال باقی نہیں ہے۔ آپؓ نے جمع قرآن میں صرف محفوظ یا مکتوب یا مسموع ہونے پر اکتفا نہیں کیا، کہ ان آیات کو قلمبند کیا جائے، جو کسی کو حفظ ہوں یا کسی چیز پر تحریر ہوئی ہوں۔ یا حضور ﷺ سے سنے گئے ہوں، بلکہ جمع قرآن میں دو قائدوں پر عمل کیا گیا۔

1. ان لکھی ہوئی آیات کو جمع کیا جائے گا، جو رسول کریم ﷺ نے اپنے سامنے لکھوائی ہوں، اور دو عادل گواہوں کے ذریعے اسی طرح لکھوانے کا ثبوت مہیا ہو جائے۔ ابوداؤد میں عروۃؒ سے روایت ہے۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ قَالَ لِعُمَرَ وَ زَیْدٍ اُقْعُدَا عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَمَنْ جَآءَ کُمَا بِشَاھِدَیْنِ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَاکْتُبَاہُ.

2. یہ کہ وہ آیات مکتوب ہونے کے علاوہ کثیر تعداد صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ بھی ہوں۔ (مناہل العرفان جلد اصفحہ ۲۴۵)

اسی طرح ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے

وَمَا کَانُوْا یَکْتُبُوْنَ فِی الصُّحُفِ وَالْاَلْوَاحِ وَالْعُصُبِ وَکَانَ لَا یُقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَشْھَدُ شَاھِدَانِ .

''یعنی صحابہ کرامؓ قرآن کو لکھتے تھے صحیفوں، تختیوں اور شاخہائے خرما پر لیکن اس کو دو گواہوں کی گواہی کے بعد قبول کیا جاتا تھا''

جمع عثمانی رضی اللہ عنہ :۔

اسلام کا دائرہ جب وسیع ہو گیا تو جن مسلمانوں نے قرآنی آیات کو جس استاذ سے جس طرز تلفظ اور قراءت سے سیکھا تھا ان میں اور دیگر مسلمانوں میں جن کو دوسری قراءت کی تعلیم دی گئی تھی اختلاف پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حذیفہؓ بن الیمان صحابی کا جو فتح آرمینیہ آذربائیجان سے واپس حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے تھے یہ قول مذکور ہے جو اختلاف قرآءت کے فتنے پر دال ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا،

اَدْرِکْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ قَبْلَ اَنْ تَخْتَلِفُوْا اخْتِلَافَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی .

''اس امت کو سنبھالو اس سے پہلے کہ ان میں یہود ونصاری کی طرح اختلاف پیدا ہو''

یہاں تک کہ خود مدینہ میں معلموں اور متعلموں میں اختلاف قراءت کا فتنہ پیدا ہونے لگا جس کے بعد حضرت عثمانؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ جب تم میں یہ اختلاف ہے تو دور کے شہر والوں میں اس سے زیادہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔ فرمایا،

اَنْتُمْ عِنْدِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فَمَنْ نَّاٰی مِنَ الْاَمْصَارِ اَشَدُّ اِخْتِلَافًا۔

(مناہل العرفان ج ا صفحہ ۲۴۹ ۔ اتقان صفحہ ۵۹)

تو آپؓ نے یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ کے آگے پیش کیا صحابہ کرام کے اجماع حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے قرآن کا وہ نسخہ منگوایا جو عہد صدیقیؓ میں لکھا گیا تھا اور متعدد نقول کئے گئے تا کہ مشہور شہروں میں ان کو بھیج دیں اور اسی کے مطابق قرآن کی تعلیم وتعلم جاری ہو اور اس کے علاوہ دوسری قراءتوں کی بندش کر دی گئی اور اس لئے اس مجموعہ عثمانی کا نام امام رکھا گیا کہ وہ تمام نسخہائے قرآن کے لئے پیشوا ہے اجماع صحابہ کرامؓ نے اس مصحف عثمانی کی تحریر کو جس مجلس کے

حوالے کیا اس کے چار ارکان تھے تین قریشی اور ایک انصاری، قریشی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن الحارثؓ تھے اور زید بن ثابت انصاریؓ تھے۔

دستور جمع عثمانی رضی اللہ عنہ:۔

جمع عثمانیؓ میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا۔

۱۔ مصحف میں وہ چیز درج ہو جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہو۔

۲۔ جو معلوم ہو کہ حضور ﷺ کے آخری دور تلاوت میں وہ باقی تھا۔

۳۔ جس کی صحت حضور علیہ السلام سے ثابت ہو اور منسوخ التلاوت نہ ہو۔

امام سیوطیؒ نے ان نسخوں کی تعداد سات تک نقل کی ہے جو سات شہروں سے متعلق ہیں ایک نسخہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ میں رکھا اور مکہ، مدینہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ کو ایک ایک نسخہ بھیجا۔ پھر ان نسخوں سے بے شمار نسخے مسلمانوں نے نقل کئے اور حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ تمام دیگر نسخوں کو جن میں قراءت کا اختلاف موجود ہو ان کو تلف کیا جائے۔

حارث محاسبی سے اتقان میں منقول ہے کہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ جامع القرآن تھے لیکن جامع القرآن فی الحقیقت حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو صرف ایک قسم کے طرز تلفظ یعنی قراءت پر جمع کیا اس سے قبل کے نسخوں میں متعدد قراءت موجود تھیں جن کے اصل مضمون میں فرق نہیں پڑتا تھا۔ لیکن طرز تلفظ کا اختلاف موجود تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''اگر میں امیر ہوتا تو بھی وہی کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا''۔ (اتقان جلد اول ص ۶۰)

چوتھا دور۔ دور مابعد

یہ دور نقاط اور اعراب کا دور ہے،

مصاحف عثمانیہ نقاط وشکل اور اعراب سے خالی تھے چونکہ خطہ عرب اور اس کے آس پاس کے لوگوں کی مادری زبان عربی تھی لہٰذا انہیں عربی لکھنے پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حالانکہ اس زمانے میں نحو کے قواعد بھی وضع نہیں کئے گئے تھے نحو کے قواعد سب سے پہلے ابوالاسود الدوٴلی التابعی البصریؒ (جو کہ حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں) نے وضع کئے تھے اور ابوالاسود الدوٴلیؒ نے ہی مصاحف میں لال نقطے لگائے جو اعراب کا کام دیتے تھے پھر خلیل بن احمد نحوی الفراہدیؒ نے مصاحف میں شد و مد و ہمزہ اور علامت وصل اور علامت سکون کو قائم کیا اور نقاط کے عوض اعراب کو لگایا اسی طرح لوگ تقریباً ۴۰ سال پڑھتے رہے۔ عبدالملک بن مروان کی حکومت تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر جب عرب وعجم کا اختلاف ہوا تو عجمی حضرات نے پڑھنے میں زیادہ غلطیاں کیں۔ تب حجاج بن یوسف امیر عراق کے حکم سے نصر بن عاصم اللیثی اور یحییٰ بن یعمر عدوانی (یہ دونوں حضرات ابوالاسود الدوٴلیؒ کے شاگرد ہیں) نے حروف پر نقطے لگائے اور پورے قرآن کو نقطوں سے منقط کر دیا اور یہ سلسلہ تمام لوگوں میں آج تک اسی طرح چلا آرہا ہے۔

امت میں سب سے بڑے قاری حضرت ابوبکرؓ ہیں:۔

امت میں سب سے بڑے قاری حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَأَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَفِيْ رِوَايَةٍ سِنًّا وَلَا

يُؤَمَّنَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

(رواہ مسلم)

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ کرے جو قرآن کا (زیادہ) سب سے زیادہ قاری ہو اور اگر اس صفت میں کئی ایک برابر ہوں تو وہ امامت کرے جو سنت کا زیادہ عالم ہو، اگر ایسے بھی کئی ایک ہوں تو وہ امام بنے جس نے ہجرت میں پہل کی ہو، اگر اس صفت میں کئی ایک برابر ہوں تو امام وہ بنے جس نے اسلام میں پہل کی ہو، ایک روایت میں ہے کہ جس کی عمر زیادہ ہو، اور سرداری کی جگہ پر دوسرا آدمی امام نہ بنے اور اس کے گھر میں اس کی خاص نشست پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔ (روایت کیا ہے اس کو مسلم نے)''

اس حدیث میں امام کے اوصاف بیان فرمائے، اور سب سے پہلا وصف جو امام کا ہو وہ ہے أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ہے، اب غور کریں جب نبی ﷺ بیمار ہوئے، اور مسجد میں جانے کی طاقت نہ تھی، تو فرمایا،

مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. ''یعنی ابوبکر صدیقؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔''

آپ کا ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس وقت تمام صحابہ کرامؓ میں اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ تھے۔ اگر ان میں یہ وصف نہ ہوتا تو کبھی آپ ﷺ ان کو امامت کا حکم نہ دیتے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ ابوبکرؓ قرآن بہت خوبصورت پڑھتے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ مکۃ المکرّمہ میں انہوں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی ہوئی تھی جس میں وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو انکی تلاوت سننے کے لیے عرب کے لڑکے اور عورتیں وہاں جمع ہو جاتی تھیں کفار مخالفت کرتے تھے کہ ابوبکرؓ قرآن نہ پڑھے، انکے پڑھنے سے ہمیں خطرہ ہے کہ

کہیں عورتیں اورلڑ کے مسلمان نہ ہو جائیں تمام باتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ امت میں سب سے بڑے قاری تھے۔

تاثیر قرآن:۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو دوسی قرآن کریم یہ وہ عظیم کتاب ہدایت ہے جس نے اسے دل سے پڑھا دل سے سنا اس پر ضرور اثر ہوا۔ یہ شریف انسان شاعر، سوجھ بوجھ کے مالک اور قبیلہ دوس کے سردار تھے ان کے قبیلے کو بعض نواحی یمن میں امارت یا تقریباً امارت حاصل تھی۔ وہ نبوت کے گیارہویں سال مکہ تشریف لائے تو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اہل مکہ نے ان کا استقبال کیا۔ اور نہایت عزت احترام سے پیش آئے۔ پھر ان سے عرض پرواز ہوئے کہ اے طفیل آپ ہمارے شہر تشریف لائے ہیں اور یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں سخت پیچیدگی میں پھنسا رکھا ہے ہماری جمعیت بکھیر دی ہے اور ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے اس کی بات جادو کا سا اثر رکھتی ہے کہ آدمی اور اس کے باپ کے درمیان اور آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان اور آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دیتی ہے ہمیں ڈر لگتا ہے کہ جس آفت سے ہم دوچار ہیں کہیں وہ آپ پر اور آپ کی قوم پر بھی نہ آن پڑے لہٰذا آپ اس سے ہرگز نہ گفتگو کریں۔ اور اس کی کوئی چیز نہ سنیں، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ مجھے برابر اسی طرح کی باتیں سمجھاتے رہے یہاں تک کہ میں نے تہیہ کر لیا کہ نہ آپ ﷺ کی کوئی چیز سنوں گا نہ آپ ﷺ سے بات چیت کروں گا حتی کہ جب صبح کو مسجد حرام گیا تو کان میں روئی ٹھونس رکھی تھی کہ مبادہ کہ آپ ﷺ کی کوئی بات میرے کان میں نہ پڑھے لیکن اللہ کو منظور تھا کہ آپ ﷺ کی بعض باتیں مجھے سنا ہی دے چنانچہ میں نے بڑا عمدہ کلام سنا پھر میں نے اپنے جی میں کہا ہائے مجھ پر میری ماں کی آہ و

فغاں! میں تو باللہ تعالیٰ ا ایک سوجھ بوجھ رکھنے والا شاعر آدمی ہوں۔ مجھ پر بھلا برا چھپا رہ سکتا ہے پھر کیوں نہ میں اس شخص کی بات سنوں اگر اچھی ہوئی تو قبول کرلوں گا بری ہوئی تو چھوڑ دوں گا یہ سوچ کر میں رک گیا اور جب آپ ﷺ گھر پلٹے تو میں بھی پیچھے ہو گیا آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو میں بھی داخل ہو گیا اور آپ ﷺ کو اپنی آمد کا واقعہ اور لوگوں کے خوف دلانے کی کیفیت، پھر کان میں روئی ٹھونسنے اور اس کے باوجود آپ ﷺ کی بعض باتیں سن لینے کی تفصیلات بتائیں پھر عرض کیا آپ ﷺ اپنی بات پیش کیجئے آپ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے میں نے اس سے عمدہ قول اور اس سے زیادہ انصاف کی بات کبھی نہ سنی تھی چنانچہ میں نے وہیں اسلام قبول کرلیا اور حق کی شہادت دی اس کے بعد آپؓ نے عرض کیا کہ میری قوم میں میری بات مانی جاتی ہے میں ان کے پاس پلٹ کر جاؤں گا اور انہیں اسلام کی دعوت دوں گا لہٰذا آپ ﷺ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے کوئی نشانی دے دے آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

خالد بن عقبہ ؓ قرآن مجید سن پاتا ہے تو ششدر رہ جاتا ہے جب اس حالت اور ربودگی سے سنبھالا لیتا ہے تو بول اٹھتا ہے۔

۱. وَاللّٰهِ اِنَّ لَهُ لَحَلَاوَةً — ''باللہ تعالیٰ اس میں عجیب شیرینی ہے''

۲. وَاِنَّ عَلَيْهِ لَطَرَاوَةً — ''اس میں عجیب تر و تازگی ہے''

۳. وَاِنَّ اَسْفَلَهُ لَمُغْدِقٌ — ''اس کی جڑیں سیراب ہیں''

۴. وَاِنَّ لَاَعْلَاهُ لَمُثْمِرٌ — ''اور اس کی شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہیں''

۵. وَمَا يَقُوْلُ هٰذَا بَشَرٌ — ''بشر تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا''

ایک خادم قرآن امام عاصم کا حیرت انگیز واقعہ:۔

حافظ نسفی نے اپنی کتاب فضائل الاعمال میں یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ عاصم ابن ابی النجود فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک دفعہ فقر و فاقہ و تنگدستی سے دوچار ہونا پڑا، میں نے اپنی مصیبت کو اپنے بعض دوستوں سے بیان کیا اور ان سے امداد کا طالب ہوا ان دوستوں نے بھی بے توجہی کا ثبوت دیا جسکا مجھے بہت ملال ہوا۔ اور مصمم ارادہ کیا کہ کسی بندے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا لہٰذا میں صحرا میں نکل گیا اور وہاں صلوۃ الحاجہ پڑھی پھر سجدہ میں جا کر نہایت تضرع وانکساری کے ساتھ یہ دعا پڑھی،

يَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ يَا مُفَتِّحُ الْاَبْوَابِ يَا سَامِعُ الْاَصْوَاتِ يَا وَجِيْبُ الدَّعْوَاتِ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ اِكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سَوَاكَ ۔

ابھی میں نے سر نہیں اٹھایا تھا کہ کسی شے کے گرنے کی آواز محسوس ہوئی سر اٹھایا تو دیکھا کہ چیل نے سرخ تھیلی ڈال دی ہے میں نے اس تھیلی کو اٹھا کر دیکھا تو اس تھیلی میں (۸۰) اسی دینار اور روئی میں لپٹا ہوا قیمتی پتھر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے قیمتی پتھر ایک کثیر رقم کے عوض بیچ دیا اور دینار بحفاظت رکھے جس سے میں نے دیگر متاع خریدیں اور اس پر رب کریم کا بہت شکر ادا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام:۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت عمرؓ بن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح پہنچا ہے کہ ان کی بہن حضرت فاطمہؓ بنت خطاب سعیدؓ بن زید بن عمروؓ بن نفیل کی بیوی تھی اور یہ

دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے مگر حضرت عمرؓ سے انہوں نے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا تھا اور حضرت عمرؓ ہی کی قوم بنی عدی بن کعب میں سے مکہ میں ایک شخص حضرت نعیمؓ بن عبداللہ تھے یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے مگر پوشیدہ تھے اور حضرت خبابؓ بن ارت صحابی اکثر حضرت عمرؓ کی بہن حضرت فاطمہ ؓ کو قرآن شریف پڑھانے ان کے گھر جایا کرتے تھے ایک دن حضرت عمرؓ بن خطاب اپنی تلوار حمائل کر کے نبی اکرم ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کے قتل کے قصد سے چلے کیونکہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضور ﷺ صفا کے نزدیک ایک مکان میں تشریف فرما ہیں اور چالیس کے قریب مردو عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں اور آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی موجود تھے یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی اور رسول پاک ﷺ کے ساتھ ہی رہنا اختیار کیا تھا حضرت عمرؓ سے راستہ میں حضرت نعیمؓ بن عبداللہ کی ملاقات ہوئی نعیم بن عبداللہ نے کہا اے عمر اس سامان سے کہاں جاتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں'' جس نے نیا دین پیدا کیا ہے اور قریش کے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے ان کے طریقہ اور مذہب کو برا کہتا ہے اور ان کے معبودوں اور بتوں کے عیب بیان کرتا ہے میں اس کو قتل کرنے جا رہا ہوں اے عمرؓ اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے نفس نے تجھ کو فریب دیا ہے کیا تو یہ خیال کرتا ہے حضرت محمد ﷺ کو قتل کر کے بنی عبد مناف تجھ کو زمین پر پھرنے دیں گے تو ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا اور تو پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے تیرا بہنوئی جو تیرا چچا زاد بھائی بھی ہے حضرت سعیدؓ بن عمرو بن نفیلؓ اور تیری بہن حضرت فاطمہؓ بنت خطاب دونوں مسلمان ہو گئے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو چکے ہیں۔

بہنوئی اور بہن پر غصہ:۔

راوی کہتا ہے حضرت عمرؓ بن خطاب یہ جملہ سنتے ہی سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے اس وقت حضرت خبابؓ بن ارت ان دونوں میاں بیوی کو سورت طٰہٰ جو ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تھی پڑھا رہے تھے جب انہوں نے حضرت عمرؓ کی آہٹ سنی تو حضرت خبابؓ بن ارت ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے اور حضرت فاطمہؓ نے اس کاغذ کو جس میں سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اپنی ران کے نیچے چھپا لیا اور حضرت عمرؓ گھر کے باہر حضرت خبابؓ بن ارت کے پڑھانے کی آواز سن چکے تھے جب گھر کے اندر آئے تو پوچھا یہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی ہے بہن اور بہنوئی نے کہا یہاں تو کچھ ذکر نہیں جس کی تم نے آواز سنی ہو گی حضرت عمرؓ نے کہا واللہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم دونوں نے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی ہے اور اس کے دین میں داخل ہو گئے ہو یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا حضرت فاطمہؓ کھڑی ہوئیں تا کہ اپنے خاوند کو چھڑائیں انہوں نے اپنی بہن کو ایسی ضرب لگائی کہ ان کا سر زخمی کر دیا تب انکی بہن اور بہنوئی نے کہا ہاں بے شک ہم ایمان لے آئے ہیں دیکھیں تم ہمارا کیا کرتے ہو۔

کلام الٰہی کی تاثیر:۔

جب حضرت عمرؓ نے اپنی بہن کے سر سے خون بہتا ہوا دیکھا، تو بہت شرمندہ ہوئے تو اپنی بہن سے کہا لاؤ یہ کاغذ مجھے دو میں دیکھوں اس میں کیا لکھا ہوا ہے اور کیا حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے حضرت عمرؓ پڑھے لکھے تھے ان کی بہن کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو پھر یہ کاغذ ہم کو نہ دیں اس وجہ سے انہوں نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے اپنے معبودوں کی قسم اٹھائی میں دیکھ کر ابھی تم کو واپس دے دوں گا ان کی بہن نے کہا بھائی تم شرک کے سبب سے نجس ہو اور اس کتاب کے

واسطے حکم ہے کہ ناپاک اسکو ہاتھ نہ لگائے پس حضرت عمرؓ نے اسی وقت غسل کیا اوران کی بہن کوان کے اسلام کی امید ہوئی چنانچہ وہ کاغذان کو دیا اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو دیکھتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا یہ کلام کیا اچھا اور کیسا بزرگ ہے؟

ہجرت حبشہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:۔

جب کفار کی سختیوں کا تحمل مسلمانوں سے نہ ہوسکا تو آپ ﷺ نے فرمایا حبشہ کو ہجرت کر جاؤ وہاں کا عیسائی بادشاہ عادل اور رحم دل ہے اس کے زیر سایہ آدمیوں کو امن وآسائش کی نعمت حاصل ہوتی ہے چنانچہ دومرتبہ مسلمان ہجرت کر کے ملک حبش کو گئے ایک دفعہ گیارہ مرد اور چار عورتیں دوبارہ اسی (۸۰) سے زیادہ مرد اور عورتیں۔ خود سرور عالم ﷺ مکہ معظّمہ میں قیام فرمارہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدت دراز تک سختیوں کی برداشت کی اور دامن حضوری نہ چھوڑا مگر آخر وہ بھی مجبور ہو گئے اور گھر بار چھوڑ کر براہ یمن ملک حبش کی راہ لی۔ پانچ منزلیں طے کر کے برک الغماد نامی مقام پر پہنچے تو قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو، حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا مجھ کو میری قوم نے نکال دیا اب پردیس میں پھر کر اپنے رب کی عبادت کروں گا ابن الدغنہ نے کہا تم سا آدمی جو بے کسوں کا مددگار مصیبت زدوں کا ہمدرد، مہمان نواز راہ حق کی مصیبت زدہ کا غمخوار ہو وہ نہ اپنے گھر سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جاسکتا ہے میں تم کو پناہ دوں گا مکہ کو لوٹ چلو۔ اور وطن میں اپنے رب کی عبادت کرو چنانچہ حضرت ابوبکرؓ ابن الدغنہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ شام کو ابن الدغنہ نے اشراف کے مجمع میں جا کر کہا کہ تم ایسے شخص کو یہاں سے نکالتے ہو جو محتاجوں کا حامی، مصیبت زدوں کا غمخوار اور راہ حق کی مصیبتوں میں ہمدرد ابوبکرؓ جیسے شخص کو نہ نکلنا چاہئے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ حضرت ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے

اندر کریں گھر میں بیٹھ کر جو چاہیں کریں اور پڑھیں علانیہ نہ عبادت کریں نہ تلاوت ورنہ ہم کو خوف ہے کہ ہماری مستورات اور ہمارے نوجوان مبتلائے فساد نہ ہوں عرصہ تک حضرت ابوبکرؓ نے اس کی پابندی کی آخر کار شوق دل نے مجبور کیا اور گھر کے باہر میدان میں ایک مسجد بنا کر نماز و تلاوت میں مصروف رہنے لگے حضرت ابوبکرؓ نے بے حد رقیق القلب تھے تلاوت کلام مجید کے وقت زار وقطار روتے یہ عالم دیکھ کر کہ قریش کی عورتوں اور جوانوں کا ہجوم ہو جاتا اور محو حیرت ہو کر پروانہ وار ایک دوسرے پر گرتے۔ اشراف قریش یہ حالت دیکھ کر گھبرا اٹھے اور ابن الدغنہ کو بلا کر کہا کہ ابوبکر صدیقؓ شرائط امن پر قائم نہیں ہے باہر مسجد میں باعلان نماز وقرآن پڑھتے ہیں ہم کو اپنی عورتوں اور نوجوانوں کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے ان کو روکو ورنہ اپنی پناہ واپس لو۔ ہم تم سے بدعہدی نہیں کرنا چاہتے اسی کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو علانیہ نماز وقرآن پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتے۔ ابن الدغنہ نے آکر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ ماجرا بیان کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا۔ اَرُدُّ اِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ (بخاری شریف) تمہاری پناہ تم کو مبارک ہو میں اپنے اللہ کی پناہ سے خوش ہوں۔ یہ واقعہ تیرھویں سال نبوت کا ہے

کفار مکہ کا چوری قرآن سننا:۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن شہابؒ زہری کا بیان ہے کہ ایک رات جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں نماز کے دوران قرآن پڑھ رہے تھے ابوسفیان بن حرب ابوجہل بن ہشام اور بنوزہرہ کا حلیف اخنس بن شریق اپنے اپنے گھر سے قرآن سننے کے لئے نکلے ہر آدمی ایک جگہ بیٹھ کر قرآن سننے لگا اور کسی دوسرے کو خبر نہیں تھی جب صبح صادق طلوع ہوئی تو ہر ایک نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ راستہ میں سب کی ملاقات ہوگئی اور سمجھ گئے کہ کہاں سے آرہے ہیں؟ اس طرح انہوں نے چوری چوری قرآن سننے پر ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہا آئندہ ہمیں یہ

حرکت نہیں کرنی چاہئے اگر کسی بے وقوف نے ہمیں اس طرح دیکھ لیا تو خواہ مخواہ اس کے دل میں شک پڑ جائے گا یہ کہہ کر وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے دوسری رات پھر وہ اپنی اپنی مجلس میں بیٹھ کر قرآن سنتے رہے صبح صادق کے وقت وہاں سے نکلے تو راستے میں ملاقات ہوگئی انہوں نے ایک دوسرے سے وہی کہا جو کل کہا تھا اور اپنے اپنے گھر چلے گئے تیسری رات وہ پھر آئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر قرآن سنتے رہے صبح صادق طلوع ہونے کے بعد نکلے تو پھر راستے میں ملاقات ہوگئی اب تو وہ بہت نادم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے جب تک ہم پختہ عہد نہیں کریں گے کام نہیں چلے گا چنانچہ انہوں نے آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عہد کیا اور اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے دن نکلنے کے بعد اخنس بن شریق نے لکڑی ہاتھ میں لی اور ابوسفیان کے گھر آیا اور کہنے لگا ابوحنظلہ جو کچھ تم نے حضرت محمد ﷺ سے سنا ہے اس کے بارے میں صاف صاف اپنی رائے بتاؤ اس نے کہا اے ابوثعلبہ جو کچھ میں نے سنا ہے اس سے بعض کو میں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس سے کیا مراد ہے اخنس بولا اللہ تعالیٰ کی قسم میرا بھی یہی حال ہے پھر وہاں سے نکل کر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا ابوالحکم سچ سچ بتاؤ جو کچھ تم نے حضرت محمد ﷺ سے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ابوجہل بولا کیا سنا ہے بھائی ہمارا اور بنوعبد مناف کا عزوشرف مقابلہ ہوا، انہوں نے کھانا کھلایا اور ہم نے بھی کھلایا انہوں نے مسکینوں کو سواری کے لئے اونٹ گھوڑے دیئے تو ہم نے بھی دیئے اور انہوں نے غرباء میں اپنا مال لٹایا تو ہم نے بھی لٹایا جب ہم دونوں فریق گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور گھوڑ دوڑ کے دونوں گھوڑوں کی طرح میدان میں سرپٹ دوڑنے لگے تو انہوں نے کہا ہم میں ایک نبی پیدا ہوا ہے جس پر آسمان سے وحی آتی ہے اب ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم تو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے یہ سن کر اخنس اٹھ کر چلا آیا۔ قرآن کریم میں ایک کشش تھی جس کی وجہ سے

روزانہ قرآن سننے کے لئے آتے مگر اللہ تعالیٰ نے انکے نصیب میں ہدایت نہیں لکھی تھی اس لئے وہ اسلام نہ لائے بلکہ کفر وضلال پر مرے اور واصل جہنم ہوئے رب العالمین نے اپنے قرآن کریم میں فرمایا ہے،

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ٥

''یہ کتاب جس میں کوئی شک وشبہ نہیں یہ متقین کے لئے ہدایت ہے''

یعنی جو لوگ اس کی طرف رغبت کریں گے اسلام کی طرف کوشش کریں گے وہ صرف سنتے تھے مگر اسلام کی طرف ہدایت کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے اس لئے ہدایت سے محروم رہے اللہ تعالیٰ کی طرف جدوجہد کرنے والوں کو اللہ ہدایت کا راستہ دیکھاتا ہے۔فرمان الٰہی ہے،

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ٥

جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کے لئے راہیں کشادہ کردیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بعض عیسائیوں کا قبول اسلام:۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں ابھی آپ ﷺ مکہ ہی میں تھے کہ آپ ﷺ کی خبر سن کر بیس کے قریب عیسائی حبشہ سے آئے ان کی آپ ﷺ سے مسجد میں ملاقات ہوئی انہوں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور کچھ سوالات پوچھے۔قریش خانہ کعبہ میں اپنی اپنی مجلس میں بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے جب وہ سوالات سے فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا جسے سن کر انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے انہوں نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہی اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور اپنی کتاب میں آپ ﷺ کے جو اوصاف لکھے ہوئے پائے

تھے ان کو درست پایا جب وہ اٹھ کر جانے لگے تو ابو جہل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ان سے ملا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تمہیں ناکام کرے تمہارے ہم مذہبوں نے تمہیں دین حق کی تلاش اور اس شخص کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا تم ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اس کی باتوں میں آکر اپنا دین چھوڑ بیٹھے اور اس کو سچا مان لیا ہم نے آج تک تمہارے جیسا بے وقوف اور احمق قافلہ کوئی نہیں دیکھا انہوں نے جواب میں سلام علیکم کہا اور کہا ہم جاہلوں کی طرح تم سے جھگڑنا نہیں چاہتے ہم اپنے راستے پر چلے ہیں تم اپنی راہ لو ہم نے اپنی بھلائی تلاش کرنے میں کمی نہیں کی؟

اہل مدینہ کے اسلام کا ذکر:۔

عاصم بن عمر بن قتادہؒ اپنی قوم کے بزرگوں سے بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے تو ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم قبیلہ خزرج کی ایک جماعت ہیں آپ ﷺ نے پوچھا وہ خزرج جو یہود کے دوست ہیں بولے ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑی دیر یہاں بیٹھتے نہیں ، میں آپ لوگوں سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں بولے کیوں نہیں بیٹھ جاتے ہیں چنانچہ وہ بیٹھ گئے آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن حکیم کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اسلام کی بہتری کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ یہود ان کے ساتھ ایک شہر میں رہتے تھے وہ اہل کتاب اور اہل علم تھے اور یہ مشرک بتوں کی پوجا کرنے والے تھے بنو خزرج کو شہر میں غلبہ حاصل تھا جب یہود کو کسی موقعہ پر ان سے کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ کہتے کوئی بات نہیں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ آگیا ہے ہم اس کے ساتھ مل کر تمہیں تمہاری شرارتوں کا مزہ چکھائیں گے اور تمہیں عاد اور ارم کی طرح قتل کریں گے جب

رسول اللہ ﷺ نے ان سے گفتگو فرمائی تو ان کو اللہ کی طرف بلایا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اے قوم تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ وہی نبی ہے جس کی یہود تمہیں دھمکیاں دیتے ہیں اب اس پر ایمان لانے میں انہیں تم پر سبقت نہیں کرنی چاہئے چنانچہ انہوں نے اسی جگہ آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لی اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے انہوں نے کہا ہمارے پیچھے ہماری ایک ایسی قوم ہے کہ جتنی باہمی عداوت اور جتنا بایک دگر خون خرابہ ان میں ہے دنیا کی کسی قوم میں نہیں۔ ممکن ہے آپ ﷺ کی کوششوں سے ان میں اتفاق ہو جائے ہم وطن جا کر ان کو دعوت دیں گے اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے ان پر پیش کریں گے اگر آپ ﷺ پر ایمان لانے میں سب کا اتفاق ہو گیا تو آپ ﷺ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں ہو گا پھر وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

حضرت سوید رضی اللہ عنہ بن صامت:۔

یہ شاعر تھے گہری سوجھ بوجھ کے حامل اور یثرب کے باشندے تھے ان کی پختگی شعر گوئی اور شرف ونسب کی وجہ سے ان کی قوم نے انہیں کامل کا خطاب دے رکھا تھا یہ حج یا عمرہ کے لئے مکہ تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی کہنے لگے غالباً آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا میرے پاس ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کیا ہے؟ سوید نے کہا حکمت لقمان آپ ﷺ نے فرمایا پیش کرو انہوں نے پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ کلام یقیناً اچھا ہے لیکن میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے بھی اچھا ہے وہ قرآن ہے جو مجھ پر نازل کیا ہے وہ ہدایت اور نور ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بولے یہ تو بہت ہی اچھا کلام ہے اس کے بعد

وہ مدینہ پلٹ کر آئے ہی تھے کہ جنگ بعاث چھڑ گئی اور اسی میں قتل یا شہید کروائے گئے انہوں نے اا نبوی میں اسلام قبول کیا تھا۔

قرآن کریم کا اثر پہاڑوں اور درختوں بلکہ زمین و آسمان پر ہے:۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے،

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ (الاحزاب آیت ۷۲)

''بے شک ہم نے پیش کیا اس امانت کو آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر تو انہوں نے انکار کر دیا اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے اس سے مگر اٹھا لیا اسے انسان نے یقیناً ہے یہ انسان بڑا ظالم اور ناواقف ہے''

اس امانت سے مراد قرآن کریم کے احکامات ہیں تو آسمان باوجود اس کے مضبوط ہونے اور فرشتوں کے مسکن ہونے کے بھی اس قرآن کریم کے اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوا اور نہ ہی اتنی سخت زمین اس کام کے لئے آمادہ ہوئی اور نہ ہی پہاڑ تیار ہوا چونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کی ذمہ داری انتہائی سخت ہے اگر ان پر اتارا جاتا تو وہ خوف الٰہی سے پھٹ جاتے اور پاش پاش ہو جاتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے،

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

''اگر ہم اس قرآن کریم کو اسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے وہ پست

ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں''

(الحشر آیت ۲۱)

یعنی اگر اس قرآن کریم کو رب العالمین احکم الحاکمین کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا اور اسے غور و فکر کی اور فہم و فراست کی حس بھی عطا فرما دیتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوتا پھر انسان کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے اسکا بہت بڑا اثر پڑنا چاہئے یہ مثالیں لوگوں کے سامنے انکے غور و تفکر کے لئے بیان فرماتا ہے۔

قرآن کریم کا جنوں پر اثر:۔

قرآن کریم کو جب جنوں نے سنا تو وہ اس کے جلال اور عظمت کے قائل ہو گئے ان پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً ایمان لے آئے اور شرک سے تائب ہو گئے اور دین کے مبلغ بن گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ○ يَهْدِيَ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ○ (الجن ۱،۲)

اے حضرت محمد کہہ دو کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو راہ راست سمجھاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لا چکے ہیں اب ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے،

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ ○ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ

مِنۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

''اور جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو آپ کی طرف لائے جو قرآن سن رہے تھے جب وہ اس مقام پر پہنچے تو کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ ڈرانے والے بن کر اپنی قوم کے پاس لوٹے کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے وہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے''

ان آیات سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن کریم یقیناً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس میں رشد و ہدایت ہے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل ہوتی ہے۔

ایک آیت سننے سے ذوالنونؒ مصری کی زندگی کا نقشہ بدل گیا حضرت ذوالنون مصری مشہور بزرگان میں سے ہیں جوانی کے دنوں میں ایک عیش پرست عرب کے ہاں ملازم تھے جہاں دور جام چلتا رہتا۔ ایک دن انہوں نے کسی شخص سے قرآن پاک کی یہ آیت سنی (اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ) ''کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کے لئے وہ گھڑی نہیں آئی کہ انکے دل ذکر الٰہی کے لئے گداز ہو کر جھک جائیں'' اور اسے سنتے ہی نہ صرف تمام مناہی سے توبہ کر لی بلکہ زندگی کا رخ ہی بدل دیا اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں درجہ پایا

ضبط، عفو، احسان:۔

حضرت امام حسنؓ کے ہاں معززین مکہ مدعو تھے ایک لونڈی دسترخوان پر کھانا چننے میں مصروف تھی جب وہ شوربے کا پیالہ حضرت امام حسنؓ کے سامنے رکھنے لگی تو اچانک اسکا پاؤں پھسلا جس سے تمام شوربا حضرت امام حسنؓ کے اوپر گر گیا حضرت امام حسنؓ نے قہر آلود نظروں

سے لونڈی کی طرف دیکھا لونڈی تھر تھر کانپنے لگی اس خوف کی حالت میں اس کے منہ سے قرآن کریم کے یہ الفاظ نکلے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ''جو لوگ غصے کو پی جاتے ہیں'' حضرت امامؒ نے لونڈی سے فرمایا میں نے اپنے غصے کو روک لیا ہے پھر لونڈی نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ''اور جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں'' حضرت امامؒ نے فرمایا میں نے تمہاری خطاء معاف دی ہے اس کے بعد لونڈی نے آیۃ کا آخری حصہ پڑھا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے'' یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔

روزن سے آواز قرآن :۔

ایک وقت تھا جب فضیل بن عیاض ڈاکہ زنی کرتے تھے ڈاکو بھی اس درجہ کے تھے کہ پہلے سے اعلان کر کے ڈاکہ ڈالا کرتے تھے ایک رات وہ اسی نیت سے مکانوں کی چھتوں سے گزر رہے تھے کہ کسی روزن سے ان کو کچھ آواز سنائی دی انہوں نے رک کر روزن سے کان لگا دیئے کوئی شخص اپنے گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا فضیل بن عیاض کے لمحہ سماعت کے وقت یہ آیۃ پڑھی گئی (اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ) ''کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کے لئے وہ گھڑی نہیں آئی کہ ان کے دل ذکر الہی کیلئے گداز ہو کر جھک جائیں'' ان کلمات مبارکہ نے کیا عجیب تاثیر دکھائی تیر کی طرح فضیل کے دل میں اتر گئے ایک دم نعرہ مارا ہائے میرے اللہ اور پھر اسی لمحے چوری سے توبہ کر لی بلکہ اپنی ایسی اخلاقی اصلاح کی اور روحانی منازل طے کیئے کہ آج انکا شمار ذی مرتبہ صلحائے امت میں ہوتا ہے۔

نجاشی بادشاہ کا قرآن سن کر رونا:۔

جب نبی ﷺ نے نبوت اعلان فرمایا لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی جن کے نصیب میں اسلام کی دولت تھی انہوں نے قبول کیا اور جنکے نصیب میں اسلام کی دولت نہیں تھی وہ محروم رہے کفار نے مسلمانوں کو بہت زیادہ تنگ کیا بڑی بڑی تکالیف دیں اس وقت نبی ﷺ نے بعض مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی جب مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں پہنچی تو کفار نے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص کو نجاشی بادشاہ کے پاس مکہ سے روانہ کیا اور مکہ کی عمدہ چیزیں تحفہ میں دیں انہوں نے آ کر یہاں وزراء میں اور بڑے بڑے افسروں میں تحفے تقسیم کئے اور بادشاہ تک رسائی حاصل کی تحفے دیئے اور کہا کہ ہمارے شہر سے چند جاہل نوعمر لوگ اپنا قدیمی دین ومذہب ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک ایسا نیا مذہب اختیار کیا ہے کہ جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ تم جانتے ہو یہاں ہم اس لئے آئے ہیں ان لوگوں کو بادشاہ ہمارے حوالے کر دے بادشاہ نجاشی کو اس بات پر بہت غصہ آیا اور کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں ہرگز ان مہمانوں کو جو میرے ہاں آئے ہیں انکے سپرد نہیں کروں گا ادھر مسلمانوں کو علم ہوا تو وہ بھی بادشاہ کے پاس آئے ادھر بادشاہ نے اپنے علماء مذہب کو بلوایا تھا انہوں نے نجاشی بادشاہ کے گرد اپنی کتابیں کھول رکھی تھیں نجاشی بادشاہ نے ان سے کہا وہ کون سا دین ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے اور اپنی قوم کا دین ومذہب چھوڑ دیا ہے اور کسی مذہب میں بھی نہیں داخل ہوئے اس پر حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنا ماضی کا حال سنایا اور اسلام کی حقانیت بیان کی جو طوالت کی بنا پر ہم یہاں درج نہیں کریں گے ایک سوال کا جواب ہم درج کریں گے جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔

نجاشی نے سوال کیا کہ جو کچھ تمہارے نبی ﷺ پر نازل ہوتا ہے اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے یعنی تم کو یاد ہے تو اس وقت حضرت جعفرؓ نے کہا ہاں یاد ہے نجاشی نے کہا پڑھو چنانچہ حضرت جعفرؓ نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع کی اور نجاشی نے اس کو سن کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ نجاشی کی داڑھی پر آنسو گرنے لگے اور جس قدر علماء مذہب اس کے گرد بیٹھے تھے سب پر گریہ طاری ہوا اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں ان کے آگے کھولی ہوئی تھیں وہ سب تر ہو گئیں جب حضرت جعفرؓ نے اپنی تلاوت کو مکمل کیا تو نجاشی نے کہا بے شک یہ وہی کلام ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے یہ اور وہ ایک ہی مرکز نور سے نکلے ہیں پھر عمرو بن عاص سے کہا کہ تم دونوں چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تمہارے ساتھ روانہ ہرگز نہیں کروں گا یہ ہے کلام الٰہی کی تاثیر جو دل کے کانوں سے سنتا ہے اس پر اثر ہوتا ہے۔

کتاب قصص الاولیاء:۔

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی امیہ میں موسیٰ بن حضرت محمد بن سلیمان ہاشمی سب سے زیادہ عیاش تھا (صفحہ ۱۱۳)

کانوں میں قرآن کی آواز اور اس کا اثر:۔

ایک رات کا قصہ ہے کہ وہ اپنے معمول کے موافق لہو ولعب میں مشغول تھا اور کچھ حصہ رات کا گزرا تھا کہ ایک نہایت دردناک آواز اپنے مطربوں کی آواز جیسی سنی اور اس کے دل پر ایک چوٹ سی پڑی اور اپنے لہو ولعب کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور مطربوں کو حکم دیا کہ گانا بند کرو اور قبہ کی کھڑکی سے وہ آواز سننے کو منہ نکالا کبھی تو وہ آواز کان میں آ جاتی اور کبھی نہ آتی اپنے غلاموں کو آواز دی کہ اس آواز دینے والے کو یہاں لے آؤ۔ یہ شراب کے نشے میں چور تھا۔

غلام اس کو تلاش کرنے کیلئے نکلے رفتہ رفتہ اس تک پہنچے دیکھا ایک جوان ہے جو نہایت لاغر ہے اور گردن بالکل سوکھ گئی ہے زرد رنگ لب خشک، پریشان بال پیٹ اور پیٹھ دونوں ایک اور دو پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے ننگے پاؤں مسجد میں کھڑا ہے اپنے پروردگار کے سامنے مناجات کرر ہا ہے انہوں نے اسے مسجد سے نکالا اور لے گئے اور کچھ بات چیت نہ کی اسے لے جا کر سامنے کھڑا کر دیا اس نے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ سب نے عرض کیا حضور یہ وہی آواز والا ہے جس کی آواز آپ نے سنی ہے پوچھا یہ کہاں تھا کہا کہ مسجد میں کھڑا ہوا نماز میں قرآن پڑھتا تھا اس نے پوچھا تم کیا پڑھتے تھے کہا میں کلام اللہ پڑھ رہا تھا کہا ذرا ہم کو سناؤ اس نے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر پڑھا،

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ٥ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ٥ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ٥ (المطففين)

ہاشمی نوجوان کی توبہ:۔

جیسا ہی ہاشمی نے یہ آیات سنیں تو بے اختیار اٹھا اور اس جوان سے لپٹ کر چلا چلا کر رونے لگا۔اور اپنے سب لوگوں سے کہا کہ میرے پاس سے تم سب چلے جاؤ اور خود اس جوان کو لے کر گھر کے صحن میں آکر ایک بوریئے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی کے رائیگاں جانے پر افسوس اور حسرت اور نفس کو ملامت کرتا رہا اور جوان نصیحت کرتا رہا صبح تک اسی میں دونوں مشغول رہے۔ (صفحہ ۱۱۶)

ایک شرابی پر آیت قرآنی کا اثر:۔

شیخ ابو ہاشم فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ کا قصد کیا اور ایک کشتی پر کرایہ ادا کر کے بیٹھنا چاہا مگر اس کشتی میں ایک مرد مع اپنی لونڈی کے سوار تھا مرد نے کہا تمہارے واسطے جگہ نہیں اس کی

لونڈی نے میری سفارش کی اور اس سے کہا کہ مجھ کو کشتی میں بٹھا لے اس نے مجھ کو کشتی پر سوار کر لیا جب ہم چلے اس مرد نے کھانا طلب کیا دستر خوان پر کھانا رکھا گیا پھر کہا اس مسکین کو بھی بلا لیں ہمارے ساتھ کھانا کھاوے مجھ کو بلا لیا میں چونکہ مسکین تھا ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا جب کھانے سے فارغ ہوئے اس شخص نے لونڈی سے کہا اپنی شراب لا، لونڈی شراب لائی اور لونڈی کو حکم دیا کہ مجھ کو پلاوے میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے مہمان کے واسطے حق ہے مجھ کو چھوڑ دیا جب نیند نے اس میں پورا اثر کیا کہا اے لونڈی اپنا ساز لا اور جو تیرے پاس ہے ظاہر کر اس لونڈی نے ساز لے کر خوب گایا پھر وہ شخص میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا تم اس طرح کام کر سکتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس سے بہتر، پھر میں نے سورۃ اذا الشمس کورت پڑھی جب وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ تک پہنچا تو وہ مرد رونے لگا جب میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ تک پہنچا اس مرد نے کہا اے لونڈی چلی جا تو اللہ کی راہ میں آزاد ہے اور جو کچھ شراب اس کے پاس تھی پانی میں ڈال دی اور عود توڑ ڈالا۔ پھر میری طرف اٹھا اور مجھ سے بغل گیر ہوا میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور گناہ سے پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر اس نے اس کو اللہ کے واسطے بھائی بنا لیا۔ اس کے بعد چالیس سال اکٹھے رہے یہاں تک کہ وہ مر گئے میں نے اسے خواب میں دیکھا پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ کہا مجھ کو بہشت عطا ہوئی میں نے کہا کس عمل کی بدولت؟ جواب دیا تم نے وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ پڑھ کر سنائی تھی۔ (صفحہ ۱۹۰)

تو گویا ایک اللہ والے کی تلاوت سے شرابی کی کایا پلٹ گئی۔

تاثیر قرآن کریم:۔

حضرت قاضی سید علی حضرت محمد متوفی ۱۰۷۰ ہجری قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ اہل اللہ کے اوصاف کے بھی حامل تھے انہیں اطلاع دی گئی کہ بیجا پور کے ایک دولت مند شخص نے

اپنے مکان سے متصل مسجد بھی شامل کرلی ہے۔ عام مسلمان اس کی دولت وقوت کی بناء پر دم بخود ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے اس کو خط لکھا کہ تو نے یہ کام غلط کیا ہے اور ساتھ ہی قرآن کریم فرقان حمید کی یہ آیت کریمہ لکھی،

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا o

"اوراس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ کی مساجد میں رکاوٹ ڈالی کہ ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کو اجاڑنے کے درپے ہوا"

اس کا اثر یہ ہوا کہ اس دولت مند نے مسجد کو اپنے مکاں سے الگ کردیا سبحان اللہ یہ ہے قرآن کا اثر۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۱/۱۳۴)

قرآن کی حقانیت کا حیرت انگیز واقعہ:۔

امریکہ کے ایک ہسپتال میں اس وقت ایک عجیب وغریب صورتحال پیدا ہوگئی جب کہ اس ہسپتال کے میٹرنٹی وارڈ میں دو خواتین نے ایک ہی وقت میں دو بچوں کو جنم دیا ایک خاتون کے ہاں بچی اور دوسری کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ جس رات ان دونوں بچوں کی ولادت ہوئی اتفاق سے اس وقت وارڈ میں ڈاکٹر موجود نہ تھا تمام امور نرسوں کی نگرانی میں طے ہوئے پیدائش کے بعد ہر بچے کی کلائی پر ایک پٹی باندھی جاتی ہے جس پر بغرض شناخت نومولود کی والدہ کا نام تحریر ہوتا ہے کسی عذر یا غفلت کے تحت نرسیں ان دونوں بچوں کی کلائیوں پر پٹیاں نہ باندھ سکیں اور بچوں کو وارڈ میں موجود جھولوں میں لٹا دیا گیا جس کے تحت شناخت کا پہلو یکسر ختم ہوگیا اور اس امر میں انتہائی دقت پیش آئی کہ لڑکا کس خاتون کا ہے اور لڑکی کس کی بیٹی ہے۔

ڈاکٹروں کے نزدیک اس مسئلہ نے طول پکڑا چونکہ مطلوبہ شناخت کے علاوہ ہسپتال اور خود ان کی اپنی ذات کے لئے مسئلہ کھڑا ہوسکتا تھا ایک پریشان کن صورتحال ان کے سامنے تھی

انہیں ڈاکٹروں میں ایک مصری مسلمان ڈاکٹر بھی تھا جو عموماً اپنے ہم پیشہ غیر مسلم ڈاکٹروں کو اسلام کی خصوصیات اور قرآن کریم کی آفاقیت کے بارے میں بتاتا رہا کرتا تھا جب بچوں کی شناخت کا مسئلہ مزید پیچیدہ ہو گیا تو ایک امریکی ڈاکٹر مصری مسلمان ڈاکٹر کے پاس آیا اور کہنے لگا تم ہمیشہ یہ کہتے ہو کہ ہمارا قرآن سچا ہے اور مکمل نظام زندگی کا پتہ دیتا ہے اب اپنے قرآن سے اس مسئلے کا حل تلاش کر کے لاؤ اور واضح شناخت کی صورتحال پیش کرو۔ مسلمان ڈاکٹر کے لئے امریکی ڈاکٹر کی یہ بات چیلنج تھی اس کے لئے اس کا فوری جواب تو ممکن نہ تھا لیکن اس کے دل نے کہا اس معاملے میں میرا رب میری ضرور مدد فرمائے گا اور میں قرآن کی صداقت کو ضرور ثابت کروں گا ان شاء اللہ۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے تحت مصر آیا اور اس نے جامعہ الازہر کے علماء سے رابطہ کیا اور اس پیچیدہ مسئلہ کو ان کے سامنے رکھا اور پوری تفصیل بتلائی۔ ان میں سے ایک عالم نے کہا مجھے طبی امور کا تو کچھ علم نہیں اور نہ قرآن کوئی طب کی کتاب ہے یہ تو کتاب ہدایت ہے تاہم معاملہ چونکہ مبارزت کا آن پڑا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے ان شاء اللہ میں تمہیں ایک آیت بتلاتا ہوں تم اس آیت کی روشنی میں طبی اعتبار سے حقائق تلاش کرنے کی کوشش کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عقدہ کشائی فرمائیں گے آیت یہ ہے،

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ۔ (لڑکے کے لئے دو حصے ہیں)

مصری مسلمان ڈاکٹر اس آیت مبارکہ پر غور کرتا ہوا امریکہ آ گیا اس دوران اللہ تعالیٰ نے اس کو حل بھی سمجھا دیا چنانچہ اس نے ہسپتال آ کر نرسوں سے کہا کہ وہ دونوں عورتوں کے پستان سے دودھ لیکر آئیں اور لیبارٹری میں الگ الگ ٹیسٹ لیں اور ان میں موجود حیاتین اور مقدار کا رزلٹ دیں جب رزلٹ سامنے آیا تو اس کے مطابق ایک خاتون کے دودھ کی مقدار دوسری کے مقابل دوگنا تھی اور اسی طرح حیاتین (وٹامن) کی مقدار بھی دوگنا تھی اب اس مسلمان ڈاکٹر

نے پورے وثوق کے ساتھ اس امریکی ڈاکٹر سے کہا کہ بیٹا فلاں خاتون کا ہے (جس کے دودھ کی مقدار اور اس میں موجود حیا تین دوگنا تھی) اور لڑکی دوسری خاتون کی ہے امریکی ڈاکٹر قدرے حیران ہوا اور کہنے لگا آپ اپنی اس بات پر کیا دلیل پیش کرتے ہیں جس سے اطمینان حاصل کیا جا سکے کہ آپ کی بات میں واقعی صداقت موجود ہے مصری مسلمان ڈاکٹر نے درج بالا آیت پڑھی، اور اس کا ترجمہ بتلایا یہ سن کر امریکی ڈاکٹر حیران ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ آجکل وہ مطالعہ قرآن اور اس کے معنی و مفہوم پر مزید تدبر و تفکر میں مشغول ہے

(بحوالہ ہفت روزہ الدعوہ ریاض سعودی عرب)

قرآن کے متعلق دیگر معلومات

آیات سجدہ:۔

۱. وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ o (سورہ الاعراف آخری آیت پ ۹)

۲. وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الخ (سورہ الرعد آیت ۱۵ پ ۱۳)

۳. وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے آخر پر یا اس سے اگلی آیت يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ کے آخر پر۔ (سورہ النحل آیت ۴۹/۵۰ پ ۱۴)

۴. وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا o (سورہ الاسراء آیت ۱۰۹ پ ۱۵)

۵. اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا o

(سورہ مریم آیت ۵۸ پ ۱۶)

۶. اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ.... الخ

(سورہ الحج آیت ۱۸ پ ۱۷)

۷۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا ......الخ (سورہ الحج آیت ۷۷ پ ۱۷)

۸۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ. الخ (سورہ الفرقان آیت ۶۰ پ ۱۹)

۹۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ الخ (سورہ النمل آیت ۲۵ پ ۱۹)

۱۰۔ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا ...... الخ (سورہ الم السجدہ آیت ۱۵ پ ۲۱)

۱۱۔ خَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ ٥ (سورہ ص آیت ۲۴ پ ۲۳)

۱۲۔ یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ٥ (سورہ حم السجدہ آیت ۳۸ پ ۲۴)

۱۳۔ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا ٥ (سورہ النجم آخری آیت پ ۲۷)

۱۴۔ وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْھِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ ٥ (سورہ الانشقاق آیت ۲۱ پ ۳۰)

۱۵۔ کَلَّا لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ٥ (سورۃ العلق آخری آیت پ ۳۰)

سجدہ تلاوت کے اذکار

آنحضرت ﷺ سے سجدہ تلاوت میں یہ اذکار منقول ہیں۔

۱۔ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ۔

یعنی سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کو جس نے اسے پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں ساتھ اپنی قدرت اور قوت کے۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا وَضَعْ بِھَا عَنِّیْ وِزْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ. (حجۃ اللہ)

یعنی اے اللہ لکھ میرے واسطے میرے بدلے اس سجدہ کے پاس اپنے اجر اور اتار ساتھ اس کے مجھ سے گناہ اور بنا اس کو واسطے میرے پاس اپنے ذخیرہ اور قبول کر اسے مجھ سے جس طرح تو نے قبول کیا تھا اسے اپنے بندے داؤد سے۔

قرآن کریم کی وہ آیات جن کے جوابات حدیث مبارکہ میں موجود ہیں

نمبر شمار	نام سورۃ وپارہ	آیت	جواب	حوالہ کتاب
۱	الفاتحہ	خاتمہ سورت پر	آمین	تفسیر معالم ج۱ص۱۰ مشکوٰۃ ص۲۷
۲	البقرہ پ۳	خاتمہ پر	آمین حضرت معاذؓ جب سورۃ البقرہ ختم کرتے تو کہتے آمین	تفسیر معالم جلد۱ص۱۴۴
۳	الواقعہ پ۲۷	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ؀	آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی تعمیل رکوع میں کرو یعنی اس میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہا کرو	تفسیر جامع البیان ص۴۶۰
۴	الرحمٰن پ۲۷	فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ؀	لابشی ء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد	تفسیر معالم ص ۸۶۶ ج ۱۲،تفسیر جلالین ص۴۴۲، مشکوٰۃ ص۷۳

۵	الملک پ۲۹	خاتمہ پر	اَللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ	تفسیر جلالین ص ۴۶۶
۶	القیمہ پ۲۹	خاتمہ پر	بَلٰی	تفسیر سراج منیر ج ۲ مشکوۃ ص ۷۳
۷	المرسلت پ۲۹	خاتمہ پر	اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِمَا اَنْزَلَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ	جامع البیان ص ۴۹۹ مشکوۃ ص ۷۳
۸	الاعلیٰ پ۳۰	شروع یعنی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰیo	سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی تعمیل سجدہ میں کرو	تفسیر معالم ج ۲ ص ۹۷۰، جامع البیان ص ۴۶۰ مشکوۃ ص ۷۳
۹	والتین پ۳۰	خاتمہ پر	بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ	تفسیر معالم ج ۲ ص ۹۵۴، تفسیر جامع البیان ص ۵۱۷، تفسیر جلالین ص ۵۰۱ مشکوۃ ص ۷۳

تعداد آیات قرآنی

بروایۃ کوفیین عن اہل المدینۃ آیات قرآنی ۶۲۱۷ چھ ہزار دو سو سترہ

بروایۃ اہل بصرہ عن ورش آیات قرآنی ۶۲۱۴ چھ ہزار دو سو چودہ

اسمعیل بن جعفر، سلیمان بن حجاز ۶۲۱۴

امام عبداللہ بن کثیر مکی ۶۲۱۰/۶۲۱۹

عطاء بن یسار اور عاصم الجحدری	۶۲۰۴/۶۲۰۵
ابن عامر شامی	۶۲۲۶/۶۲۲۷
شریح بن ہزر الحصر	۶۲۳۲
حمزہ وسفیان	۶۲۳۶
کل تعداد کلمات	۸۶۴۳۰ چھیاسی ہزار چار سو تیس
کل تعداد حروف	۳۲۳۷۶۰ تین لاکھ تیئیس ہزار سات سو ساٹھ
کل پارے	۳۰ تیس
منزلیں	۷ سات
سورتیں	۱۱۴ ایک سو چودہ
رکوع	۵۴۰ پانچ سو چالیس

قرآن کریم میں سب سے پہلے کونسی آیات یا سورۃ نازل ہوئی۔

قرآن کریم کے سب سے پہلے نازل ہونے والے حصہ کے بارہ میں اختلاف ہے اس میں تقریباً چار اقوال ہیں

پہلا قول: سورۃ اقراء دوسرا قول: سورۃ المدثر

تیسرا قول: سورۃ الفاتحہ چوتھا قول: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیح ترین قول یہ ہے کہ وہ اقراء کی پہلی پانچ آیات مَالَمْ یَعْلَمْ تک ہے۔

آخر میں نازل ہونے والی آیت،

اس بارے میں اختلاف ہے کہ قرآن کریم کا آخری نازل ہونے والا حصہ کونسا ہے

بعض کے نزدیک قرآن کریم میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت، یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ

اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ o

اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورۃ، سورۃ براۃ ہے۔

بعض کے نزدیک آیت ربوا مراد ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ قرآن میں سے جو چیز سب کے آخر میں نازل ہوئی وہ آیۃ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ...الآیہ ہے۔

اسی طرح حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخرسورت تک ہے۔

کچھ علماء کے نزدیک سب سے آخر میں سورۃ النصر (یعنی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ) نازل ہوئی ہے۔

الغرض ہر شخص نے اپنے اپنے علم کے موافق جواب دیا ہے اور ہر شخص نے جو بات کہی ہے ایک طرح کا اجتہاد کر کے اور ظن غالب کی وجہ سے کہی ہے لیکن سب سے بہتر اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ وہ آیت، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ہے۔

قرآن کریم کی سات منزلیں

پہلی منزل:	سورۃ الفاتحہ سے سورۃ النساء کے آخر تک
دوسری منزل:	سورۃ المائدۃ سے سورۃ براءۃ کے آخر تک
تیسری منزل:	سورہ یونس سے سورۃ النمل کے آخر تک
چوتھی منزل:	سورۃ الاسراء سے سورۃ الفرقان کے آخر تک

پانچویں منزل:　سورۃ الشعراء سے سورۃ یٰسٓ کے آخر تک

چھٹی منزل:　سورۃ الصافات سے سورۃ الحجرات کے آخر تک

ساتویں منزل:　سورۃ قٓ سے سورۃ الناس کے آخر تک

مکی و مدنی اصطلاحات

مکی آیات:۔

یہ حصہ ان آیات پر مبنی ہے جو ہجرت نبوی سے قبل رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی خواہ نزول کے وقت آپ کا قیام کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو یہ آیات چھوٹی چھوٹی ہیں ان میں زیادہ تر عقائد ایمان اور اخلاق پر زور دیا گیا ہے اس میں یٰٓاَیُّھَا النَّاس کا لفظ استعمال کر کے نوع انسانی کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان میں جنت دوزخ قیامت کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے۔

مدنی آیات:۔

یہ حصہ ان آیات پر مشتمل ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوا خواہ آپ کا قیام مدینہ طیبہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہی کیوں نہ ہو یہ آیات طویل ہیں ان میں زیادہ تر اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے ان میں عقائد و اخلاق کی نسبت احکام اور اعمال پر زور دیا گیا ہے۔

نوٹ:　حفاظ اور قراء قرآن کریم میں سورتوں کے ہمراہ مکی اور مدنی لکھا ہوا تو پاتے ہیں اور بعض ہر سورت کے ساتھ یہ بھی یاد کرتے ہیں کہ کونسی سورت مکی ہے اور کونسی مدنی ہے لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مکی سورت کس کو کہتے ہیں اور مدنی کس کو کہتے ہیں۔

مکی و مدنی آیتوں کی خصوصیات

علماءتفسیر نے مکی اور مدنی سورتوں کا استقراء کر کے انکی بعض ایسی خصوصیات بیان فرمائی ہیں جن سے بادی النظر میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی اس سلسلے میں بعض قواعد کلی ہیں اور بعض اکثری قواعد طیبہ یہ ہیں۔

۱. ہر وہ سورت جس میں لفظ کَلَّا (ہرگز نہیں) آیا ہے وہ مکی ہے یہ لفظ پندرہ سورتوں میں ۳۳ بار استعمال ہوا ہے اور یہ ساری آیتیں قرآن کریم کے آخری نصف حصہ میں ہیں چنانچہ علامہ دیرینی ؒ کا شعر ہے ؎

وَمَا نَزَلَتْ كَلَّا بِيَثْرَبَ فَاعْلَمَنْ
وَلَمْ تَأْتِ فِي الْقُرْآنِ فِيْ نِصْفِهِ الْأَعْلٰى

۲. ہر وہ سورت جس میں سجدے کی آیت آئی ہے مکی ہے یہ حصول حنفیہ کے مسلک پر ہے کیونکہ ان کے نزدیک سورۃ الحج میں سجدہ نہیں ہے شوافع کے نزدیک سورۃ الحج میں سجدہ ہے ار مدنی ہے لہٰذا وہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہوگئی۔

۳. سورۃ البقرہ کے سوا ہر وہ سورت جس میں آدم و ابلیس کا ذکر آیا ہے وہ مکی ہے

۴. ہر وہ سورت جس میں منافقین کا ذکر آیا ہے مدنی ہے بعض علماء نے اس قاعدے سے سورت العنکبوت کو مستثنیٰ کیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ سورت العنکبوت بحیثیت مجموعی تو مکی ہے مگر جن آیات میں منافقین کا ذکر آیا ہے وہ مدنی ہیں اور سورتوں کی مندرجہ ذیل خصوصیات عمومی اور اکثری ہیں یعنی کبھی کبھی انکے خلاف بھی ہو جاتا ہے لیکن اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے۔

۱. مکی سورتوں میں عموماً يَاأَيُّهَا النَّاسُ (اے لوگو) کے لفظ سے خطاب کیا گیا ہے اور

مدنی سوتوں میں يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے۔

۲. مکی آیتیں اور سورتیں عموماً چھوٹی چھوٹی اور مختصر ہیں اور مدنی آیات وسور طویل اور مفصل ہیں۔

۳. مکی سورتیں زیادہ تر توحید رسالت اور آخرت کے اثبات حشر ونشر کی منظر کشی آنحضرت ﷺ کو صبر وتسلی کی تلقین اور پچھلی امتون کے واقعات پر مشتمل ہیں اوران میں احکام وقوانین کم بیان ہوئے ہیں اسکے برعکس مدنی سورتوں میں خاندانی اور تمدنی قوانین جہاد وقتال کے احکام اور حدود فرائض بیان کئے گئے ہیں۔

۴. مکی سورتوں میں زیادہ تر مقابلہ بت پرستوں سے ہے اور مدنی سورتوں میں اہل کتاب اورمنافقین سے۔

۵. مکی سورتوں کا اسلوب بیان زیادہ پرشکوہ ہے اس میں استعارات تشبیہات اور تمثیلین زیادہ ہیں اور ذخیرہ الفاظ بہت وسیع ہیں اس کے برخلاف مدنی سورتوں کا انداز نسبتاً سادہ ہے۔

مکی اور مدنی سورتوں کے انداز واسلوب میں یہ فرق دراصل حالات ماحول اور مخاطبوں کے اختلاف کیوجہ سے پیدا ہوا ہے مکی زندگی میں مسلمانوں کا واسطہ چونکہ زیادہ تر عرب کے بت پرستوں سے تھا اور کوئی اسلامی ریاست وجود میں نہیں آئی تھی اس لئے اس دور میں زیادہ زور عقائد کی درستی اخلاق کی اصلاح بت پرستوں کی مدلل تردید اور قرآن کریم کی شان اعجاز کے اظہار پر دیا گیا اس کے برخلاف مدینہ طیبہ میں ایک اسلامی ریاست وجود میں آچکی تھی لوگ جوق درجوق اسلام کے سائے تلے آرہے تھے علمی سطح پر بت پرستی کا ابطال ہو چکا تھا اور تمام تر نظریاتی مقابلہ اہل کتاب سے تھا اس لئے یہاں احکام قوانین اور حدود فرائض کی تعلیم اور اہل کتاب کی تردید پر زیادہ توجہ دی گئی اور اسی کے مناسب اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہر مصنف مزاج انسان

حالات کی تدریج کی روشنی میں قرآنی مضامین واسلوب کے اس اختلاف کو بآسانی سمجھ سکتا ہے لیکن جن مستشرقین کے دل میں اسلام دشمنی کی آگ سلگتی ہی رہتی ہے انہوں نے مکی اور مدنی اسلوب کے اس فرق سے بھی من گھڑت نتائج نکالنے کی کوشش کی ہے چنانچہ بعض مستشرقین نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن معاذ اللہ خود آنحضرت ﷺ کا کلام ہے اسی لئے وہ حالات اور ماحول کے اختلاف سے مختلف اسلوب اختیار کرتا رہا اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو اس کا اسلوب گردوپیش سے متاثر نہ ہوتا۔

لیکن جس شخص کے دل میں بھی انصاف اور معقولیت کی ادنیٰ رمق موجود ہو وہ اس معاندانہ اعتراض کی لغویت محسوس کر سکتا ہے علم بلاغت کی اصل روح یہ ہے کہ کلام اپنے مخاطب اور ماحول کے تقاضوں کے مطابق ہو ہر قسم کے مخاطب کے سامنے اور ہر قسم کے ماحول میں ایک ہی انداز واسلوب پر جمے رہنا پرلے درجے کی بدمزاقی اور بلاغت کے بنیادی آداب تک سے نابلد ہونے کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے اس بدمزاقی کی توقع وہی انسان کر سکتا ہے جس نے اعتراض برائے اعتراض کی قسم ہی کھا رکھی ہو۔

چند مقامات نزول

غار حرا:۔

مکہ مکرمہ سے تین میل دور شارع عرفات پر جبل النور کی بلندیوں میں وہ بابرکت غار جس کی تنہائیوں میں ہادی عالم ﷺ نے بعثت سے قبل خلوت گزینی، عبادت اور غور وفکر کے کئی دور گزارے اور جس کی خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کے آخری کلام کی پہلی وحی نازل ہوئی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ

اَلْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ o (العلق آیت ۱تا۵)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا''

کوہ صفا:۔

بیت اللہ کے سامنے وہ پہاڑی جہاں حجاج کرام سعی کرتے ہیں وہ پہاڑی جس کے دامن میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے لخت جگر ننھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں بار بار دوڑی تھیں تا آنکہ انہیں حضرت اسماعیلؑ کے قدموں میں زمزم کا چشمہ ابلتا نظر آیا یہ پہاڑی اللہ کا نشان بنی اور ہر زائر حرم کے لئے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہاں سعی کرنا (دوڑنا) لازم قرار پایا۔ارشادربانی ہے،

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ o (البقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانات ہیں پس جو کوئی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان طواف کرے اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے سو اللہ تعالیٰ قدر دان اور جاننے والا ہے۔

دار ارقم:۔

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ سے متصل حضرت ارقم کا مکان،

دعوت اسلامی کا مرکز اولین جہاں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے اولین صحابہ کرام جمع

ہوتے، داعی برحق ﷺ سے اسلام کی تعلیم حاصل کرتے اور چھپ چھپ کر بحضور حق سجدہ ریز ہوتے اس مختصر سے گھر میں حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کی شمشیر برہنہ داعی اسلام ﷺ کو ختم کرنے کے لئے اٹھی تھی یہیں آ کر جہاد حق کے لئے وقف ہوگئی۔

مسجد جن :۔

مکہ مکرمہ کی ایک تاریخی مسجد،

قرآن مجید کے انتیسویں پارہ میں ایک مشہور سورۃ، سورۃ الجن ہے جس کا قرآن پاک میں ۷۲واں نمبر ہے ''عامل حضرات'' اس کے ورد وظیفے کرتے ہیں مگر تعلیمات قرآنی کے دلدادہ اس میں عبرت اور موعظت کے بے پایاں خزانے پاتے ہیں سورۃ الجن نزول کے اعتبار سے مکی سورۃ ہے اس سورۃ مبارکہ کا نزول جس مقام سے منسوب تھا وہاں مسجد جن تعمیر کی دی گئی ہے سورت کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے،

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ٥ یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ٥ (الجن ۱،۲)

''کہہ دیجئے کہ مجھے وحی ہوئی ہے کہ جنوں میں کتنے ہی لوگ تھے جنہوں نے توجہ سے بات سنی پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے''

مسجد قباء :۔

مدینہ منورہ سے چار میل دور تاریخ اسلام کی اولین مسجد،

داعی برحق ﷺ اور ان کے جانثار صحابہؓ اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے

ہجرت کر کے مدینہ منورہ نکل کھڑے ہوئے شہر سے ایک منزل پہلے قباء کی بستی والوں نے اس خانماں برباد قافلہ کو اپنا مہمان بنایا اس چندروزہ قیام میں قافلہ سالار ﷺ نے یہاں عبادات الٰہی کے لئے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی اس کے بارے میں ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو،

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ (التوبہ ۱۰۸)

’’البتہ وہ مسجد اول دن سے جسکی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی وہ زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے‘‘

وادی بدر:۔

مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان،

اولین معرکہ حق وباطل کا میدان کارزار جہاں تین سو تیرہ بے سروسامان مجاہدین حق نے ایک ہزار کیل کانٹوں سے لیس کفار سے جنگ کی فتح ونصرت الٰہی نے اہل ایمان وصبر کے حق میں فیصلہ دیا اس بارے میں قرآن حکیم کا بیان ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(آل عمران ۱۲۳)

’’اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے سو اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ‘‘

جبل احد:۔

مدینہ منورہ کے شمال میں تاریخی پہاڑ،

وہ تاریخی پہاڑ جس کے دامن میں تاریخ اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ ہوا جس کے درمیان ایک درہ ہے اس درہ پر مامور تیر اندازوں سے مخبر صادق ﷺ کے حکم کی تعمیل میں مجتہدانہ غلطی سرزد ہوئی جس کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا دامن احد میں رحمت عالم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے عم رسول ﷺ حضرت امیر حمزہؓ اور دوسرے متعدد صحابہ کرامؓ شمع رسالت ﷺ پر قربان ہو گئے دشمنوں نے افواہ اڑا دی کہ سرور کائنات ﷺ شہید ہو گئے ہیں اس سے ساتھیوں کے دل بیٹھنے لگے۔ ارشاد الٰہی ہوا،

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ٥ (آل عمران ۱۴۴)

''اور حضرت محمد ﷺ تو رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں وہ اگر مر گئے یا قتل کر دیئے گئے تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گیا اس نے اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا عطا کرے گا''

مقام خندق:۔

مدینہ منورہ میں غزوہ احزاب کا مقام،

۵ھ میں قریش مکہ اور کفار عرب کے متحدہ عساکر چاروں طرف سے جمع ہوئے اس طوفانی حملہ کو روکنے کے لئے حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ملکر بیس دن کی قلیل مدت میں

مدینہ منورہ کے گرد وسیع وعریض خندق کھودی کم وبیش ایک ماہ تک کفار کا محاصرہ جاری رہا۔ صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر بڑی پامردی کا مظاہرہ کیا قرآن کریم میں اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں ہوئی ہے،

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب۲۲)

''اور جب مومنوں نے (کفار عرب کے) لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے یہ وہی ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا تھا اور سچ کر دکھایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے اور ان کے اندر یقین وجذبہ اطاعت اور بڑھ گیا''

مسجد قبلتین:۔

مدینہ منورہ،

مکی زندگی میں تیرہ سال اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بھی چودہ ماہ تک نمازیں قبلہ اول مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے ادا کیجاتی تھیں رجب ۲ھ میں مسجد قبلتین کے اندر عین دوران نماز مسجد اقصیٰ کے بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا، سب کے رخ قیامت تک کے لئے خانہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ (البقرہ۱۴۴)

''سو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور تم جہاں کہیں ہو اپنا رخ اس کی طرف پھیر لیا کرو''

بیعت رضوان:۔

۶ھ میں رحمۃ اللعالمین صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے دو منزل پہلے ہی حدیبیہ کے مقام پر کفار نے انکار استہ روک لیا صلح کی گفت وشنید کے لئے حضرت عثمانؓ سفیر بن کر گئے کہ ان کی شہادت کی افواہ اڑ گئی اس موقع پر صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی جسے بیعت رضوان کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ہے،

''بے شک درخت کے نیچے جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے'' (الفتح ۱۰)

وادی عرفات:۔

مقام حج، جبل الرحمۃ کی وادی،

اس مقدس وادی میں حج کی دن ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کے پرستار آتے ہیں مشرق ومغرب سے، شمال وجنوب سے، دور دراز سے آتے ہیں کالے گورے سرخ وسفید ہر رنگ اور ہر نسل کے مرد وزن، چھوٹے بڑے، امیر وغریب، حاضر ہوتے ہیں یہ جواب ہے اس پکار کا جو تقریباً پانچ ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام جد الانبیاء کی زبان سے بلند ہوئی تھی،

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ (الحج ۲۷) ''اور لوگوں کے درمیان حج کے لئے منادی کر دے کہ تیری طرف آئیں پیدل چل کر، دبلے پتلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز کی راہوں سے''

جبل زیتون:۔

ارض مقدس فلسطین کا مشہور پہاڑ، حضرت مسیح علیہ السلام کے مولد کے نزدیک ہے

یہیں انکے شب و روز گزرے انکے اکثر مواعظ میں کوہ زیتون کا ذکر آتا ہے قرآن مجید میں اس نام سے ایک مستقل سورۃ ''والتین'' ہے

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ○ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ○ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ○ (التین)

قسم ہے تین، زیتون، طور سینا اور اس شہر امن کی۔

تلاوت قرآن پاک کے آداب:۔

قرآن مجید ایک پر عظمت کتاب ہے یہ کسی معمولی شخص کی نہیں زمین و آسمان کے خالق مالک اور رب کی کتاب ہے یہ وہ قول ثقیل ہے۔ (سورہ مزمل ۵)

جس کے متحمل زمین و آسمان نہ ہو سکے اور جو اگر خارا صفت اور فلک بوس پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ لرز اٹھتے۔ اتنی پر عظمت ہونے کے ساتھ ساتھ یہ وہ کتاب ہے جس کا ہر بول شیریں اور مسحور کن ہے جسے سن کر دل و دماغ مسخر ہو جاتے ہیں آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں اور ایمان بڑھ جاتا ہے۔ (سورۃ الانفال ۲)

پھر یہ کتاب محض ایک متبرک کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے وہ ضابطہ حیات جس پر ہماری دنیا کی کامیابی اور آخرت کی فلاح کا انحصار ہے اسکا ہم پر کم سے کم حق یہ ہے کہ اس کی عظمت کا پورا پورا اعتراف کریں اسے کثرت سے پڑھیں مداومت کے ساتھ پڑھیں ان آداب کو ملحوظ رکھ کر پڑھیں جن کی یہ مستحق ہے سمجھ کر اور غور و فکر کے ساتھ پڑھیں اور اس جذبہ کے ساتھ پڑھیں کہ اس کتاب کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی کو بدلنا اور سنوارنا ہے۔

قرآن کو اس شعور اور احساس سے پڑھنا چاہئے کہ یہ ایک ہستی برتر کا کلام عظیم، ہمارے مالک کا نوشتہ، ہمارے فرمان نامہ اور ہمارے محبوب کا مکتوب مقدس ہے۔ اسے کھولتے

ہی تعوذ کے ساتھ حسب ذیل باتیں ذہن میں تازہ کر لی جائیں تو قرآنی رحمت کے دروازے ضرور کھلیں گے۔

ایک یہ کہ مجھے اپنی زندگی کے لئے صرف اسی کتاب سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرنی ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔

دوم یہ کہ مجھے اس میں سے اپنے مطلب کی باتیں تلاش کر کے خواہشات نفس کے راستے نہیں بنانے ہیں بلکہ ان پابندیوں کا معلوم کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے لازم کی ہیں۔

سوم یہ کہ قرآنی حقائق اور اوامر ونواہی کو مجھے سیدھی طرح ان کے سادہ اور عام فہم مفہوم کے ساتھ بہ سرو چشم قبول کرنا ہے اور ان کو تاویلات باطلہ کا ہدف نہیں بنانا ہے۔

چہارم یہ کہ اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں جو چیزیں قرآنی ہدایت کے خلاف پائی جاتی ہیں انکو غلط اور خلاف حق تسلیم کرنا ہے ان کے لئے قرآن سے زبردستی سند جواز نہیں نکالنی ہے اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کے کچھ ظاہری آداب ہیں اور کچھ باطنی کیفیات۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سے اچھی طرح واقف ہو اور ان پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔ اس مضمون میں ہم ان ہی آداب کو مختصراً بیان کریں گے قرآن مجید کا ہم پر کم سے کم حق یہ ہے کہ اسے کثرت سے پڑھا جائے مداومت کے ساتھ پڑھا جائے اور سمجھ کر پڑھا جائے تلاوت کے اوقات میں رات کو اور صبح کے وقت خصوصی فضیلت حاصل ہے بلاشبہ ان اوقات میں دل ودماغ قرآن کے پیغام کو سننے کے لئے زیادہ سے زیادہ مستعد ہوتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے کہ، یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ ○

یعنی جو اللہ کی آیات کی تلاوت راتوں کے وقت کرتے رہتے ہیں فجر کے وقت تلاوت کی فضیلت قرآن حکیم میں آئی ہے نبی کریم ﷺ کو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے

علاوہ صبح کو قرآن پڑھنے کی ربانی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ،

اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ۷۸)

حدیث شریف میں ہے کہ جو قرآن شریف کا ایک حرف تلاوت کرے گا اس دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (الحدیث)

دو چیزوں میں رشک جائز ہے جن میں سے ایک یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم سے نوازا ہو اور وہ رات دن اس میں غرق رہے۔ (الحدیث)

جس طرح مجھے مخلوق پر فضیلت ہے اس طرح قاری قرآن کو دوسرے لوگوں پر فضیلت ہے اپنے گھروں کو قرآن کی تلاوت اور نماز سے روشن رکھو۔ (الحدیث)

میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن مجید ہے. (الحدیث)

مقدار تلاوت:۔

جو قرآن مجید کو تین دن سے کم میں ختم کرے گا وہ کچھ نہ سمجھے گا۔ (الحدیث)

تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم نہ کرو۔ (ابن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ)

درج بالا حدیث شریف اور حضرت ابن مسعودؓ اور معاذ بن جبلؓ کے اثر سے تو یہی ثابت ہے کہ تین دن کے ختم کی اجازت ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے خود حضور ﷺ سے دریافت فرمایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ماہ میں ختم کرو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ میں اس سے بھی زیادہ کی قوت اپنے اندر پاتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دس دنوں میں ختم کرو آپؓ نے زیادہ کمی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات دنوں میں ختم کرو اس سے کم میں نہیں اسی طرح ابو صعصعہ کی روایت میں بھی ہے کہ انکو حضور ﷺ

نے آخری حد سات دن ایک ہفتہ بتائی۔

لیکن آخری حد تین دن تک مقرر کی گئی ہے اس سے کم میں نہیں جیسا کہ پہلے بھی اسکا بیان گزر چکا ہے۔

یاد کر کے بھلا دینا:۔

قرآن مجید کو یاد کر کے بھول جانا گناہ کبیرہ ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے ان میں سے سب سے بڑا گناہ قرآن مجید کو بھول جانے کا گناہ تھا سہو سے مراد صرف لفظوں کا بھول جانا ہی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی تعلیمات کو بھول جانا بھی اس میں شامل ہے۔

ایسا شخص قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اٹھے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی حفاظت کرو اور بار بار پڑھو ورنہ تم بھول جاؤ گے۔

پاکیزگی اور طہارت:۔

قرآن کہتا ہے کہ، لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ٥

اسے صرف پاک وصاف ہو کر چھو سکتے ہیں عورتوں کو ناپاکی کے دنوں میں اسکو ہاتھ لگانا اور پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ وہ قرآن مجید کے مطالب پر غور کریں اور انکو دماغ میں لائیں۔ نیز پڑھتے وقت جگہ کی صفائی کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

جب بھی تلاوت قرآن مجید شروع کیجائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ضرور پڑھی جائے اور ہر سورت کو شروع کرتے وقت بسم اللہ کی تلاوت کی جائے اگر کسی سورت کے درمیان سے تلاوت شروع کرنی ہو تو پھر اعوذ باللہ سے آغاز کیا جائے قرآن مجید کو جلد از جلد

نہیں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل سے پڑھنا ضروری ہے کہ ایک ایک حرف اپنے مخرج سے ادا ہو جائے خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے،

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۔ ''اور قرآن مجید کو صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھو'' یعنی اس طرح کہ ایک ایک حرف واضح ہو۔

قرآن کا یہ طریقہ تلاوت محض اس لئے رکھا ہے کہ لوگ قرآن مجید کو خوب سمجھ کر پڑھیں اور ویسے ہی محض سرسری طور پر نہ گزر جائیں۔

تدبر فی الایات:۔

قرآن مجید میں بار بار تدبر فی القرآن کی تاکید کی گئی ہے قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں غور و فکر کرنا نہایت ضروری ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ لوگ قرآن مجید کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یعنی اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کی آیات میں تدبر کیا جائے،

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا آيَاتِه ٥

''یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ ﷺ پر اتارا بابرکت کتاب تاکہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں''

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ ٥

''کیا یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے''

اس لئے ہمیں قرآن مجید کو غور سے پڑھنا چاہئے اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے قرآنی تعلیمات پڑھ کر اپنی کوتاہیوں پر رونا کار ثواب ہے اگر کسی کو رونا نہ آئے تو وہ بہ تکلیف روئے اور اپنے آپ کو قرآن سے متاثر کرے۔

خوش الحانی:۔

قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے لیکن اگر خوش آوازی ایسی ہو کہ وہ گانے یا موسیقی سے قریب تر ہو جائے اور قرآءت کے حدود وقیود پامال ہوں قرآن کی عظمت اور اس کی تقدیس مجروح ہوں تو یہ سخت ناپسندیدہ ہے۔

جہر واخفاء:۔

تلاوت جہر واخفاء دونوں صورتوں میں کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید جہر یعنی اونچی آواز سے پڑھنا بالاتفاق جائز ہے لیکن اس پر کچھ قیود بھی ہیں مثلاً اگر کوئی پاس سو رہا ہو یا کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی ایسے کام میں مصروف ہو جسے وہ چھوڑ کر قرآن کی طرف ہمہ تن متوجہ نہیں ہو سکتا تو پھر اونچی آواز سے پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ قریب والا شخص قرآن کی اس ہدایت اور تاکید پر عمل نہیں کر سکتا کہ،

إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا ٥

''جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو''

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اعتکاف میں تھے لوگ مسجد میں جہراً قرآن مجید پڑھنے لگے آپ ﷺ نے پردے سے اپنا سر مبارک نکال کر فرمایا، آپ لوگ اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں لہٰذا ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں اونچی آواز سے بھی نہ پڑھیں۔

ہاں کوئی مانع نہ ہو اور دوسرے لوگ سننے کے لئے آمادہ ہوں تو بلند آواز سے پڑھنا کار ثواب ہے کیونکہ یہ بھی دائرہ تبلیغ اور اشاعت قرآنی میں شامل ہے۔

ترجمہ کی تلاوت:۔

قرآن مجید کے مضامین کو سمجھنے کے لئے بالاتفاق ترجمہ پڑھنا جائز ہے اور کار ثواب بھی ہے لیکن ثواب کی غرض سے محض ترجمہ کی تلاوت میں اختلاف ہے بہرحال بہتر یہی ہے کہ ترجمہ پڑھتے وقت بھی اصل عبارت کی تلاوت ضرور کی جائے اگر کوئی عجمی پڑھ ہی نہ سکتا ہو تو وہ اس وقت تک ترجمہ پڑھے جب تک کہ عربی پڑھنے پر قادر نہیں ہو جاتا۔

مسنون باتیں:۔

قرآن پاک مکمل کرنے کے بعد دعا کرنا مسنون ہے جہاں جہاں سجدہ تلاوت آتا ہے وہاں سجدہ کرے ختم کے بعد دعا کرے جس میں اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور حضور ﷺ پر درود بھیجے۔

ذریعہ معاش بنانا:۔

تلاوت قرآن مجید کو ذریعہ معاش بنانا ممنوع ہے۔ حضرت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ ''جس شخص نے کسی ظالم کے سامنے اس لئے قرآن پڑھا کہ اس سے کچھ مالی منفعت حاصل کرے تو ایسے شخص کو ہر حرف کے عوض دس لعنتیں ملیں گی''

ایک دوسری حدیث کا مضمون ہے،

''جو شخص قرآن پڑھے اسے چاہئے کہ وہ قرآن کے واسطے اللہ سے اپنی حاجت مانگے کیونکہ آئندہ کچھ لوگ ایسے بھی آنے والے ہیں جو قرآن کو پڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگیں گے''

مقامات احتیاط:۔

قرآن پاک میں سترہ مقام ایسے ہیں کہ جہاں اعراب و حرکات (زبر، زیر، پیش) کی تبدیلی سے آیات کے معانی اس حد تک بدل جاتے ہیں کہ نوبت کلمہ کفر و شرک تک پہنچتی ہے ان

مقامات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے ذیل میں انکی فہرست درج کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	مقام	آیت	خطرہ کی صورت
۱	سورہ الفاتحہ پ ۱	اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝	''ت'' پر زبر کی بجائے پیش پڑھنا
۲	سورہ البقرہ پ ۱ رکوع ۱۵	وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ.	رَبُّهُ کی ''ب'' پر پیش کی جگہ زبر پڑھنا
۳	سورہ البقرہ پ ۲ رکوع ۳۲	وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ	دَاوُدُ کے آخری دال پر پیش کی بجائے زبر پڑھنا
۴	سورہ البقرہ پ ۳ رکوع ۳۵	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ	حرف ''ع'' کی زیر کی جگہ زبر پڑھنا
۵	سورہ النساء پ ۶ رکوع ۲۳	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۝	مُنْذِرِيْنَ کی ''ذ'' پر زبر پڑھنا
۶	سورہ التوبہ پ ۱۰ رکوع ۱	اِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ	رَسُوْلُهٗ کی ''ل'' پر زبر پڑھنا
۷	سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۲	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ ۝	حرف ''ذ'' پر زبر پڑھنا
۸	سورہ طٰہٰ پ ۱۶ رکوع ۷	وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ	رَبَّهٗ کے حرف ''ب'' پر پیش پڑھنا

۹	سورہ الانبیاء پ ۱۷ رکوع ٦	اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○	كُنْتُ کے حرف ''ت'' پر زبر پڑھنا
۱۰	سورہ الشعراء پ ۱۹ رکوع ۱۱	لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○	حرف ''ذ'' پر زبر پڑھنا
۱۱	سورہ الفاطر پ ۲۲ رکوع ۴	اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	لفظ اَللّٰهُ کے آخری حرف پر پیش پڑھنا
۱۲	سورہ الصّٰفّٰت پ ۲۳ رکوع ۲	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○	مُنْذِرِيْنَ کے ''ذ'' پر زبر پڑھنا
۱۳	سورہ الحشر پ ۲۸ رکوع ۳	اَللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ	اَلْمُصَوِّرُ کے ''و'' پر زبر پڑھنا
۱۴	سورہ الحآقّہ پ ۲۹ رکوع ۱	لَا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ○	دوسرے ہمزہ ''ء'' پر زبر پڑھنا
۱۵	سورہ المزمل پ ۲۹ رکوع ۱	فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنُ کے ''ن'' پر زبر پڑھنا
۱٦	سورہ المرسلٰت پ ۲۹ رکوع ۲	فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ○	ظلل کے ''ظ'' پر زبر پڑھنا
۱۷	سورہ النازعات پ ۳۰ رکوع ۲	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ○	مُنْذِرُ کے حرف ''ذ'' پر زبر پڑھنا

مضامین قرآن:۔

قرآن کریم کے مضامین پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ تمام مضامین چار بڑے عنوانات پر منقسم ہیں اور قرآن کریم کی ہر آیت ان میں سے کسی ایک عنوان کے تحت ضرور آتی ہے۔

۱. عقائد ۲. احکام ۳. قصص ۴. امثال

عقائد:۔

قرآن کریم میں بنیادی طور پر تین عقائد کو ثابت کیا گیا ہے۔

توحید ، رسالت ، آخرت

توحید:۔

توحید کا مطلب یہ ہے کہ انسان کائنات کے ذرے ذرے کو صرف ایک ذات کی مخلوق سمجھے اسی کو پوجے اسی کو چاہے اسی سے ڈرے اسی سے مانگے اور دل میں یہ یقین رکھے کہ اس بیکراں کائنات کا ہر ذرہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور کوئی دوسرا اس کی توفیق کے بغیر اسے ادھر سے ادھر ہلا بھی نہیں سکتا۔

رسالت:۔

رسالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اور آپ ﷺ کے تمام پیش رو پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول سمجھے جس بات کو وہ حق کہیں اسے حق سمجھے اور جو بات ان کے نزدیک باطل ہو اسے باطل ٹھہرائے۔

آخرت:۔

آخرت کا مطلب یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد ایک ایسی زندگی پر ایمان رکھے جو ابدی ہوگی اور اس میں ہر شخص کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے اپنی دنیوی زندگی میں کئے ہیں اگر اس نے اچھے کام کئے ہوں گے تو وہ جنت کی سرمدی نعمتوں کا حقدار ہوگا اور اگر اس نے برے کام کر کے اپنی دنیوی عمر کو ضائع کیا ہے تو وہ دوزخ کے دائمی عذاب کا مستحق ہوگا۔

احکام:۔

قرآن کریم کا دوسرا مضمون احکام ہے اس میں جن احکام کا ذکر کیا گیا ہے انہیں ہم اپنی نوعیت کے اعتبار سے تین قسموں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ وہ احکام وقوانین جو خالص اللہ کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں مختصر الفاظ میں خالص عبادات کہا جا سکتا ہے اس میں طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، قربانی اور حج کے احکام داخل ہیں اور قرآن کریم نے ان چیزوں سے متعلق بنیادی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔

۲۔ وہ احکام وقوانین جو خالص بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں ہم معاملات سے تعبیر کر سکتے ہیں مثلاً تجارت، قضاء، شہادت، امانت، گروی رکھنے، ذبیحہ جانوروں کو کھانے، مختلف مشروبات کے استعمال، وصیت اور میراث وغیرہ ان کے احکام خود قرآن میں موجود ہیں

۳۔ وہ احکام وقوانین جو بعض حیثیت سے عبادت ہیں اور بعض حیثیات سے معاملہ۔ اس نوع میں نکاح وطلاق، حدود وتعزیرات (Criminal Laws) دیانت، قصاص (Torts) جہاد، ایمان، قسمیں اور شراکت کے احکام قرآن کریم نے ذکر فرمائے ہیں۔

قرآن کریم چونکہ دنیا کو ایک ایسا پاکیزہ نظام حیات دینا چاہتا ہے جس پر ہر زمانے میں عمل کرکے انسان امن وامان پاسکیں اس لئے اس نے احکام نافذ کرتے وقت تدریجی انداز اختیار کیا یعنی کوئی غیر متوقع حکم یکا یک نہیں دیدیا۔ بلکہ پہلے اپنے اس حکم کے لئے ذہنوں کو ہموار کیا اور بعد میں اسے نافذ فرمایا اس کی ایک مثال شراب کی حرمت ہے اہل عرب شراب کے ایسے متوالے تھے کہ ان کی زبان میں اس کے ڈھائی سو نام ہیں ان سے اس خبیث عادت کو چھڑانا قرآن کریم ہی کا معجزہ ہے جب شروع میں آنحضرت ﷺ سے شراب کی حلت وحرمت کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھا گیا تو قرآن نے فوراً یہ نہیں فرمایا کہ اسے چھوڑ دے بلکہ ارشاد ہوا،

قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ٥ (البقرہ ۲۱۹)

آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ ان (شراب اور جوئے) میں بڑا نقصان ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں اور انکا نقصان انکے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔

سلیم الفطرت انسان اسی سے سمجھ گئے کہ اس چیز کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے پھر کچھ دنوں کے بعد حکم نازل ہوا، لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ٥ (النساء ۴۲)

''نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ''

اب عام طور پر ذہنوں میں شراب کی ناپسندیدگی بیٹھ چکی تھی چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد واضح حکم نازل ہوگیا کہ، اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ ٥ (المائدہ ۹۰)

''بلاشبہ شراب، جوا، بت اور لاٹری کے تیر گندگی کی چیزیں شیطان کا عمل ہیں لہٰذا تم ان سے پرہیز کرو''

قصص :۔

قرآن کریم کا تیسرا اور اہم مضمون قصص اور واقعات ہیں قرآن کریم میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں انہیں دو قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک وہ واقعات جو ماضی سے متعلق ہیں اور دوسرے وہ جو مستقبل سے متعلق ہیں۔

ماضی کے واقعات :۔

ماضی کے واقعات میں باری تعالیٰ نے زیادہ تر انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان فرمائے ہیں اوران کے علاوہ بعض نیک یا نافرمان افراد واقوام کے واقعات بھی مختلف جگہوں پر ذکر کئے ہیں۔

قرآن کریم میں کل ستائیس انبیاء علیہم السلام کے واقعات مختلف جگہوں پر ذکر کئے ہیں جن کے اسمائے گرامی تاریخی ترتیب سے حسب ذیل ہیں۔

حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ ، حضرت ادریسؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحاقؑ ، حضرت لوطؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ ، حضرت ہارونؑ، حضرت یوشعؑ ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یونسؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت شموئیلؑ، حضرت داوٗدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت عزیرؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔

ان حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد واقوام کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ اَصۡحَابُ الۡجَنَّۃ ، اَصۡحَابُ الۡقَرۡیَۃ ، حضرت لقمانؑ، اَصۡحَابُ السَّبۡت ، اَصۡحَابُ الرَّسّ ، حضرت ذوالقرنین، اَصۡحَابُ الۡکَهۡفِ وَ الرَّقِیۡمِ ، قوم سبا، اَصۡحَابُ الۡاُخۡدُوۡد ، اَصۡحَابُ الۡفِیۡل .

ان قصوں کو بیان کرنے سے قرآن کریم کا مقصود تاریخ نگاری نہیں ہے بلکہ وہ ان قصوں کو یاد دلا کر ایک طرف تو تذکیر و وعظت کا سامان مہیا فرماتا ہے۔ اور مسلمانوں کو انبیاء کرام کی دعوت و عزیمت سے سبق لینے پر مجبور کرتا ہے اور دوسری طرف یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ سابقہ قوموں اور امتوں کے یہ بصیرت افروز سچے واقعات اس ذات گرامی کی زبان پر جاری ہو رہے ہیں جو بالکل امی ہے اور اس نے آج تک کسی کے پاس رہ کر اس قسم کا کوئی علم حاصل نہیں کیا اس لئے یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے باخبر کیا جاتا ہے اور جو کلام وہ تلاوت فرماتے ہیں وہ کوئی انسانی کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

پھر ان قصوں کے درمیان علم و حکمت کے بے شمار خزانے پوشیدہ ہیں اور ان کی ہر آیت انسان کو زندگی کے ان گنت مسائل پر صحیح اور بہترین رہنمائی عطا کرتی ہے

مستقبل کے واقعات:۔

قرآن کریم نے پیشین گوئی کے طور پر مستقبل کے واقعات بھی ذکر فرمائے ہیں اس قسم کے واقعات میں قیامت کی نشانیاں، قیامت کے احوال، حشر و نشر کا منظر، دوزخ کی ہولناکیاں، اور جنت کی دلفریبیاں بیان کی گئی ہیں چنانچہ قیامت سے پہلے زمین سے ایک بولتے جانور کا نمودار ہونا، یاجوج و ماجوج کا خروج، صور اسرافیل، سوال و جواب اور جہنمیوں کے باہمی مکالمے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر موجود ہیں

امثال:۔

قرآن کریم میں جو امثال مذکور ہوئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ امثال جو کسی بات کو سمجھانے کے لئے تمثیل کے طور پر پیش کی گئی ہیں مثلاً

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ٥ (البقرہ ۲۶۱)

''جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی حالت اس بیج کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے ہوں اور ہر خوشے میں سو سو دانے ہوں''

یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا بدلہ آخرت میں سات سو گنا بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ ملے گا انسانی عقل اسکو ذرا بعید سمجھ سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھا دیا کہ جس طرح زمین میں ڈالا ہوا ایک بیج درخت پر سات سو نئے بیج لیکر نمودار ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں خرچ کیا ہوا مال آخرت میں سات سو گنا بڑھ کر انسان کو ملے گا اس قسم کی تمثیلات بات کو پوری طرح واضح کرنے اور موثر بنانے کے لئے لائی گئی ہیں۔

امثال کی دوسری قسم وہ ہے جسے اردو میں کہاوت کہتے ہیں اس قسم کی امثال قرآن کریم میں دو طرح مذکور ہوئی ہیں بعض تو وہ ہیں جو نزول قرآن کے بعد ہی کہاوت بنیں، گویا ان کا موجد ہی قرآن ہے۔ مثلاً

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ٥ (الرحمن ۶۰)

''اور اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کچھ نہیں''

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ٥ (البقرہ ۲۳۷)

''اور معاف کر دو تو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے''

کہاوتوں کی دوسری قسم وہ ہے جس میں صراحۃً کوئی کہاوت تو مذکور نہیں مگر آیت کے مفہوم سے نکلتی ہے گویا وہ یا تو عوامی ضرب الامثال کا سرچشمہ ہیں یا ان کی طرف دلالت کرتی ہیں

ایسی امثال کو ''امثال کامنہ'' کہا جاتا ہے اس کی قرآن کریم میں بے شمار مثالیں ہیں مثلاً ایک عربی کہاوت مشہور ہے کہ،

لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْاَعْيَانِ ،شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

یہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے جب حضرت ابرہیم علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ مجھے دکھلائیے کہ آپ مردے کو زندہ کس طرح کرتے ہیں؟ اس پر باری تعالیٰ نے پوچھا کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے؟ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا،

بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ٥

کیوں نہیں (میں ایمان رکھتا ہوں) مگر (میں نے یہ درخواست اسلئے کی ہے کہ) میرا دل مطمئن ہو جائے اسی طرح مثل مشہور ہے۔

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَيْنِ ۔

''مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا''

یہ سورۃ یوسف کی آیت میں موجود ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں شریک بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے کے بعد حضرت یعقوبؑ سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ بنیامین کو بھی بھیج دیجئے تو انہوں نے فرمایا،

هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ ٥ (یوسف ۶۴)

کہا میں تمہیں اس کے بارے میں ایسا ہی امانتدار سمجھوں جیسا کہ اس کے بھائی کے بارے میں سمجھا تھا۔

تعلیمات قرآن

قرآن کی اساسی تعلیمات:۔

قرآن نے اخلاقی سماجی اور تہذیبی زندگی کے متعلق جو بھی ہدایات دی ہیں وہ صرف ان لوگوں کے لئے کارآمد ہیں جنہوں نے اس کی اساسی تعلیمات کو جذب کرلیا ہو یہ گویا بنیادیں ہیں جن پر قرآن کی تجویز کردہ اسلامی زندگی کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

۱. فوق المادی نقطہ نظر:۔

قرآن وہ آفتاب ہدایت ہے جس کی شعاعیں کسی ایسی شخصیت کے خانہ دل میں داخل ہی نہیں ہوسکتیں جس نے مادہ پرستانہ تصورات کے کواڑوں سے روح کے دروازے بند کر رکھے ہوں۔ وہ شخص نہایت درجہ پست اور محدود ذہنیت کا شکار ہے جس نے حقیقت اور علم کو حواس خمسہ کے احاطے تک محدود سمجھ رکھا ہو قرآن کا نہ صرف علم حقائق بلکہ اسکا سارا نظام اخلاق وتمدن اور سلسلہ سیاست ومعیشت مادہ پرست ذہنیت کے ساتھ تو ناسازگاری رکھتا ہے ایمان سے لیکر شہادت فی سبیل اللہ کی بلند ترین منزل تک بیچ میں حدود حلال وحرام کی پاسداری اور دوسروں کے لئے عدل وانصاف کیساتھ ایثار وانفاق اور صبر وعفو کا مسلک صرف وہ عالی ظرف اور بلند نظر شخص اختیار کرسکتا ہے جو حقیقت کے محدود حسی تصورات کے قفس سے باہر نکل کر کھلی فضا میں پرواز کرسکتا ہو اور جس کی نگاہ میں زندگی اسی دنیا تک محدود اور موجودہ جسم کی پابند نہ ہو بلکہ اس جسم کے خاتمے اور اس دنیا کے بعد زندگی کو زمان ومکان کی عظیم تر وسعتوں میں موجودہ تجربوں سے زیادہ اہم اور وسیع تجربوں سے گزرنا ہو۔

یہاں فوق المادی کی اصطلاح اس لئے استعمال کی ہے کہ قرآن مادی کائنات اور

دنیاوی زندگی اور جسمانی ضروریات سے انسان کو بے تعلق نہیں بناتا۔ بلکہ کائنات کی قوتوں سے کام لینے، دنیاوی زندگی کو سنوارنے اور جسمانی ضروریات کو باحسن طریقے پورا کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ ترک مادیت کا داعی نہیں بلکہ مادیت کو اخلاقی تقاضوں کے ذریعے قابو میں رکھنے اور انسان کو انکا مرکب بننے کے بجائے انکا راکب بننے کی دعوت دیتا ہے یعنی مادی تقاضے بھی اہم ہیں مگر مادی تقاضوں سے اہم تر اخلاقی اور روحانی تقاضے بھی انسان کی فلاح و بہبود کا تلازمہ ہیں

۲۔ ایمان:۔

قرآن اگرچہ عقل سے کام لینے کی بار بار تلقین کرتا ہے اور اپنے دعوؤں پر عقلی استدلال بھی کرتا ہے کیونکہ انسانوں کے پاس تلاش حقیقت کے لئے فانوس عقل کے سوا اور کوئی روشنی نہیں ہے الہامی صلاحیت جو عقل کی کمی کو پورا کرتی ہے وہ عقل ہی کے ذریعے پہچان سکتا ہے مگر وہ اپنے ماننے والوں کو جس حالت تک پہنچانا چاہتا ہے وہ محض ایک فلسفیانہ شعور نہیں ہے جس میں ظن وتخمین اور تامل وتذبذب اور بار بار کا ادل بدل کارفرما رہتا ہے وہ اندھی جذباتیت اور اوہام پرستی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے اسکو مطلوب حالت ایمان ہے نہ محض تعقل۔

انسانی زندگی ہر حال میں حالت ایمان کی محتاج ہے ایمان وہ اعلیٰ کیفیت ہے جو عقلیت یقین محکم، بہرمند آدمی راستی عدل محبت اور احسان کی قدروں سے سرشار ہو کر اپنے مسلمہ حقائق ومقاصد کے لئے شہادت علی الناس کے منصب پر فائز ہوتا ہے پھر اپنے فرائض بے لوث ایثار کے ساتھ ادا کرتا ہے مخالفتوں کا مقابلہ کرتا ہے یہاں تک کہ پوری متاع زندگی کو قربان کر دیتا ہے۔

۳۔ توحید:۔

قرآن کی تعلیم کا اولین محور یہ ہے کہ یہ کائنات جس میں تم رہتے ہو اس کا نظم اس کے

ضابطے اسکا حسن و جمال اس کے اندر ہونے والے ہر واقعہ کا کسی نہ کسی مقصد اور نتیجے پر منتہی ہونا ایسی کھلی شہادتیں ہیں کہ یہ کھربوں سالہائے نور کی وسعتیں رکھنے والی مادی دنیا ایک خالق کے خلق کرنے سے پیدا ہوئی ہیں ایک منتظم اور مدبر کے حسن تدبیر سے چل رہی ہے ایک آمر و حاکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

پھر قرآن بتاتا ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی اس سلطنت کائنات کے اندر اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رزق پر پلنے والی رعیت ہو اس کے عطا کردہ اعضا اور قوتوں کی مدد سے زندگی کے تقاضے پورے کرنے پر قادر ہوئے ہو لہٰذا تمہارے لئے واحد راستہ یہ ہے کہ تم اس کے بندے بن کر اس کی عبادت و اطاعت میں زندگی گزارو۔

قرآن بتاتا ہے کہ ایسی منظّم و حسین کائنات کئی مختلف معبودوں کی موجودگی میں ایک لحظہ کے لئے نہیں چل سکتی۔ ایک سے زیادہ اللہ تعالیٰ ہوتے تو اس کے ہر گوشے میں تصادم و فساد درونما ہو جاتا پس تمہارا اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں عبادت بھی کرو تو اسی ایک اللہ تعالیٰ کی اور مدد بھی مانگو تو اسی ایک اللہ تعالیٰ سے۔

وہی ایک اللہ تعالیٰ تمہارا خالق ہے رازق ہے مالک ہے حاکم ہے جزا اور سزا دینے والا ہے پس اسی ایک کو اپنا رب اور اپنا اِلٰـــہ مانو۔ اس کے ساتھ کسی دوسری قوت کی ربوبیت و الٰہیت کا پیوند نہ لگاؤ یہ شرک ہے اور اس کائنات کا مالک و حاکم اپنے مرتبے اور اپنی صفات اور اپنے حقوق میں کسی دوسرے کی شراکت کو تسلیم نہیں کرتا۔

۴۔ رسالت:۔

اللہ تعالیٰ نے اولین انسان کو اپنی ہدایت سے نوازا۔ اور پھر جوں جوں نسل انسانی پھیلتی

گئی ہر دور میں ہر قوم کے لئے وقت کے بہترین ذہن و کردار کے انسانوں کو منتخب فرما کر انہیں فریضہ نبوت و رسالت تفویض کیا۔

اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ انبیاء و رسل نہ صرف اس کی ہدایت اس کی طرف سے نوشتے اور صحیفے انسانوں کو پہنچاتے رہے بلکہ ان کے مطابق نمونے کی زندگیاں بسر کر کے دکھاتے رہے انبیاء کے ذریعے جو ''ہدایت نامہ ہائے ہدایت'' انسان تک پہنچے ہیں ان میں صحف ابراہیم و موسیٰ کے علاوہ چار بڑی کتابیں معروف عام ہیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم۔

تورات، زبور اور انجیل کی حفاظت ان کے علمبردار نہ کر سکے بلکہ الٹا ان میں تحریف کی گئی آخر کار قرآن کے ذریعے انکی تعلیمات کو صحیح ترین اور مکمل ترین شکل میں انسانیت کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لائے اور صرف لائے ہی نہیں بلکہ اپنی ذات سے لیکر ایک مکمل نظام حیات کے دائرے تک اس کے ایک ایک گوشے کو جلوہ گر کر کے دکھایا کہ ہدایت یافتہ انسان اور ہدایت یافتہ معاشرے کی ساخت کیا ہونی چاہئے۔

۵. الکتاب:۔

قرآن کی اساسی تعلیمات کا ایک حصہ خود اس موضوع کے لئے وقف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس کتاب ہدایت کے کیا حقوق ہیں یہ اللہ خالق کائنات کی طرف سے مقرر کردہ جامع ضابطہ ہے۔

مطالبہ یہ ہے کہ اس کتاب کو سنوار کر پڑھا جائے اس کے مدعا و مطالب کو سمجھا جائے اس کے مندرجات پر غور و تفکر کیا جائے اس کے اصول و احکام کو عملاً اپنایا جائے اسکے اخلاق اور قانون کو غالب کرنے کی جدو جہد کی جائے اسے باطل نظریات کے حملوں کی ضد سے بچایا جائے اور

اس کی آیات پر اسوہ نبوت اور سنت رسالت اور نظائر خلافت راشدہ کا پہرہ قائم رکھا جائے اور اس کے مطابق نظام زندگی کو چلا کر ساری دنیا کو فلاح وسعادت اور امن وانصاف کا راستہ دکھایا جائے۔

۶. آخرت:۔

کسی عقیدہ، نظریہ یا تصور کی صحت کی ایک عقلی جانچ یہ بھی ہے کہ اس سے زندگی بہتر شکل اختیار کرتی ہے یا اس میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اس معیار کو سامنے رکھ کر سوچیں تو انسانی زندگی کا محض اس کرہ ارضی کے جسمانی دور تک محدود ہونا ایسے نتائج تک پہنچاتا ہے جو فساد اور بگاڑ کے سوا کوئی نتیجہ نہیں دے سکتے اگر زندگی بس یہیں تک ہے اور محض جسمانی ہے تو پھر انسان کے لئے اس سے بڑا کوئی نصب العین نہیں ہو سکتا کہ وہ اس مختصر دور میں اپنی ساری قوتیں جائز وناجائز کی تمیز میں پڑے بغیر زیادہ سے زیادہ فوائد اور لذت حاصل کرنے میں کھپا دے کہیں وہ شرافت کا بہروپ بھرے، کہیں غنڈہ گردی سے کام لے اور کہیں ہمدردی کے دام بچھائے، کہیں ظلم وجبر کی قوتیں استعمال کرے عقلاً اس کا موقف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جسم ودماغ برادری اور احباب دولت اور کاروبار سائنس وانجینئرنگ معلمی وصحافت کی جو بھی قوتیں رکھتا ہو انکو زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے اور افراد سے آگے نکل کر یہ تصور تقاضا کرتا ہے کہ ہر طبقہ دوسرے طبقے کے خلاف اور ہر قوم دوسری قوم کے خلاف اور ہر عالمی بلاک دوسرے بلاک کے خلاف جبر وقوت اور ساز باز کی مختلف ترکیبیں آزما کر اپنے مفاد کی بنیاد دونوں کے نقصان اور دکھ پر رکھے اسی تصور نے سرمایہ داری اور سوشلزم کی مصیبتیں پیدا کیں اسی نے سامراجیت کے لئے راستے ہموار کئے اور اسی نے فلسفہ ارتقاء کے اصول تنازع بلقاء اور بقائے اصلح کو اٹل صداقتیں بنا دیا جنہیں اختیار کر کے افراد اقوام

اور طبقوں نے لاکھوں انسانوں پر ایسے ایسے عذاب ڈھائے ہیں کہ درندے شرما جائیں۔

یہ تصور جس نے نمرود شداد پیدا کئے جس نے طاقتور قوموں کو کمزور قوموں کا شکاری بنایا ،جس نے سیاسی اقتصادی اور فکری ثقافتی غلامی کے قلادے کمزور ملتوں کی گردنوں میں ڈلوائے جس نے سرمایہ داری کو مزدور سے ناجائز نفع اندوزی کرنا سکھایا اور جس نے اشتراکیت کو اس منزل تک پہنچایا کہ وہ محنت کش انسانوں کو جانوروں کے گلے میں بدل دے اسے قرآن نے توڑ کرر کھ دیا اور اس کے خلاف آخرت کا شعور دلایا

قرآن کا تصور آخرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اجل مسمی'' پوری ہونے پر انسانی دنیا ایک دن ختم کر دی جائے گی اور تمام کے تمام مردہ انسان زندگی کے اس نئے دور میں داخل ہوں گے جسکا آغاز حشر یا بعث بعد الموت سے ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی عدالت لگے گی اس عدالت کے سامنے ہر آدمی کی زندگی کا پورا ریکارڈ پیش ہوگا۔ اس کے مظالم اور اس کے جرائم کے ستم رسیدہ گان مدعی بن کے اٹھیں گے اس کی اپنی ہستی اس کی نفسیات اس کے اعضاء اس کے ماحول کے تمام عناصر گواہی دیں گے اور پھر فیصلہ صادر ہوگا کہ اس شخص نے زندگی نیکی کی راہ پر گزاری یا بدی اور ظلم کے راستے پر پہلی صورت میں اسے رحمت اللہ تعالیٰ جنتِ جاودانی سے نوازے گا اور دوسری صورت میں سنگین اور طویل عذاب سے۔

قرآنی تصور آخرت کو چھوڑ دینے سے ایسا خلاء پیدا ہوتا ہے کہ زندگی عقل کی نگاہ میں لایعنیت بن جاتی ہے اور زندگی کو لایعنی ماننے کے بعد انسان کا اچھا انسان بننا ناممکن ہے۔

۷۔ دین:۔

قرآن کی اساسی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ دین نام ہے پوری زندگی بسر

کرنے کے انداز و اطوار کا اور اس کے مفہوم میں مسلک حیات اور نظام حیات کے تصورات شامل ہیں اس لئے انسان بیک وقت کسی ایک ہی دین کا پیرو ہو سکتا ہے وہ دین حق پر چلے گا یا دین باطل سے وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی راہ اختیار کرے گا یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس پرستی کی، وہ ایماندار ہو گا یا کفر کیش۔

ہر نظریہ یا فلسفہ ایک خاص قسم کے دین (نظام حیات) کی بنیاد ہوتا ہے اور ہر قوم اور ہر فرد کی زندگی جس نقشے پر بسر ہو رہی ہے وہی اسکا دین ہوتا ہے۔

ہماری کتابؒ ہدایت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ تمہارے لئے قرآنی تصور آخرت کو چھوڑ دینے سے ایسا خلاء پیدا ہوتا ہے کہ زندگی عقل کی نگاہ سے لایعنیت بن جاتی ہے اور زندگی کو لایعنی ماننے کے بعد انسان کا اچھا انسان بننا ناممکن ہے میں نے تمہارا خالق و مالک اور حاکم و ہادی ہونے کی حیثیت سے اسلام کو تمہارا دین مقرر کر دیا ہے اور اس کے خلاف جس بھی مسلک زندگی طرز زندگی یا نظام زندگی کو اختیار کیا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ (عدالت آخرت) میں جائز (Valid) تسلیم نہیں کیا جائے گا پس قرآن کا مطالبہ اللہ تعالیٰ پرستوں سے یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر دین حق کے لئے یکسو ہو جائیں اور اس پر خود جم جائیں اور اسے معاشرے میں بھی غالب کرنے کی جدوجہد کریں۔

۸. عبادت:۔

قرآن کا تصور عبادت دوسرے محدود مذاہب اور تحریف شدہ ادیان سے مختلف ہے اسلامی تصور عبادت صرف اتنا نہیں ہے کہ خاص انفرادی دائرے میں پوجا پاٹ کے چند مقررہ طریقوں کو پورا کر دیا جائے بلکہ یہاں کا تصور عبادت پوری زندگی کو محیط ہے زندگی کا ہر فعل خواہ وہ

فرد سے تعلق رکھتا ہو یا خاندان سے، معاشرے سے یا ریاست سے، مسجد کے اندر کی ذمہ داریوں سے، یا کھیت سے، کارخانے بازار اور دفتر کے مشاغل سے، بال بچوں کے معاملات سے یا تھانے کچہری اور اسمبلی کی سرگرمیوں سے اگر اسے اللہ تعالیٰ کے احکام وحدود جن میں مباحات کو بھی متعین کیا گیا ہے کے تحت انجام دیا جائے تو وہ عبادت کی تعریف میں ہے بصورت دیگر معصیت کے دائرے میں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے حدود میں رہ کر بال بچوں کے نفقہ کا انتظام کرنا ازدواجی تعلقات استوار کرنا، امارت وقیادت کے منصب پر فائز ہونا، میدان جنگ میں حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا، عدالت کی کرسی سے حق کے مطابق فیصلے دینا، اور صدق ودیانت کے ساتھ تجارت کرنا سبھی کچھ عبادت کی وسیع تعریف میں داخل ہے۔

عبادت ہی کے تصور کے مطابق قرآن نیکی کا جامع تصور دلاتا ہے وہ بتاتا ہے کہ رسول ﷺ کا بیرونی خول (جو اپنی جگہ ضروری بھی ہے) اصل نیکی نہیں بلکہ اصل نیکی تو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر ایمان لانا اور پھر اس ایمان کے تقاضے پورے کرنا ہے جائے نماز سے لے کر میدان جہاد تک۔

۹. توازن:۔

قرآن نے ایک اہم اصطلاح میزان کی استعمال کی ہے وہ بتاتا ہے کہ نظام کائنات بھی ایک میزان کے مطابق قائم ہے اور تمہارا منصب بھی. یہ ہے کہ اپنی زندگیوں اور سرگرمیوں میں اس میزان کو خلل ڈالے بغیر برقرار رکھو وہ مزید یہ کہتا ہے کہ ہم نے اپنے انبیاء کے ساتھ جہاں کتاب نازل کی ہے وہاں میزان بھی اتاری ہے

قرآن کے اس میزانی تصور کا منشاء ایک خاص طرح کا توازن ہے جسے وہ انسان کی ساری زندگی میں کارفرما کرنا چاہتا ہے۔

قرآنی نظریہ توازن کے کئی پہلو ہیں،

اخلاقی اور قانونی تقاضوں میں توازن

دنیاوی اور اخروی زندگی کی ضروریات میں توازن

معاش اور اخلاق میں توازن

جسمانی اور روحانی ارتقاء میں توازن

عقل اور جذبات میں توازن

فرد اور اجتماع کے حقوق و فرائض میں توازن

مرد اور عورت کے باہمی معاملات میں توازن

آزادیوں اور پابندیوں میں توازن

بڑوں اور چھوٹوں میں توازن

تمام باطل نظام اصول توازن کے ان تقاضوں کو پامال کر کے وجود میں آئے ہیں

قرآن کا انداز بیان خود توازن کی ایک اعلیٰ مثال ہے اس میں عقائد و اخلاقیات اور قانونی احکام سب ہم آہنگ کر کے سامنے لائے گئے ہیں۔

۱۰. نصب العین:۔

قرآن انسانی زندگی کو ایک بے مقصد کھیل تماشے کی حیثیت نہیں دیتا بلکہ با مقصد کائنات میں رہنے والی مخلوق کو بھی وہ ایک اعلیٰ نصب العین سے بہرہ مند کرتا ہے وہ نصب العین امت وسط،

شہداعلی الناس اور حزب اللہ ہونے کے منصب جلیلہ سے ساری دنیا کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہے کسی ذاتی لوث اور کسی گروہی مفاد سے بالاتر ہوکر۔

یعنی ہمارے لئے قرآن کا عطا کردہ مقصد حیات یہ ہے کہ ہم جس مقام پر بھی ہوں جس حیثیت کے مالک بھی ہوں جیسی صلاحیتیں بھی رکھتے ہیں جس پیشے میں بھی معروف ہوں ہماری تمام سرگرمیوں کا ہدف مقصود ساری دنیا تک صلاح وفلاح کا وہ پیغام بذریعہ قول عمل پہنچانا ہے جس پر قرآن مشتمل ہے انفرادی حیثیت سے بھی۔ اجتماعی حیثیت سے بھی۔

تمام قومی منافرتیں، تمام نسلی عصبیتیں تمام لسانی اور لونی دیواریں بیچ میں سے ہٹادی گئی ہیں تمام دوسرے مفاد مقاصد کو نگاہوں سے اوجھل کر دیا گیا ہے قرآن پر ایمان لانے کا ایک ہی مقصد ہے ہر شخص ہر قوم، ہر گروہ اور ساری انسانیت کو قرآنی نظام عدل واحسان کے قریب لانا اس قسم کے بلند پاکیزہ اور اخلاقی نصب العین سے جو لوگ محروم رہ گئے ہیں ان کے سامنے دولت پرستی، نفس پرستی، جاہ پرستی اور جنس پرستی کے علاوہ دلچسپی کا کوئی اور عنوان ہی باقی نہیں رہا۔ اور اس بیماری میں مبتلا اقوام اور تحریکوں کا حال یہ ہے کہ وہ جارحیت اور ظلم اور بداخلاقی کو تیزی سے فروغ دے رہی ہیں۔

۱۱. شرف انسانیت:۔

قرآن کی اساسی تعلیمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کا مقام کیا ہے اس کے جواب میں جہاں ہمیں یہ بتایا گیا کہ اسے احسن تقویم پر پیدا کیا گیا ہے اور اسے کرامت سے نوازہ گیا ہے اسے علم سے بہرہ مند کیا گیا ہے وہاں اسکا منصب اللہ تعالیٰ کی خلافت ونیابت ہے خلافت ونیابت کے منصب کی بوجھل ذمہ داریوں کو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے

مطابق انجام دے، تو وہ آزمائش میں پورا اترا اور انعام کا مستحق ٹھہرا، لیکن اگر وہ اس منصب کے تقاضوں کی خلاف ورزیاں کرے یا خود اپنی خدائی کا باطل دعویٰ کر بیٹھے تو اس صورت میں اگرچہ بحیثیت انسان وہ خلافت و نیابت کے لئے استعمال کی جانے والی قوتوں کو بغاوت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

قرآن کی اخلاقی تعلیمات:۔

بدی کبھی اپنی اصلی شکل میں رونما ہونیکی جرات نہیں کرتی۔ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی نیکی کا لبادہ اوڑھ کر ہی سامنے آتی ہے اور یوں اپنی شکست کا خاموش اعتراف کر لیتی ہے۔ انسان کو باقی حیوانی دنیا سے ممیّز کرنیوالی چیز اخلاق ہی ہے۔ اسکے سنوارنے سے انسان کا سنوار ہے اور اسکے بگاڑنے سے انسان کا بگاڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ تہذیب میں تمام معاشرے اور تمام تمدن جس چیز پر متفق نظر آئے ہیں وہ حسن اخلاق ہے۔ سچائی، پاس عہد، رحم، فیاضی، صبر، تحمل، بردباری اولوالعزمی، شجاعت، ضبط نفس، خودداری، میل ملاپ، شائستگی، فرض شناسی، اتفاق اور دوسری اچھی صفات کوسب نے سراہا ہے اور اسکے برعکس تقریباً تمام معاشروں نے جھوٹ، بدعہدی ظلم بخل بے صبری بزدلی ذلت ترش روئی خیانت چغلی غیبت اور تمام دوسری برائیوں کو برا سمجھا ہے۔ یہ اقدار انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہیں اور اسلام نے ان معرفات اور منکرات کو اپنے نظام میں سمولیا ہے۔ البتہ جس پہلو سے قرآن کا نظام اخلاق منفرد ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس نے فلسفہء اخلاق کے تمام بنیادی امور کے بارے میں ایک منظّم اور مربوط نظریہ پیش کیا ہے۔ اور وہ اپنا ایک خاص ماخذ علم اخلاق، قوت ناقدہ، اور قوت محرکہ رکھتا ہے اور یہ سب اوصاف اس کے فلسفہ اخلاق کی مکمل تصویر پیش کرتے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ بنیادی باتیں قابل ذکر ہیں۔

(الف) قرآن کی اخلاقی تعلیمات کی پہلی بنیاد یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں آزمائش اور امتحان کے لئے بھیجا ہے اور ایک دن انسان کو پوری زندگی کا حساب اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنا ہوگا اسلام نے اخلاقی امور کا کمال یہ قرار دیا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر ادا کئیے جائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور انسانوں کے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار خیر وشر کے مطابق عمل کرنا ہے اسی میں ان کی فلاح ہے۔

(ب) انسان خود اپنے مفاد اور برے بھلے کے متعلق محض اپنی عقل کی بناء پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کو اچھی اور مفید سمجھتا ہے لیکن درحقیقت وہ مضر ہوتی ہے اور بعض چیزوں کو وہ مضر سمجھتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حد درجہ مفید ہوتی ہے قرآن کے یہ الفاظ اسی مضمون کی ترجمانی کرتے ہیں۔

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۱۶)

”عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“

آخر میں وجہ بھی بتادی کہ اللہ تعالیٰ ہی حقائق اشیاء سے کما حقہ باخبر ہے اور تمہارے علم کا دائرہ محدود ہے اگر ہر انسان یا انسانی گروہ اپنے لئے خود اخلاقی ضابطے وضع کرنے لگے تو انسانی معاشرہ انتشار کا شکار ہو جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اخلاق کا تعلق باہمی معاملات ومسائل سے ہے یا یوں کہیے کہ باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی کا دوسرا نام اخلاق ہے دنیا کی ساری خوشیاں، خوشحالی اور امن وامان انہی اخلاق کی دولت ہے اسی دولت کی کمی کو حکومت وجماعت اپنی قوت اور طاقت کے قانون سے پورا کرتی ہے اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاق وفرائض کو

پوری طرح خود انجام دیں تو حکومت کے جبری قوانین کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو اسی لئے بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کہ وہ انکے قدم قدم کو سیدھے راستے سے بھٹکنے نہ دیے۔ (سیرت النبی از سید سلیمان ندوی جلد ششم ص ۲)

اس اعتبار سے اسلام دنیا کے تمام مذاہب اور نظاموں سے کہیں زیادہ جامع ہے اخلاق کے دائرے میں تو زندگی کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی پہلو بھی آجاتے ہیں لیکن ہم اپنے مطالعے کی آسانی کیلیئے اخلاق کو اس کے معروف اور عام تصور اور تعریف تک محدود رکھیں گے اور اس ضمن میں قرآن مجید کی بنیادی تعلیمات کو اختصار کے ساتھ پیش کریں گے ویسے تو دنیا کے ہر مذہب اور نظام کے اخلاق پر زور دیا ہے لیکن قرآن نے اخلاق کی بلندی کا وہ معیار پیش کیا ہے جہاں انسان اللہ کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور اس کی زندگی میں اسمائے حسنیٰ کا پرتو نظر آتا ہے۔

قرآن نے اخلاقی تعلیمات کا جو خاکہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے،

۱۔ اسلام میں چونکہ اخلاق بھی دوسرے مذہبی امور کی طرح ایک عبادت ہے اس لئے اس کی غرض وغایت بھی ہر قسم کی دنیاوی، نفسانی اور ذاتی اغراض سے پاک ہونی چاہیئے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی حیثیت کچھ نہیں ہے اور نہ ان اخلاقی امور کا کوئی اخروی فائدہ ہوگا۔

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۝

(آل عمران ۱۴۵)

"اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے اس کو ہم یہیں بدلہ دے دیں گے اور جو آخرت میں طالب ثواب ہو اس کو وہاں اجر عطا کریں گے"

کوئی بھلائی کا کام اگر بدنیتی، ریاکاری، اور نمائش کے جذبے سے کیا جائے وہ باطل ہوگا اور اس کا کوئی اجر نہ ملے گا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۝ (البقرہ ۲۶۴)

''مومنو! اپنے صدقات کو احسان رکھنے اور ایذاء دینے سے برباد نہ کرو''

۲۔ اخلاق درحقیقت انسانوں کے باہمی تعلقات میں خوش نیتی اور اچھائی برتنے کا نام ہے یا یوں کہیئے کہ انسانوں کے باہمی میل جول سے جو فرائض اور ذمہ داریاں ایک دوسرے پر عائد ہوتی ہیں انکا بحسن وخوبی ادا کرنا اخلاق کہلاتا ہے اس لئے اخلاق کے وجود کے لئے انسانوں کا باہمی میل جول اور وابستگی ضروری ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو جائز نہیں قرار دیا قرآن کریم یہ کہتا ہے،

وَرَهْبَانِيَّةَ ِابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ ۝ (الحدید ۲۷)

''اور رہبانیت جسے انہوں نے خود گھڑا ہم نے انکو اسکا حکم نہیں دیا تھا''

۳۔ اسلام میں جماعت کے افراد پر ان کی قوت کیمطابق جماعت کے دوسرے افراد کی نگرانی فرض ہے اسی اخلاقی اور شرعی فرض کا نام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے قرآن کریم کی وضاحت کے پیش نظر امت مسلمہ کی فضیلت ہی اس بات پر ہے کہ یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

''تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لائی گئی ہو تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''

لٰہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جہاں بھی برائی کو دیکھے اسے مٹانے کی کوشش کرے اور ہر حالت میں حق بات کہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥ (العصر)

۴۔ عدل وانصاف کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کسی فرد یا قوم کی دشمنی کی وجہ سے راہ اعتدال سے ہٹنا یا سچی شہادت دینے سے گریز کرنا ناجائز ہے خواہ اس کی خاطر رشتہ داروں، دوستوں اور انتہا یہ کہ اپنی ذات کے خلاف ہی گواہ کیوں نہ بننا پڑے اور اسی طرح اگر دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا معاملہ پیش آئے تو بے لاگ فیصلہ کرنا چاہئے۔

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ٥ (النساء۔۵۸)

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کا فیصلہ کرو''

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا ٥ (مائدہ ۸)

''اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو''

كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ٥ (النساء۔۱۳۵)

''انصاف پر قائم رہو اللہ کے واسطے گواہ بنو خواہ تمہاری گواہی تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو''

اس سے بھی آگے بڑھ کر قرآن نے عدل کے ساتھ ساتھ احسان کو بھی مسلمانوں کی ایک اخلاقی خصوصیت بتایا ہے احسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی کمی کو پورا کر دینا تاکہ معاشرے اور زندگی میں حسن قائم رہے۔ اسلامی مملکت میں عدل کا تعلق بڑی حد تک ریاست کے ہاتھ ہوگا لیکن احسان ہر شخص کے ہاتھ میں۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ ٥

''بے شک اللہ تمہیں عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے''

۵. قرآن کے نزدیک وہ تمام صفات مذموم ہیں جو معاشرے کی اخلاقی فضاء کو مکدر کریں اور مسلمانوں کے اتحاد وضبط کو نقصان پہنچائیں اور جن سے اس بات کا خطرہ ہو کہ پوری سوسائٹی نا قابل اعتماد قرار پائے مثلاً جھوٹ، انتشار وافتراق، افترا پردازی، بدگمانی، چغلی، غیبت، نفاق اور تحقیر وغیرہ کہ یہ محرکات ہیں جن سے کسی سوسائٹی کی فضا مکدر ہو سکتی ہے ان سب سے بچنے کے لئے اس طرح ہدایات دی گئیں۔

۱. وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (الحج ۳۰) ''اور بچتے رہے جھوٹی بات سے''

۲. وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ. (ال عمران ۳) ''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو''

۳. كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (التوبہ ۱۱۹) ''سچوں کے ساتھ رہو''

۴. اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ. (الحجرات ۱۲) ''قیاس آرائیوں سے بچو''

۵. وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۱۲) ''ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''

۶. وَلَا تَجَسَّسُوْا. (ایضا) ''ٹوہ میں نہ لگے رہو''

۷. وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ. (الحجرات ۱۱) ''ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ''

۸. لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ. (ایضا) ''کچھ لوگ دوسروں کا مذاق نہ اڑائیں''

۹. لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ. (الحجرات ۱۱) ''ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکارو''

۶. مسلمانوں کی جان و مال، عزت، آبرو سب محترم ہیں ناحق کسی کی جان لینا یا بے عزت کرنا یا ذلیل وخوار کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ خیانت، بددیانتی، ظلم، فخر وغرور، خودستائی، حسد، بغض، ناپ تول میں کمی بیشی، انتقام، قتل ناحق وغیرہ۔ قرآن کے نزدیک یہ سب مذموم صفات ہیں ذیل کی آیات میں ان باتوں کی وضاحت موجود ہے،

لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ ۝ (الانفال ۲۷)

''اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہو''

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۝ (لقمان ۱۸)

''اور لوگوں سے گال پھیلائے نہ رکھو اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو''

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ۔ (النجم ۳۲) ''اپنی پاکبازی نہ جتاؤ''

مِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝ (الفلق ۵) ''حاسد کے حسد سے پناہ مانگتا ہوں''

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝ (النور ۲۳)

''جو لوگ پاکدامن بھولی بھالی بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت ہے''

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ ''اور اللہ ظالموں کو محبوب نہیں رکھتا''

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ ۝ (الاعراف ۸۵)

''تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو''

۷۔ قرآن مجید کا یہ بھی حکم ہے کہ جائز سفارش کرو اور کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ یعنی بطور رشوت یا کسی اور ناجائز ذریعہ سے،

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (البقرہ ۱۸۸)

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اس کو حاکموں کے پاس پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ اور اسے تم جانتے بھی ہو''

۸۔ باہمی میل ملاپ میں اور بات چیت میں تواضع اور شیریں زبانی سے کام لو اور غرور اور

بدمزاجی سے پرہیز کرو۔

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ٥ ''سب لوگوں سے اچھی بات کرو''

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (الشعراء۲۱۵)

''ان مومنوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آؤ جو آپ کے تابع ہیں''

۹. عفوودرگزر سے کام لو اور ہر چھوٹی اور معمولی بات پر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ٥ (ال عمران۱۳۴)

''غصہ پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے''

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى . ''اگر تم معاف کردو تو یہ تقوی سے زیادہ قریب ہے''

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا . (النور۲۲)

''انہیں چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں''

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ٥ (الشوریٰ۴۳)

''اور جو صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں''

۱۰. معاشی نقطہ نظر سے وہ ایسی روش اختیار کریں جس میں قناعت اور خرچ میں اعتدال ہو اور اسراف سے دور رہیں اگر اللہ نے کسی کو زیادہ دیا ہے تو لالچ نہ کریں اور نہ اس سے حسد کریں اگر اللہ نے انہیں زیادہ دیا ہے تو اسراف نہ کریں اور نہ بخل سے کام لیں۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ . (النساء۵۴)

''یا جلے مرے ہیں اس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عطا کی''

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ . (النساء۳۲)

''اور جن چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو''

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

(بنی اسرائیل ۲۹)

''نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے کھلا چھوڑ دو''

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ٥

(الفرقان ٦٧)

اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے، اور نہ تنگی اور بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں''

قرآن کی معاشی تعلیمات:۔

قرآن نے جو معاشی تعلیمات پیش کی ہیں انکا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے قرآن فرد اور جماعت دونوں کے ذہن سے اس باطل نظریہ کو ختم کرتا ہے کہ اخلاق اور مذہب کا معاشی زندگی سے بھلا کیا سروکار؟ اور تجارت تو بس تجارت ہے قرآن پاک بڑے بلیغ انداز میں معیشت اور اخلاق کا تعلق بیان کرتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ٥ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ (الجمعہ ۹،۱۰)

''مسلمانو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کی یاد کی طرف دوڑو اور لین دین چھوڑ دو اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ''

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر معاش کو ''فضل اللہ'' کہا گیا ہے اور اس سے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ سب اللہ کی عنایت ہے اور معاشی زندگی میں بھی انسان کو اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حدود کا پابند بننا چاہئے جس طرح باقی تمام زندگی میں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ (النور ۳۷)

''وہ لوگ جنھیں خرید و فروخت اور تجارت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی''

۱۔ اسی طرح معاہدہ لکھنے اور صحیح گواہی دینے کو تقویٰ قرار دیا گیا اور ناپ تول میں کمی بیشی کو ایسا عظیم گناہ کہ اس کی وجہ سے ایک پوری قوم کا تختہ الٹ دیا گیا اس طرح معاشیات اور اخلاق کا اساسی تعلق قائم کیا گیا۔

۲۔ قرآن کی معاشی تعلیمات کا اہم مقصد انسانوں کے درمیان عدل وانصاف کا قیام ہے مثبت طور پر جو چیزیں انصاف قائم کرنے والی ہیں انکا حکم دیا گیا ہے اور جو چیزیں ظلم وتعدی کا ذریعہ بنتی ہیں انکا سد باب کیا گیا ہے اس کام میں جو مرکزی قدر سامنے آتی ہے وہ معاشی عدل کا قیام ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ساری زمین کو انسان کے لئے میدان عمل قرار دیا گیا ہے اور انسان کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ جدوجہد اپنی معاش کے حصول کیلئے کرے، معاشیات کی اصطلاح میں اسے پیداوار کو بڑھانے کی پالیسی کہہ سکتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۔ (الاعراف ۱۰)

''اور بے شک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور اس میں تمہارے لئے سامان معاش پیدا کیا''

۴۔ اسلام کے مثبت معاشی مقاصد میں قیام عدل، معاشی فراغ البالی کا حصول، غربت کا

انسداد اور تمام انسانوں کو معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا بھی شامل ہیں۔

۵. اسلام معاشی تنگی کو دور کرنے کا طریقہ یہ بتاتا ہے کہ حصول رزق کی کوشش کی جائے اور پیداوار بڑھانے کے ذرائع کو استعمال میں لایا جائے اور محض غربت اور افلاس یا معیار زندگی کے گرنے کے خطرے سے انسان کشی اور زندگی کو تلف کرنے کی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا۔ معاشی مسئلہ کا حل انسانوں کو کم کرنا نہیں معیشت کو فروغ دینا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے،

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۝ (بنی اسرائیل ۳۱)

’’اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، انکو مار ڈالنا بڑی ہی خطا ہے‘‘

یہاں یہ بات خصوصیت سے قابل غور ہے کہ غربت اور افلاس اور معیار زندگی کے گرنے کے خطرے کے سبب قتل اولاد کو منع کیا گیا ہے اس سبب کی نشاندہی نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ ان خطرات کی بناء پر کوئی بھی ایسی پالیسی جو بلا واسطہ انسان کشی پر منتج ہوتی ہو، اسلامی نظریہ حیات سے مطابقت نہیں رکھتی، قرآن آبادی کے حقیقی مسئلہ کا حل اضافہ پیداوار کی شکل میں کرتا ہے انسان کو کم کرنے کی شکل میں نہیں۔

۶. اسلام پیداوار کے اضافے اور معیشت کے ہمہ جہتی فروغ کی پالیسی اختیار کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی شرط بھی لگاتا ہے کہ آمدنی جائز ذرائع سے حاصل کی جائے وہ اس نفع کو جو حرام ذرائع سے حاصل ہو دوزخ کی آگ قرار دیتا ہے قرآن وحدیث میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے وہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اسلامی آئیڈیالوجی صرف جائز

اور حلال رزق کے فروغ کی کوشش کرے گی اور تمام ذرائع کا بھی انسداد کرے گی جو حرام ہیں اور جن کو شریعت ناجائز و ناروا قرار دیتی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ (البقرہ ۱۶۸)

''اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ''

حلال کی طلب اور حرام سے بچنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے جو حرام ہیں ان میں سے سب سے بڑھ کر سود ہے خواہ اس کی کوئی بھی شکل ہو اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا گیا ہے اس طرح تجارتی اخلاق کا ایک ضابطہ بنایا گیا ہے کہ اہل تجارت اسکا اتباع کریں اگر اس کے خلاف عمل ہوتا تو وہ راہ حق سے ہٹا ہوتا ہے اس طرح اسلام آمدنی کے تمام ذرائع کو بند کر دیتا ہے جو غیر منصفانہ ہیں اور جن کی وجہ سے معاشرہ میں فساد اور عدم استحکام رونما ہوتا ہے اور ایک معقول اور متوسط زندگی کے لئے انسان کو تیار کرتا ہے۔

پھر حلال کے ساتھ ساتھ ''طیب'' کی بھی قید لگی ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ کسب معاش میں محض یہ احتیاط کافی نہیں ہے کہ چیز اللہ کی حرام کی ہوئی اشیاء کی فہرست میں سے نہ ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ چیز جائز طریقہ اور جائز ذریعہ سے حاصل نہ کی جائے گی تو وہ چیز بھی حرام ہی قرار پائے گی اگر چہ وہ بجائے خود حرام کی فہرست میں نہ ہو۔

۷۔ طلب حلال کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کو جائز مصارف پر دولت خرچ کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے اور اسراف وتبذیر (اسراف ضرورت سے زائد خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور تبذیر بے ضرورت اور بے محل خرچ کرنے کا نام ہے) سے روکتا ہے جس کی وجہ سے دولت کا بے جا استعمال اور ضیاء رک جاتا ہے اور وہ تعمیری مقاصد کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے،

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔

(بنی اسرائیل ۲۶،۲۷)

''اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں''

پھر اسلام نے دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہو جانے کو بھی پسند نہیں کیا اور اس بات کا انتظام کیا ہے کہ مختلف قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ منصفانہ ہو اور وہ پورے معاشرہ میں گردش کرے۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ۔ (الحشر ۷)

ایسا نہ ہو کہ مال و دولت صرف تمہارے دولتمندوں ہی میں محدود ہو کر رہ جائے دولت کی تقسیم کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں تجویز کی گئی ہیں۔

زکوۃ:۔

جو ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور جس کے ذریعہ دولت مستقلاً امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہوتی ہے اور اس طرح اس کی گردش پورے معاشرے کے عمل میں آتی ہے اور یہ کوئی خیرات نہیں بلکہ فقراء و مساکین کا ''حق'' ہے

صدقات واجبہ:۔

بہت سے صدقات مقرر کئے گئے ہیں جو مختلف مواقع پر ہر صاحب حیثیت مسلمان کو ادا کرنے ہوتے ہیں جیسے صدقہ فطر وغیرہ یہ بھی مندرجہ بالا مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔

انفاق:۔

اسلام مسلمان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرتا ہے مال سے محبت کو کم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ تقسیم دولت کو منصفانہ کرنے کا یہ ایک موثر ذریعہ ہے۔

وراثت:۔

یعنی ایک شخص کی وفات پر اس کی دولت کی منصفانہ تقسیم اسکے پورے خاندان میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ۔

حق سوی الزکوۃ:۔

زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ اگر ضرورت محسوس ہو تو حکومت کو اس بات کا حق ہے کہ وہ لوگوں سے مزید مال بطور ٹیکس لے اور اسے استحکام حکومت اور قیام انصاف کے لئے صرف کرے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ، اِنَّ فِی الْمَالِ حَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃ ۔ (ترمذی)

''بے شک مال میں زکوۃ کے سوی اور بھی حق ہے''

العفو:۔

اور انسان کو صرف انفاق ہی کی ترغیب نہیں دی بلکہ اس میں یہ جذبہ بھی پیدا کیا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ جو بھی ہو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور دوسروں کی بہتری کے لئے خرچ کر دے۔

وَيَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ۔ (البقرہ ۲۱۹)

''اور وہ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے العفو (یعنی جو ضرورت سے زیادہ ہو)''

اس طرح قرآنی تعلیم پورے معاشرے میں دولت کی تقسیم کی کوشش کرتی ہے اس کی

پالیسی کے دو بنیادی اصول ''فروغ پیداوار'' اور ''دولت کی منصفانہ تقسیم'' ہیں۔

۹۔ کتاب الٰہی تمام زمین اور وسائل فطرت کو اصلاً اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی ملکیت قرار دیتی ہے اس کے ساتھ ساتھ تمام معاشی معاملات میں انسان کو اس عظیم تر ملکیت کے تصور کے تحت امین متصرف کی حیثیت سے انفرادی ملکیت کا حق دیتی ہے یہی وہ شکل ہے جس میں انسان کی معاشی آزادی محفوظ رہ سکتی ہے اور اچھے اخلاق پروان چڑھ سکتے ہیں لیکن یہ حق غیر محدود نہیں ہے یعنی اگر ملکیت آلہ ظلم بن جائے یا دوسروں کے حقوق پر اس کا غلط اثر پڑ رہا ہو تو ریاست کو مداخلت کا بھی حق ہے بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں ملکیت کی حیثیت ایک امانت کی سی ہے جسے خالق کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق استعمال کرنا ہے جو ایک انقلابی تصور ہے اور سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کے تصور ملکیت سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

۱۰۔ اسلامی ریاست کے معاشی وظائف کا بھی ایک مثبت تصور پیش کرتا ہے سماجی، فلاحی اور معاشی انصاف کے قیام کو اس کی اولین ذمہ داری قرار دیتا ہے زکوۃ ایک سماجی فلاح کی اسکیم ہے جس کے نظام کو ریاست کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے معاشی قانون سازی اور عدلیہ کی طاقتوں کے ذریعہ ریاست معاشی انصاف قائم کرتی ہے جس کا کوئی وارث نہیں اس کی ریاست وارث ہے ناداروں اپاہجوں کی مدد ریاست کا فرض ہے اور یہ بھی اس کی ذمہ داری ہے کہ تمام شہریوں کو ان کی بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کی ذمہ داری لے۔

قرآن کی معاشرتی تعلیمات:۔

اسلام نے معاشرت کے جو اصول وضع کئے ہیں وہ نہایت وسیع اور ہمہ گیر بنیادوں پر استوار کئے گئے ہیں مثلاً

۱. اسلام نے معاشرتی تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ اور خیال اور نصب العین و مقاصد کی ہم آہنگی کو دی ہے دو مختلف انسانوں کے درمیان تعلقات اسی وقت استوار ہو سکتے ہیں یا قائم رہ سکتے ہیں جب ان کے درمیان عقیدہ و خیال اور عمل و کردار کا اتحاد پایا جاتا ہو۔ اس لئے قرآن نے انسانی سوسائٹی کو صرف دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے مومن اور کافر۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ۔ (التغابن ۲)

''وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن''

مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ (الحجرات ۱۵)

''بے شک مومن بھائی بھائی ہیں''

دوسری جگہ قرآن حکیم نے یہ حکم دیا ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن کو چھوڑ کر کافر سے دوستی نہ پیدا کرے کیونکہ ان دونوں کے درمیان عقیدہ اور مقاصد کسی میں بھی یگانگت نہیں پائی جاتی۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (ال عمران ۲۸۰)

''مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ہمدرد و ہمساز ہرگز نہ بنائیں''

۲. اسلام نے انسانی زندگی کی تنظیم کرتے وقت خاندان کو خشت اول قرار دیا ہے اس طرح وہ معاشرت کی بنیاد مرد و عورت کے تعلقات کے توازن پر رکھتا ہے قرآن نے عورتوں اور مردوں کے دائرہ کار کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے مرد کے لئے جو دائرہ کار موزوں تھا وہ اس کے لئے اور عورت کے لئے جو دائرہ کار فطری طور پر مناسب تھا وہ اس کے لئے مقرر کر دیا اس سلسلے میں گھر کی دیکھ بھال بچوں کی پرورش اور دیگر امور خانہ داری کو سرانجام دینا عورت کا سب سے بڑا فریضہ ہے اس فریضے کی خاطر خواہ تکمیل اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ عورت گھر کے دائرہ کو اپنی

مملکت سمجھے یہ دائرہ محدود نہیں بلکہ نہایت وسیع ہے اور انسانی معاشرہ کی بنیاد ہے کیونکہ خاندان انسانی معاشرہ کی اکائی ہے۔

۲. قرآن کریم کا یہ مسلمہ اور زریں اصول ہے کہ تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور مساوی حیثیت رکھتے ہیں ان کے درمیان رنگ، نسل اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر فرق و امتیاز جائز نہیں ایمان اور عمل صالح یعنی تقوی ہی وہ بنیاد ہے جسکی رو سے ایک انسان دوسرے انسان کے مقابلے میں فضیلت اور برتری حاصل کرسکتا ہے قرآن نے اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۝ (الحجرات ۱۳)

''اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے''

اس نکتہ کی وضاحت حضور ﷺ نے یوں فرمائی۔

لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ۔

''کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے مگر صرف تقوی کے لحاظ سے''

۴. قرآن کریم نے اپنی معاشرتی تعلیمات کے بنیاد تمام انسانوں کی مساوات اور انسانی شرافت پر رکھی ہے اور پوری انسانیت کے فطری شرف کا اعلان عام کیا ہے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ۔ ''بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی'' اور

فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۷۵)

''اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ہے''

اس شرف وفضیلت میں قرآن کی رو سے مرد اور عورت دونوں شامل ہیں قرآن اس بات کا انکار کرتا ہے کہ عورت اولین گناہ کا سبب بنی یا صنف نازک انسانی نقطہ نظر سے مرد کے مقابلے میں فروتر ہے یا وہ کوئی ناگزیر برائی ہے جیسا کہ بعض فلاسفرا سے اسی طرح پیش کرتے ہیں۔اسلام تمام مخلوق کو عیال اللہ سمجھتا ہے جس سے اللہ کو یکساں محبت ہے۔

۵. مرد اور عورت کے باہمی تعلق سے ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے خاندان اسلامی معاشرت میں ایک اہم اور مستقل یونٹ قرار پاتا ہے اور اس کی تشکیل رشتہ ازدواج سے ہوتی ہے اسلامی نقطہ نظر سے رشتہ ازدواج معاشرتی زندگی کی اولین بنیاد ہے.اسلام چاہتا ہے کہ مسلم معاشرے میں نکاح کو سہل بنایا جائے رنگ نسل زبان.اور جغرافیائی حالات کو نظر انداز کر کے اسلام نے نکاح کی وسیع سہولتیں فراہم کی ہیں چند مخصوص قریبی رشتہ دار عورتوں اور مشرکات کو چھوڑ کر باقی تمام عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اگر ازدواجی زندگی میں کشیدگی ہو تو مرد کے لئے طلاق اور عورت کے لئے خلع کا راستہ کھلا رکھا گیا ہے۔اس طرح مرد اور عورت کے بے لگام میل جول کی جڑ کاٹ دی گئی اور اگر ان سہولتوں کے باوجود پھر بھی کوئی جنسی بے راہ روی اختیار کرتا ہے تو اسکے لئے سخت ترین سزا تجویز ہوئی یعنی ایسے لوگوں کے لئے کوڑے اور رجم کی سزائیں تجویز ہوئیں۔

۶. خاندانی زندگی کے بارے میں قرآن کریم نے جو خصوصی ہدایات دی ہیں یا مرد اور عورت کے لئے جو حدود کار اور فرائض اور حقوق مقرر کئے ہیں وہ مختصراً حسب ذیل ہیں۔

ا: مرد کو خاندان کے معاش، تمدنی زندگی اور سیاسی زندگی کا نگران مقرر کیا گیا ہے اور عورت کو خاندان کی گھریلو زندگی بچوں کی تربیت ،نشوونما ان کی تعلیم اور دوسری ضروریات کا

نگہبان مقرر کیا گیا ہے۔عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پردہ کریں اور اندرون خانہ کے فرائض سرانجام دیں اور حتی الامکان عام حالات میں مردوں کے ساتھ گھر سے باہر کی تگ و دو میں شریک نہ ہوں اپنی آرائش وزیبائش کا برملا اظہار نہ کریں اگر انہیں کسی کام کے لئے باہر جانا بھی پڑے تو پردہ کریں۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی ٥ (الاحزاب ۳۳)

''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں اظہارِ تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ''

ب: مرد اور عورت کا باہمی تعلق نہایت مقدس ہے مرد اور عورت دونوں کو حکم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مخلص اور وفادار ہیں بلکہ یک جان وقالب ہوں۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (البقرہ ۱۸۷)

''وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم انکی پوشاک ہو''

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ٥ (الروم ۲۱)

''اور اس کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم انکی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی''

بیویاں اپنے شوہروں کے لئے وجہ تسکین ہوتی ہیں۔

ج: مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کا مقصد محض تعیش، شہوت اور تسکین نفس نہیں قرار دیا گیا بلکہ اسے ایک تمدنی فریضہ قرار دیا گیا ہے جس سے نسل انسانی کا تحفظ مطلوب ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کا کام محض بچے پیدا کرنے ہی نہ ہوں بلکہ انکی تعلیم و تربیت اور ان کی

مناسب پرورش بھی ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن نے عورت کے لئے ''حرث'' یعنی کھیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس طرح ایک کھیت کے دامن سے ایک خاص ترتیب اور عمل سے فصل تیار ہو کر نکلتی ہے اسی طرح صنف نازک کے دامن سے بھی نسل انسانی کو مکمل طور پر تیار ہو کر نکلنا چاہئے۔

د: اسلام نے وسیع تر انسانی مفاد اور ضروریات کے تحت ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے اس صورت میں حکم دیا ہے کہ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو مرد کو چاہئے کہ ان کے درمیان ممکنہ حد تک عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرے ایک ہی طرف نہ جھک جائے۔

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۔ (النساء ۱۲۹)

''اور ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا ہوا چھوڑ دو''

ہ: اگر مرد اور عورت کے درمیان جدائی ناگزیر بھی ہو تو بھی شرافت اور ہمدری کے ماحول میں ہو اور اس سے قبل عورت کو جو ہدایا اور تحائف دیئے گئے ہوں وہ واپس نہ لئے جائیں۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا ۔ ''اور نہ لو اس سے کچھ بھی جو تم انکو دے چکے ہو (بلکہ تمہیں چاہئے کہ مزید کچھ انہیں دے دو)''

فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ○ (الاحزاب ۴۹)

''انکو کچھ متاع اور کوئی فائدہ دیکر اچھی طرح سے رخصت کرو''

ے. میاں بیوی کے دائرہ کی علیحدگی اور باہمی تعلقات کے انضباط کے بعد انکا اور انکی اولاد کا تعلق سامنے آتا ہے والدین کے بارے میں قرآن نے واضح تعلیمات دی ہیں اور کہا ہے کہ انہیں اف تک نہ کہو یعنی انہیں اپنے کسی قول یا عمل سے ذرا بھی دکھ نہ پہنچاؤ اور جب تک وہ صریح اسلامی تعلیمات کے خلاف حکم نہ دیں انکی حکم عدولی نہ کی جائے دوسری طرف والدین کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ بھوک وافلاس اور جاہلیت کے

عار کی بناء پر بچوں کو قتل نہ کریں اور انکی ایسی تربیت کریں کہ وہ معاشرہ کے معزز فرد بن سکیں۔
والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۔ (مریم ۵۵)

''اور وہ (اسماعیلؑ) اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے''

اور سورۃ الفرقان کے آخر میں مومنین خاصؑ کی یہ دعا ہے، رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿﴾ (الفرقان ۷۴)

''اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا دے''

مفسرین کے نزدیک ان آیات میں متقین سے مراد افراد خاندان ہیں۔

۸. خاندان کی تنظیم کے بعد اسلام نے تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے صلہ رحمی میں تمام رشتہ دار شریک ہیں اس دائرے میں ایک خاندان سے آگے بڑھ کر کئی خاندان شریک ہو جاتے ہیں جن میں باہمی خونی تعلق ہوتا ہے یا رشتے ناطے ہوتے ہیں قرآن کریم نے ایک خاندان کے افراد کے باہمی تعلق کے لئے احسان کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس کے بعد حکم دیا ہے کہ اپنی خوشیوں میں ذوالقربی کو یاد رکھا جائے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى ۔ (النساء ۳۶)

''والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرو''

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى ۔ (البقرہ ۱۷۷)

''اور باوجود عزیز رکھنے کے مال اپنے رشتہ داروں کو دے''

۹. ایک خاندان اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے بعد اس خاندان اور اس کے ہمسایہ

خاندان کے تعلقات کا مرحلہ آتا ہے۔اس میں ہمسایہ اہل محلّہ اور جان پہچان والے دوسرے لوگوں کا باہمی تعلق سامنے آتا ہے قرآن کریم نے ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور یہی حکم ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جن سے معمولی میل جول ہو اس دائرے میں اہل محلّہ آجاتے ہیں۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ٥

(النساء ۳٦)

''اور احسان کرو ہمساؤں، اجنبی ہمساؤں، پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ''

اہل محلّہ کے لئے مسجد کو پورے محلے کا محور بنایا گیا جہاں وہ پنجوقتہ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں اور باہم خوشیوں اور غم ودرد میں شریک ہوتے ہیں۔

۱۰. حکم دیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں سے ملاقات کی ابتدا سلام سے کی جائے اس طرح یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آپ سے بات کرنے والا جس انداز سے بات کرتا ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ بھی اسی انداز سے بات کریں یا اس سے بھی اچھے انداز سے بات کریں سلام کے لئے یوں تعلیم دی گئی،

وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا ۔ (النساء ۸٦)

''اور جب کوئی احترام کے ساتھ سلام کرے تو اسکو اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اس کی طرح''

۱۱. معاشرے کے اندر نادار، اپاہج یتیم اور بیوہ افراد کی نگہبانی کو ضروری قرار دیا گیا ہے سورۃ الماعون میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص خوف آخرت نہیں رکھتا جو،

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ٥

''جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور ناداروں کو کھانا کھلانے کے لئے ترغیب نہیں دیتا''

دوسری جگہ ہے،

وَفِیٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (الذاریات ۱۹)

''اور ان کے اموال میں سائل اور نادار کا حق ہوتا ہے''

اس مقصد کے لئے شریعت نے زکوۃ اور صدقات کو مشروع قرار دیا اور حکم ہوا کہ یہ فقراء ومساکین کا حق ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ ۝ (التوبہ ۶۰)

''بیشک صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں''

۱۲۔ غرض اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیاد عالمگیر انسانی برادری، رنگ ونسل کے بجائے عقائد واخلاق خاندانی نظام کی مضبوطی، جنس تعلقات کے انضباط، مردوعورت کے دائرہ کار کی علیحدگی اور عام انسانی دوستی کے جذبات اور اصولوں پر رکھی گئی ہے ایک مسلمان جس طرح اپنا اپنے خاندان اور اپنے محلے کا ہمدرد ہوتا ہے اسی طرح پوری انسانیت کا ہمدرد ہوتا ہے قرآنی نقطہ نظر سے وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں ہے جس میں پڑوسی ایک دوسرے کے دشمن اور ایک ہی منزل کے دو مختلف حصوں میں رہنے والے ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوں اور ہوں دونوں مسلمان۔

۱۳۔ یہ ہے ایک مجمل خاکہ قرآنی نظام معاشرت کا۔ اس کی جھلکیاں آج بھی کسی حد تک مسلمانوں کے معاشرے میں نظر آتی ہیں صدیاں گزر گئیں جبکہ مسلمانوں کا اجتماعی اور سیاسی نظام مختلف ہو چکا ہے بلکہ کئی مسلم معاشرے صدیوں تک غیر مسلم حکومتوں کی ماتحتی زندگی بسر کرتے رہے ہیں لیکن اسکے باوجود آج بھی قرآنی نظام میں معاشرے کے آثار موجود ہیں اور انہیں نہیں مٹایا جاسکا اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے اسلامی نظام شریعت کے لئے کچھ ایسی خاص اور مستحکم

حفاظتی تدابیر اختیار کیں جن کی بدولت انتہائی نامساعد حالات کے باوجود آج اسلامی معاشرہ زندہ ہے وہ تدابیر مختصراً حسب ذیل ہیں۔

ا: اسلام نے قرآن وسنت کی شکل میں اسلامی نظریہ حیات کے تصور کو زندہ رکھا مسلمانوں کے عقائد درست رہے اور سنت رسول ﷺ نے ہمیشہ انہیں حسن سلوک اور حسن معاشرت پر ابھارے رکھا حضور ﷺ کی ایک حدیث یہ ہے،

مَنْ سَنَّ سُنَّةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ عَمَلٍ بِهَا ۔

"جس نے بھی کسی اچھی روایت کی بنیاد رکھی اسے اسکا اجر ملے گا اور اس پر قیامت تک جو بھی عمل کرے گا اس کا اجر بھی"

اچھی روایت قائم کرنا بھی اسلامی معاشرت کے بقاء کا ضامن ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ ایسی روایات کو سینے سے لگائے رکھا۔ جن کا تعلق حسن سلوک، فیاضی، مہمان نوازی: بڑوں اور اساتذہ کا ادب اور دوسرے آداب سے تھا۔

ب: تعلیم کی وسعت اور اشاعت بھی اسلامی نظام معاشرت کے تحفظ کا اہم ذریعہ رہی۔ قرآن نے علم تدبر اور حکمت کو حد درجہ اہمیت دی۔ حضور ﷺ نے حصول علم کو انسانی فریضہ قرار دیا اور مسلمان ہمیشہ علم کے دوست رہے۔

ج: مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیں اسے پھیلائیں اور برائی سے روکیں یہ کام ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق فرض ہے چنانچہ مسلمانوں نے اپنے معاشرے میں ہمیشہ منکر پر نکیر کیا اور معروف کی حوصلہ افزائی کی اور یہ شعور اس حد تک آج بھی موجود ہے کہ جو لوگ بذات خود منکر میں مبتلا ہیں انکی اکثریت بھی معروف کو پسند کرتی ہے اور اسی کا احترام کرتی ہے۔

د: شریعت نے قرآنی نظام معاشرت کی اولین بنیاد، خاندان کو اس حد تک مضبوط کیا ہے کہ مسلمانوں میں خاندانی نظام اور خاندان کی گرفت آج تک مضبوط ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سیاسی، معاشی، قانونی اور تعلیمی نظام کے اضمحلال کے باوجود اسلامی معاشرہ کسی قدر زندہ ہے احیاھا اللہ الی الابد

قرآن کا مقصد:۔

قرآن کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی مذہب بھی ایسا نہیں ہوا ہے جس نے ایک ہی دین پر اکٹھے رہنے اور تفرقہ واختلاف سے بچنے کی تعلیم نہ دی ہو سب کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا دین بچھڑے ہوئے انسانوں کو جمع کر دینے کے لئے ہے الگ الگ کر دینے کے لئے نہیں ہے پس ایک پروردگار عالم کی بندگی و نیاز میں سب متحد ہو جاؤ اور تفرقہ و مخاصمت کی جگہ باہمی محبت و یک جہتی کی راہ اختیار کرو۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ (المومنون ۵۲)

”اور دیکھو یہ تمہاری امت فی الحقیقت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس (میری عبودیت و نیاز کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ اور) نافرمانی سے بچو“

قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ہی جامہ انسانیت دیا تھا لیکن تم نے طرح طرح کے بھیس اور نام اختیار کر لئے اور رشتہ انسانیت کی وحدت سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھر گئی تمہاری نسلیں بہت سی ہیں اسی لئے تم نسل کے نام پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہو تمہارے وطن بہت سے بن گئے ہیں اس لئے اختلاف وطن کے بعد ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو تمہاری قومیتیں بے شمار ہیں اس لئے ہر قوم دوسری سے دست وگریباں ہے تمہارے رنگ یکساں نہیں

اور یہ بھی باہمی نفرت وعناد کا بڑا ذریعہ بن گیا ہے تمہاری بولیاں مختلف ہیں اور یہ بھی ایک دوسرے سے جدا رہنے کی بہت بڑی حجت بن گئی ہے پھر ان کے علاوہ امیر وفقیر، نوکر وآقا، وضیع وشریف، ضعیف وقوی، ادنی واعلیٰ بے شمار اختلاف پیدا کر لئے گئے ہیں اور سب کی منشاء یہی ہے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہو۔ ایسی صورت میں بتلاؤ وہ رشتہ کونسا رشتہ ہے جو اتنے اختلافات رکھنے پر بھی انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دے اور انسانیت کا بچھڑا ہوا گھرانہ پھر از سر نو آباد ہو جائے۔

وہ (قرآن) کہتا ہے صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا مقدس رشتہ ہے تم کتنے ہی الگ الگ ہو گئے ہو، لیکن تمہارے اللہ تعالیٰ الگ الگ نہیں ہو سکتے، تم سب ایک ہی پروردگار کے بندے ہو، تم سب کی بندگی ونیاز کے لئے ایک ہی معبود کی چوکھٹ ہے، تمہاری کوئی نسل ہو، تمہارا کوئی وطن ہو، تمہاری کوئی قومیت ہو، تم کسی درجے میں اور کسی حلقہ کے انسان ہو، لیکن جب ایک ہی پروردگار کے آگے سر نیاز جھکا دو گے، تو یہ آسمانی رشتہ تمہارے تمام ارضی اختلافات مٹا دے گا، تم سب کے بچھڑے ہوئے دل ایک دوسرے سے جڑ جائیں گے۔ تم محسوس کرو گے، کہ تمام دنیا تمہارا وطن ہے، تمام نسل انسانی تمہارا گھرانہ ہے، اور تم سب ایک ہی رب العالمین کی عیال ہو۔

قرآن کیا چاہتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے خالق ورب اور مالک کل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ کائنات کا ہر گوشہ اور زندگی کا ہر شعبہ ہر ہر معاملہ اس کے اور اسی کے قانون ومنشاء کے تابع ہو ہر جگہ اور ہر ایک پر اسی کا امر جاری ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید ایسی حالت کو جہاں تمام انسانی معاملات میں فیصلہ کن

حیثیت شریعت الٰہی کو حاصل نہ ہو، فتنے کی حالت کہا ہے اور اس بات کو مومنین کا فرض قرار دیتا ہے کہ اسے ایسی حالت سے بدلیں کہ اللہ کے دین کو کلی طور پر غلبہ حاصل ہو جائے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۝ (التوبہ ۳۹)

''ان (اللہ تعالیٰ کے منکروں اور نافرمانوں) سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ (غلبہ کفر) کی حالت باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ کے لئے ہو جائے''

یہ صورت حال غلط اور فتنہ کیوں ہے اس کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ،

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝

(سورہ فاطر ۱۱، ۱۲، ۱۳)

''اللہ ہی نے تم کو پہلے مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی بوند سے پھر تمہارے (نر مادہ) کے جوڑے بنائے (تمہارے اوپر اس کے تصرف کا یہ عالم ہے) کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ (اللہ کے ہاں) ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے اللہ کے لئے یہ بہت معمولی کام ہے اور پھر (دیکھو) پانی کے دو ذخیرے (جو اللہ نے زمین میں رکھے ہیں)

یکساں نہیں ہیں ایک میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے پینے میں خوشگوار اور دوسرا اتنا کھاری کہ حلق چھیل دے، مگر دونوں سے تم تروتاز گوشت حاصل کرتے ہو، پہننے کے لئے زروجواہر نکالتے ہو اور (اسی پانی میں اللہ نے یہ خاصیت رکھ دی ہے کہ) تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اسکا سینہ چیرتی چلی جارہی ہیں (یہ اللہ نے اس لئے کیا ہے) تاکہ تم اللہ کا فضل (ذرائع معاش) تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔ وہی رات کو دن اور دن کو رات بناتا ہے اس نے سورج اور چاند تک کو ایک ضابطے کے تابع اور اسکا پابند بنا رکھا ہے یہ سب کچھ ایک مقررہ وقت تک چلے جارہا ہے وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے اور جن لوگوں کو تم اسے چھوڑ کر پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک نہیں" مزید فرمایا کہ،

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ٥ (الاعراف ۵۴)

"بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کی اور پھر اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ سورج چاند اور ستارے سب اسکے تابع فرمان ہیں سن لو کہ خلق اسی کی ہے تو حکم بھی اسی کا چلنا چاہئے بڑا ہی بابرکت ہے اللہ تمام جہانوں کا مالک و پروردگار"

قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ٥ (آل عمران ۱۵۴)

"اے حضرت محمد ﷺ، ان سے کہہ دو کہ امر (میں کسی کا کوئی حصہ نہیں یہ) کل کا کل اللہ ہی کے لئے ہے"

پس بنی نوع انسان کے لئے صحیح طرز عمل صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا پورا نظام اسی طرح امر الٰہی پر قائم اور اس کے تابع ہو جس طرح باقی ساری کائنات اور

اس کی ہر شے امر الٰہی کے تابع ہے کوئی دوسرا طرز عمل نہ عقلاً صحیح ہے نہ اخلاقاً درست اور نہ قانوناً جائز ثابت کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید سوال کرتا ہے،

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران ۸۳)

''کیا یہ لوگ اللہ کے دین کی راہ چھوڑ کر زندگی کا کوئی اور راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور پلٹ کر بھی سب کو اسی کے پاس جانا ہے''

لہٰذا نزول قرآن مجید کے سلسلے میں سب سے اہم اور بنیادی کام جو ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس بات پر پوری سنجیدگی سے غور کیا جائے کہ قرآن مجید کے نزول کے مقصد اور اس سے ہم پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور فرائض کو ہم نے کہاں تک سمجھا اور ادا کیا ہے کیونکہ دنیا میں ہماری سربلندی اور آخرت میں نجات کا سارا دارومدار اسی پر ہے۔

کتاب فضائل القرآن

قرآن پاک کے فضائل کا ذکر:۔

۱۔ عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

(رواہ البخاری)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں وہ شخص سب سے اچھا ہے جو قرآن پاک پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے''

۲۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَاْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ) فَقَالَ اَفَلَا يَغْدُوْا اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ اَوْيَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَّاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَّمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ۔

(رواہ مسلم)

''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہم صفہ (مقام) میں تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا تم میں سے کون شخص پسند کرتا ہے کہ روزانہ بطحان یا وادی عقیق میں جائے اور وہاں سے دو بلند کوہان والی اونٹنیاں بغیر چوری اور قطع رحمی کے لائے ہم نے عرض کیا ہم میں سے ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص علی الصبح مسجد کی جانب جائے وہ دو آیتیں اللہ کی کتاب سے سیکھے یا پڑھے یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور چار آیات سے زیادہ علیٰ ھذا القیاس شمار کرتے جائیں ان کی تعداد کے برابر اونٹنیوں سے بہتر ہیں''

ماہر قرآن کا بدلہ:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ. (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظی اور معنوی طور پر مہارت پیدا کرنیوالا ان معزز لکھنے والے اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہو

گا۔ جو معزز اور جو شخص قرآن مجید پڑھتے وقت اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس بارے میں مشقت ودقت محسوس کرنے کے باوجود حصول قرآن مجید مشغول رہتا ہے اسکو دوگنا ثواب ملے گا۔

اس کا مطلب ہے کہ قرآن پاک میں مہارت پیدا کرنیوالا ان فرشتوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا جو قرآن پاک کو لوح محفوظ سے نقل کر کے آسمان دنیا پر لاتے رہے ہیں اور قرآن پاک جسکی زبان پر جاری نہ ہو اور وہ اس کے لئے کوشش سے نہ رکے اسکو دگنا ثواب ملتا ہے۔

قرآن پڑھنے والے کا مقام:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاحَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ ۔ (متفق علیہ)

”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد کرنا جائز نہیں مگر دو شخصوں پر اول تو وہ جس کو اللہ نے قرآن پاک کا علم دیا وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے یعنی اسے نماز میں بطور قرآءت پڑھتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے دولتمند بنایا اور وہ اپنی دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات دن لی گھڑیوں میں خرچ کرتا رہتا ہے“

قرآن کریم کے لکھنے والے اعلیٰ خصوصیات کے حامل ہیں اور ان کی صحت کتابت کی ضمانت بھی دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے،

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝

”وہ ایسے صحیفوں میں ہیں جو مکرم ہیں اونچے درجے کے ہیں مقدس ہیں جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں جو مکرم ہیں نیک ہیں“

قرآن پڑھنے والے کا قیامت کی دن سفارشی بننا:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَاَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ۔ (رواہ احمد والترمذی)

''حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کو پڑھا پس دل کے ساتھ اس کے حلال حرام اور اوامر ونواہی کا لحاظ رکھا اور زندگی بھر ایسا ہی مظاہرہ کیا اللہ پاک اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے خاندان کے دس آدمیوں کے متعلق جو قطعی دوزخی ہو چکے ہیں ان کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کر کے ان کو جنت میں داخل کرے گا''

قرآن کریم پڑھنے والوں کی نیکیاں:۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ (الٓمّٓ) حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ (رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کتاب اللہ سے ایک حرف کی تلاوت کی اس کو اس کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس گناہ ہے میں نہیں کہتا ہوں الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے (ترمذی، دارمی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ترجمہ سے پڑھے یا بغیر ترجمہ کے کیونکہ الف، لام، میم سے بھی نیکیاں ملتی ہیں مگر اس کا کوئی ترجمہ نہیں بِفَهْمٍ اَوْ بِغَيْرِ فَهْمٍ ۔

قرآن حفظ کرنے والے کے والدین کی فضیلت :۔

وَعَنْ مُعَاذِنِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ اَحْسَنَ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا ؟ (رواہ احمد وابوداؤد)

’’حضرت معاذ الجہنیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن کو حفظ کیا اس کے مطابق عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ اور عمدہ ہوگی جو تمہارے گھروں میں ہوتی ہے پس تمہارا اس شخص کے بارہ میں کیا خیال ہے جو قرآن پاک پر عمل پیرا ہے‘‘

قرآن پر عمل کرنا بلند درجات کا باعث ہے :۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ ۔ (رواہ مسلم)

’’حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ اللہ اس کتاب کی بدولت کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو اس کی بدولت ذلیل کرتا ہے‘‘

دل سے قرآن پڑھا جائے تو آسمان سے فرشتے سننے کے لئے آتے ہیں

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیرؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ رات کے وقت سورہ البقرہ کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کا گھوڑا اس کے قریب بندھا ہوا تھا اچانک گھوڑا کودنے لگا جب وہ خاموش ہوا گھوڑا بھی کودنے سے رک گیا پھر اس نے تلاوت کی تو گھوڑا بھی کودنے لگا جب وہ خاموش ہوا تو گھوڑا بھی کودنے سے رک

گیا پھر اس نے پڑھنا شروع کیا گھوڑا کودنے لگا، چنانچہ حضرت اسیدؓ (نفل) نماز سے فارغ ہوئے اس کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا وہ خوفزدہ ہو گیا کہ (گھوڑے کے کودنے سے) بچہ کو کچھ تکلیف نہ پہنچ جائے اور اور جب بچے کو (گھوڑے سے دور ہٹا دیا) تو اس نے آسمان کی جانب سر بلند کیا تو وہاں سائبان سا نظر آیا جس میں چراغ سے دکھائی دے رہا تھا جب صبح ہوئی تو اس نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو کہہ سنایا آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن حضیر تم پڑھتے رہتے اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو روند نہ ڈالے اور اس سے بالکل نزدیک تھا چنانچہ میں (نماز روک کر) اس کی طرف گیا اور میں نے آسمان کی جانب سر اٹھایا تو وہاں سائبان سا نظر آیا جس میں روشنیاں سی دکھائی دے رہی تھیں، جب میں (گھر سے) باہر نکلا تو مجھے روشنیاں نہ نظر آئیں آپ ﷺ نے دریافت کیا تجھے معلوم ہے یہ روشنیاں کیا تھیں اس نے نفی میں جواب دیا نبی ﷺ نے فرمایا یہ فرشتے تھے تیری قرآءت سننے کے لئے اترے تھے اور اگر تو قرآءت جاری رکھتا تو صبح ہونے تک لوگ انہیں دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

(بخاری ومسلم)

البتہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم شریف میں ان الفاظ میں باہر نکلا بغیر متکلم کے بول یہ الفاظ ہیں کہ وہ سائبان خفاء میں بلند ہو گیا۔

مومن اور منافق کی مثال:۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَارِیْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ

لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ اَلْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ۔

''حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے نارنگی جیسی ہے جس کی مہک عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ ہے اور اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی مہک نہیں البتہ اس کا ذائقہ شیریں ہے اس منافق کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا حنظل جیسی ہے جس کی مہک نہیں اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے نازبو کے حصوں جیسی ہے جس کی مہک عمدہ ہے البتہ ذائقہ کڑوا ہے'' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کے مطابق عمل پیرا ہے اس کی مثال نارنگی کے پھل جیسی ہے اور وہ ایمان دار شخص جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا۔ البتہ قرآن پاک (کے تقاضوں) کے مطابق عمل کرتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے''

قرآن اپنے پڑھنے والے کے لئے جھگڑا کرے گا عذاب سے نجات کے لئے

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْآنِ يُحَاجُّ الْعِبَادَلَهُ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِي اَلَا مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ (رواہ فی شرح السنۃ)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ

ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن (اللہ کے) عرش کے نیچے تین چیزیں بندوں سے جھگڑا کریں گی ایک قرآن اس کے الفاظ اور معانی ہیں دوسری امانت (یعنی حقوق اللہ) اور تیسری قرابت داری وہ آواز لگائے گی خبر دار جس نے جسے ملایا اللہ اس کو ملائے اور جس نے میرا خیال نہ رکھا اللہ بھی اس کا خیال نہ رکھے''

وضاحت:۔

اس حدیث کی سند میں کثیر بن عبداللہ راوی ضعیف ہے۔

آخرۃ میں قرآن پڑھنے والے کا مقام:۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَاْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا ۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کے ساتھ وابستگی رکھنے والے شخص سے کہا جائے گا کہ تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے جنت کے درجات کی جانب بلند ہوتے جاؤ البتہ قرآن پاک کی تلاوت آہستہ آہستہ کرنا جیسا کہ تم دنیا میں آہستہ آہستہ کرتے تھے تمہارا مقام وہ ہے جہاں تک اپنی آخری آیت کی تلاوت کرو گے''

قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے فتنوں سے محفوظ رہیں گے

حضرت حارث اعورؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا وہاں لوگ گفتگو میں مشغول تھے چنانچہ میں حضرت علیؓ کے ہاں گیا تو میں نے انہیں بتایا انہوں نے پوچھا کیا

واقعی وہ ایسا کر رہے ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا حضرت علیؓ نے فرمایا خبردار میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا خبردار عظیم فتنے ہوں گے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ان سے نجات کی صورت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب (کے ساتھ مکمل وابستگی اختیار کرنا) ہے اس میں گزشتہ اقوام کے واقعات ہیں اور مستقبل کی پیشین گوئیاں ہیں اور تمہارے درمیان وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے فیصلے ہیں یہ کتاب حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے (اس سے) باطل (کا شائبہ تک) نہیں ہے جو متکبر شخص قرآن پاک پر عمل نہیں کرتا اللہ اس کو تباہ برباد کر دیتے ہیں اور جو شخص قرآن پاک کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے ہدایت طلب کرے اللہ اس کو ہدایت کی راہ سے گمراہ کر دیتے ہیں قرآن پاک تو اللہ کی مضبوط رسی ہے وہ نصیحت ہے اور حکمت کی باتوں سے بھرا ہوا ہے اور سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے وہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی تابعداری کرتے ہوئے خواہشات راہ حق سے دور نہیں کر سکتیں اور زبانیں اس کی ادائیگی میں دقت محسوس نہیں کرتیں اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور بار بار تلاوت سے لذت میں کچھ کمی نہیں آتی اس کے معارف ختم نہیں ہوتے قرآن پاک اللہ کا وہ کلام ہے کہ جب جنوں نے سنا تو وہ اس اظہار سے رک نہ سکے کہ ہم نے ایسا قرآن سنا ہے جو عجیب ہے وہ حق کی جانب راہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو شخص قرآن پاک کے حوالے سے بات کرتا ہے اس کی باتیں سچی ہیں اور جو شخص قرآن پاک پر عمل پیرا رہتا ہے اسے ثواب دیا جاتا ہے جو شخص اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اس کے فیصلے عادلانہ ہوتے ہیں اور جو شخص اس کی جانب دعوت دیتا ہے وہ لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے۔

(ترمذی۔ دارمی)

ہر مسلمان کو قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ یاد کرنا ضروری ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔

(رواه الترمذی والدارمی وقال الترمذی هذا حدیث صحیح)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں قرآن پاک کا کچھ حصہ نہیں ہے وہ بے آباد گھر کی مانند ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے''

قرآن کریم پڑھنے سے بن مانگے ہر مراد پوری ہوتی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْاَلَتِیْ اَعْطَیْتُهٗ اَفْضَلَ مَآ اُعْطِی السَّآئِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ۔

(رواه الترمذی هذا حدیث حسن غریب)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک نے مجھ سے دعا اور سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اس شخص کو (ان سے) بہت افضل عطیہ دوں گا جو سوال کرنے والوں کو عطا کیا تھا اور اللہ کے کلام کو تمام کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے''
(ترمذی، دارمی بیہقی شعب الایمان) اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے''

سونے سے پہلے رات کو تلاوت ضرور کرنی چاہیے جس قدر ہو سکے:۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَنْ قَرَاَ فِیْ لَیْلَةٍ مِّائَةَ اٰیَةٍ لَّمْ یُحَاجَّهُ الْقُرْآنُ تِلْکَ اللَّیْلَةَ وَمَنْ قَرَاَ فِیْ لَیْلَةٍ مِّائَتَیْ آیَةٍ کُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَیْلَةٍ وَمَنْ قَرَاَ فِیْ لَیْلَةٍ خَمْسَ مِائَةٍ اِلَی الْاَلْفِ اَصْبَحَ وَلَهٗ قِنْطَارٌ مِّنَ الْاَجْرِ قَالُوْا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا ۔ (رواہ الدارمی)

''حضرت حسن بصریؒ سے مرسل روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک رات میں (قرآن پاک سے) سو آیات تلاوت کیں تو قرآن پاک اس رات اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جس شخص نے ایک رات میں (قرآن پاک سے) دو سو آیات تلاوت کیں تو اس کے (نامہ اعمال میں) ایک رات کے قیام کا ثواب ثبت ہو جاتا ہے اور جس شخص نے ایک رات میں (قرآن پاک سے) پانچ سو آیات سے ایک ہزار آیات تک تلاوت کیں تو وہ صبح کرے گا تو قنطار کے برابر اس کو ثواب ملے گے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا قنطار سے مقصود کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بارہ ہزار دینار ہیں''

قرآن پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے:۔

عَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَاُ سُوْرَةَ الْکَهْفِ وَاِلٰی جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهٗ یَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔

(متفق علیہ)

''حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پہلو میں ایک گھوڑا دو رسوں میں بندھا ہوا تھا اچانک اس

شخص پر بادل سایہ فگن ہو گیا بادل قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور گھوڑا بدکنے لگا صبح ہونے پر وہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ کہہ سنایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ (اللہ کی جانب سے) سکینت تھی جو قرآن پاک کی تلاوت کے سبب نازل ہوئی تھی‘‘

استاد کا شاگرد کو پڑھ کر سنانا:۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ ((لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا)) قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى۔ (متفق علیہ)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا ہے اللہ نے حکم دیا کہ میں قرآن پاک کی تلاوت کر کے تجھے سناؤں انہوں نے دریافت کیا اللہ نے آپ ﷺ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اس نے دریافت کیا اچھا تو میرا ذکر رب العالمین کے پاس ہوا ہے آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اس پر (خوشی سے) ان کی دونوں آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں (لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) سورت کی تجھ پر تلاوت کروں انہوں نے دریافت کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا (یہ سن کر) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے‘‘

استاد کا شاگرد سے قرآن سننا:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَلَى

الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ (متفق علیہ)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جبکہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے (اے عبداللہ) تو مجھے تلاوت قرآن سنا میں نے عرض کیا میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناؤں جب کہ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں کسی دوسرے سے قرآن پاک سنوں۔ چنانچہ میں نے سورت النساء کی تلاوت شروع کردی جب میں اس آیت پر پہنچا (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور تجھے ہم ان پر (بطور) گواہ لائیں گے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا اب بس کرا چانک میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھائی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے''

نبی ﷺ کی قرآءۃ کی کیفیت:۔

عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّهُ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَؓ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی)

''حضرت لیث بن سعد بن ابی ملیکہ سے روایت ہے وہ حضرت یعلی بن مملک سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے حضرت ام سلمہؓ سے نبی ﷺ کی تلاوت قرآن کے بارے میں

دریافت کیا انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کی تلاوت واضح ہوتی تھی ایک ایک حرف الگ کر کے تلاوت فرماتے تھے“

کاش ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اس طرح تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تلاوۃ قرآن میں سستی کرنے سے قرآن بھول جاتا ہے:۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا ۔ (متفق علیہ)

”حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کا خیال رکھو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ رسی کھل جانے کے بعد اس قدر تیزی کے ساتھ نہیں بھاگتے جس قدر تیزی کے ساتھ قرآن (سینوں سے) نکل جاتا ہے“

قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْآنِ ۔ (متفق علیہ)

”حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک کسی (آواز) پر اتنا کان نہیں لگاتے جس قدر پیغمبر علیہ السلام کی (آواز) پر کان لگاتے ہیں جب وہ خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں“

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَمَا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ یَجْھَرُ بِہٖ۔ (متفق علیہ)

''حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک کسی (آواز) پر اتنا کان نہیں لگاتے جس قدر پیغمبر علیہ السلام کی آواز پر کان لگاتے ہیں جب وہ خوبصورت آواز کے ساتھ بلند آواز سے تلاوت فرماتے ہیں''

ہر عمل سے بہتر قرآن کی تلاوت ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ قُرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيْ غَيْرِ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ ۔

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا نماز کے علاوہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے افضل ہے اور نماز کے علاوہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنے سے افضل ہے اور سبحان اللہ کہنا صدقہ کرنے سے افضل ہے اور صدقہ کرنا روزہ رکھنے سے افضل ہے اور روزہ دوزخ سے محفوظ کرنے والا ہے''

تلاوت کرنے کے فضائل:۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَوْسِ الثَّقَفِيِّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ ۔ (مشکوۃ)

''حضرت عثمان بنؓ عبداللہ بن اوس ثقفیؓ سے روایت ہے وہ اپنے دادا سے بیان

کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بغیر مصحف کے قرآن پاک سے ہزار درجہ ثواب ہے اور مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنے سے دو ہزار درجہ تک ثواب ملتا ہے''

قرآن کی سورتوں کے فضائل

تلاوت قرآن سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَآءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا جِلَاءُهَا ؟ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسا کہ لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے جب اس کو پانی لگے آپ ﷺ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول زنگ دور کرنے کا آلہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کثرت کے ساتھ موت کو یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا'' (بیہقی نے چاروں احادیث کو شعب الایمان میں ذکر کیا ہے)

بعض آیات اور سورتوں کے فضائل:۔

عَنْ اَيْفَعَ بْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ سُوْرَةِ الْقُرْآنِ اَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ فَاَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ اَعْظَمُ قَالَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ فَاِنَّهَا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ۔ (رواہ الدارمی)

''حضرت ایفع بن عبدالکلاعیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ قرآن پاک کی کون سی سورت زیادہ عظمت والی ہے آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کیا قرآن پاک کی کون سی آیت زیادہ عظمت والی ہے آپ ﷺ نے فرمایا (آیۃ الکرسی) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہے اس نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ کون سی آیت ہے جس کو آپ ﷺ محبوب جانتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو حاصل ہو یعنی اس کی برکت حاصل ہو آپ ﷺ نے فرمایا سورت البقرہ کی آخری دو آیات ہیں''

وہ اللہ کی رحمت کے خزانوں سے ہیں اس کا نزول عرش کے نیچے سے ہوا ہے اللہ نے اس امت کو اس کا عطیہ دیا ہے اور یہ دنیا اور آخرت کی تمام برکتوں پر مشتمل ہے۔ (دارمی)

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت:۔

عَنْ عَبْدِالْمُلْکِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (رواه الدارمی والبیهقی شعب الایمان)

''حضرت عبدالملک بن عمیر مرسل روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب کی تلاوت ہر بیماری سے شفاء دیتی ہے۔ (دارمی بیہقی شعب الایمان)

سورۃ آل عمران کی آخری آیات کی فضیلت:۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍؓ قَالَ مَنْ قَرَأَ آخِرَ (آلِ عِمْرَانَ) فِيْ لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سورت آل عمران کی آخری آیات رات کے لمحات میں تلاوت کی تو اس کے لئے رات کا قیام ثابت ہوجاتا ہے۔(دارمی)

سورۃ آل عمران کی فضیلت:۔

عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ (اٰلِ عِمْرَانَ) يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ اِلَى اللَّيْلِ۔ (رواہ الدارمی)

”مکحول سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے جمعہ کے دن سورت آل عمران کی تلاوت کی فرشتے رات بھر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں“

جس دل میں قرآن ہوگا اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے بچالے گا اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَى الْقُرْآنَ ۔ (کنز الاعمال)

قرآن کریم پڑھا کرو جس دل میں قرآن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا

قرآن کریم کی تلاوت افضل عبادت ہے:۔

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِيْ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ۔ (بیہقی)

”میری امت کی بہترین عبادت قرآن کریم کی تلاوت ہے“

قرآن اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ۔ (مسلم)

”قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے لئے سفارشی ہوکر آئے گا“

ایک اہم واقعہ آیت الکرسی کے بارہ میں:۔

ایک تاجر بہت سارا مال لے کر مصر سے دوسرے شہر تجارت کے لئے گیا اس کے پیچھے چور لگ گئے وہ رات کو ایک جنگل میں ٹھہرا اور سات مرتبہ آیۃ الکرسی جہات ستہ کی طرف پڑھی تاکہ امن سے رات بسر کرے وہ آیۃ الکرسی پڑھتا تھا چور نے چوری کرنی چاہی جب اس کے قریب جاتا تو ایک مضبوط دیوار پاتا کسی طرح تاجر تک پہنچنا ممکن نہ ہوا۔ چور نے اس رات چھوڑ دیا صبح کو تاجر نے کوچ کیا اور دور علاقہ میں جا کر دوسری رات قیام کے لئے پھر ٹھہرا چور پھر اس کے پیچھے لگا پھر اسی طرح دیوار کو پایا چوری نہ کر سکا تیسری رات پھر کوشش کی مگر ناکام رہا آخر چور نے سمجھا کہ یہ مدد الٰہی ہے پھر تاجر سے کہا میں تین راتوں سے تیری تاک میں ہوں مگر تجھ تک اور تیرے مال تک نہیں پہنچ سکا جب میں نے چوری کا ارادہ کرتا ہوں ایک دیوار کو اپنے اور مال کے درمیان پاتا ہوں کیا وجہ ہے اس کی خبر دے اس نے کہا جب بھی میں کسی جگہ قیام کی غرض سے ٹھہرتا ہوں تو سات بار آیۃ الکرسی پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ میری مدد کرتا ہے چور سے محفوظ کر دیتا ہے۔

(فصل الخطاب فی فضل الکتاب)

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بالیقین کسی قوم پر عذاب نازل فرمانے والا ہی ہوتا ہے اس قوم کے بچوں میں سے ایک بچہ کتاب اللہ سے سورۃ الفاتحہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کو سنتا ہے اور اس کی برکت سے اس قوم سے چالیس سال کے لئے عذاب اٹھالیتا ہے۔ (اخرجہ الثعلبی)

قرآن کریم کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے،

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو سولہ سال مارا گیا اور تین بادشاہوں نے مارا پیٹا، باپ، دادا، قصور یہ تھا وہ کہتے تھے قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ کہتے تھے قرآن مخلوق ہے اس بات پر سولہ سال سزا دی گئی اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا خواب میں دیدار کروایا جوانہوں نے دل کی آنکھوں سے رب العالمین کا دیدار کیا تو فوراً سوال کیا یا اللہ آپ کا قرب کس چیز سے حاصل ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے قرآن کریم جو میرا کلام ہے حضرت امام احمد بن حنبل نے عرض کیا یا اللہ قرآن کریم کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے (بفہم یا بغیر فہم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سمجھ کر ہو یا بغیر سمجھے دونوں طرح سے میرا قرب نصیب ہوگا۔

(منہاج القاصدین الامام احمد بن عبدالرحمٰن بن قدامۃ المقدسی)

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت:۔

حضرت ابوسعید بن معلیٰؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے تھے کہ میں مسجد نبوی میں نماز ادا کر رہا تھا کہ مجھے نبی ﷺ نے بلایا میں آپ ﷺ کے بلانے پر نہ گیا بعد ازاں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نماز ادا کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا اللہ کا فرمان نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر آؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے پہلے کہ تو مسجد سے باہر نکلے قرآن پاک کی عظمت والی سورت کے بارے میں آگاہ نہ کروں چنانچہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن پاک کی نہایت عظمت والی سورت سے آگاہ کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے اس سورت کی سات آیات ہیں جن کی بار بار تلاوت ہوتی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا۔ (بخاری)

وضاحت:۔

رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر صحابی نماز ادا کرتا رہا اسے معلوم تھا کہ نماز میں کلام کرنا ممنوع ہے اس لئے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ بعدازاں جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے اسے آگاہ کیا کہ قرآن پاک کی آیت کی روشنی میں جب بھی میں تمہیں بلاؤں اس وقت تمہارا آنا ضروری ہے اگرچہ تم نماز ادا کرنے میں مصروف ہو حقوق مصطفیٰ ﷺ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سورۃ الفاتحہ کی عظمت:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَاُ فِی الصَّلٰوةِ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَآ اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِیْ اُعْطِيْتُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَى الدَّارِمِیُّ مِنْ قَوْلِهٖ مَا اُنْزِلَتْ وَلَمْ يَذْكُرْ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ تو نماز میں کیا تلاوت کرتا ہے اس نے سورت الفاتحہ تلاوت کی (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی بلاشبہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک میں اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی بلاشبہ اس سورت کی سات آیات ہیں جن کی بار بار تلاوت ہوتی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا

کیا گیا۔ (ترمذی) اور دارمی نے اس قول اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی کا ذکر کیا جب کہ حضرت ابی بن کعبؓ کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ (جو آغاز حدیث میں ہے) اور امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حفاظ کو قرآن کی تلاوت سے غافل نہیں رہنا چاہئے:۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَأُوْهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِّسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهُ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَالنِّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه ـ

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو (اس کے بعد) اس کی تلاوت کرتے رہو یاد رکھو قرآن پاک کی مثال جب کوئی شخص اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر تلاوت کرتا ہے اور اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اس تھیلے کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا ہے اس کی خوشبو ہر جگہ مہک رہی ہے اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی پھر وہ (غافل ہو کر) سویا رہا حالانکہ قرآن پاک اس کے دل میں اس تھیلے کی مانند ہے جس میں کستوری بھری ہے (لیکن) اس کا منہ (رسی کے ساتھ) باندھا گیا ہے۔

سورۃ المومن کی دو آیات اور آیۃ الکرسی کی فضیلت:۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الْمُؤْمِنَ إِلٰى إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَ بِهِمَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ ـ (رواہ الترمذی والدارمی)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حم المؤمن سورہ کی اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اور آیۃ الکرسی کی صبح کے وقت تلاوت کی توان دونوں کی (تلاوت کی برکت سے) شام تک (اللہ کی) حفاظت میں رہے گا اور جس شخص نے ان دونوں کی شام کے وقت تلاوت کی توان دونوں (کی تلاوت کی برکت) سے وہ صبح تک (اللہ کی) حفاظت میں رہے گا۔ (ترمذی، دارمی)

سورۃ الکہف کی تین آیات کی تلاوت فتنہ دجال سے محفوظ کرلیں گی:۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. (رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن صحيح)

''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ الکہف کی شروع کی تین آیات کی تلاوت کی وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہیگا''

سورۃ الدخان کی فضیلت:۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانِ فِیْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهٗ. (رواه الترمذی)

''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعۃ المبارک کی رات میں سورۃ حم الدخان کی تلاوت کی اس کے (صغائر) گناہ معاف ہوجاتے ہیں''

قرآن کی وجہ سے امت محمدیہ کی فضیلت :۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَرَاَ طٰهٰ وَیٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّةٍ یَّنْزِلُ هٰذَا عَلَیْهَا وَطُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰی لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا ۔ (رواہ دارمی)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے سے دو ہزار سال قبل سورت طٰہٰ اور یسین کی تلاوت کی جب فرشتوں نے قرآن پاک کو سنا تو انہوں نے کہا (وہ) امت خوش قسمت ہے جس پر اس قرآن کا نزول ہوگا اور وہ سینے خوش قسمت ہیں جو اس قرآن کو محفوظ کرلیں گے۔ نیز وہ زبانیں خوش قسمت ہیں جو اسکی تلاوت کریں گی۔ (دارمی)

سورۃ الدخان کی فضیلت :۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَاَ (حٰمٓ) اَلدُّخَانِ فِیْ لَیْلَةٍ اَصْبَحَ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلِكٍ ۔ (رواہ الترمذی)

”حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ حم الدخان کی (کسی) رات تلاوت کی وہ صبح کرے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے“

سورۃ الاخلاص کی تلاوت سے جنت میں محل تیار ہوتا ہے :۔

وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بُنِیَ لَهٗ بِهَا قَصْرٌ فِی الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَ عِشْرِیْنَ مَرَّةً بُنِیَ لَهٗ بِهَا قَصْرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِیْنَ مَرَّةً بُنِیَ لَهٗ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُوْرٍ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَنُکْثِرَنَّ قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِکَ۔ (رواہ الدارمی)

''حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت وہ نبی ﷺ سے مرسل بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دس بار قل ھو اللہ احد (سورۃ) تلاوت کرتا ہے اس کے لئے اس کے سبب جنت میں ایک محل تعمیر ہو جاتا ہے اور جس شخص نے بیس بار تلاوت کی اس کے لئے اس کی وجہ سے جنت میں دو محل تعمیر ہوتے ہیں اور جو شخص تیس بار تلاوت کرتا ہے اس کے لئے اس کے سبب جنت میں تین محل تعمیر ہو جاتے ہیں اس پر حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم اللہ کے رسول ﷺ اس طرح تو ہم کثرت کے ساتھ محل تعمیر کر لیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ وسعتوں والا ہے''

سورۃ الاخلاص کی فضیلت:۔

وَعَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ وَّکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَیَخْتِمُ بِهٖ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ۔ (متفق علیہ)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو ایک چھوٹے لشکر پر امیر مقرر فرمایا وہ شخص نماز میں (امامت کراتے ہوئے) اپنی تلاوت کو قُلْ هُوَ

اللّٰہُ اَحَدٌ سورت کے ساتھ ختم کرتا تھا جب (لشکر میں شریک) لوگ واپس آئے انہوں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے دریافت کرو کہ وہ کس کے لئے کرتا ہے انہوں نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا اس سورت میں اللہ کی صفات (اور اسماء) کا ذکر ہے اس لئے میں اس سورت کی تلاوت کو محبوب جانتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اسے اطلاع کر دو اللہ بھی اس کو محبوب جانتا ہے''

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَةِ (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّةَ ۔

(رواہ الترمذی وروی البخاری معناہ)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی سورت کو محبوب جانتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخلہ دلوائے گی (ترمذی) امام بخاریؒ نے اس کی ہم معنی روایت ذکر کی ہے''

سورۃ الاخلاص کے بارے میں ہدایت :۔

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب لوگ آپس میں ایسے سوال کریں گے کہ کوئی کہے گا مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ آخر تک پڑھے اور وہ شخص اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھے ابن ہمام کہتے ہیں صمد وہ ہے جس کی طرف گھبراہٹ کے وقت پناہ ڈھونڈی جائے ۔

سورۃ البقرہ کی دو آیات:۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ (رواه الترمذی والدارمی)

''حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے سے دو ہزار سال قبل ایک کتاب کو تحریر فرمایا اس میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن کے ساتھ سورۃ البقرہ کو ختم کیا گیا ہے جب بھی کسی گھر میں یہ دونوں آیتیں تین رات تلاوت کی جائیں تو شیطان اس گھر کے نزدیک نہیں جائے گا''

سورۃ یٰسٓ کی فضیلت:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ ۔

(رواہ الترمذی والدارمی)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے جس شخص نے سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کی اس کی تلاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس بار قرآن پاک تلاوت کرنے کے برابر (ثواب) ثابت فرمائیں گے''

اللہ تعالیٰ یٰسٓ کی تلاوت سے انسان کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَاَ

یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّہَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ۔ (رواہ الدارمی مرسلا)

”حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے شروع دن میں سورت یسین کی تلاوت کی اس کی تمام ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں“

سورۃ یٰسٓ کی تلاوت سے گناہ معاف ہوتے ہیں:۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارِ الْمُزَنِیِّؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَاَ یٰسٓ اَبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَءُوْھَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

”حضرت معقل بن یسار مزنیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے سورت یٰسٓ کی تلاوت کی اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں پس تم اپنے فوت ہونے والوں کے پاس سورہ یٰسٓ کی تلاوت کیا کرو“

سورۃ البقرہ کی فضیلت:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامًا وَاِنَّ سَنَامِ الْقُرْآنِ سُوْرَۃُ (الْبَقَرَۃِ) وَاِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ لُبَابًا وَاِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ الْمُفَصَّلُ۔ (رواہ الدارمی)

”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے اور قرآن پاک کی بلندی سورۃ البقرہ ہے اور ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن پاک کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں“

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ نے کفار کو اندھا کر دیا:۔

جب قریش کے یہ سب لوگ نبی ﷺ کے دروازے پر جمع ہوئے تو ابو جہل بھی انکے ساتھ تھا اس نے کہا محمد ﷺ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میری اتباع کرو گے تو عرب کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر تم کو ایسے باغات ملیں گے جیسے اردن میں ہیں اور اگر میری اتباع نہ کرو گے تو دنیا میں قتل و غارت ہوں گے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر آگ میں جلو گے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ایک بڑے برتن میں خاک بھر کر لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ہاں میں یہی بات کہتا ہوں مگر ان لوگوں کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اندھی کر دیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا اور رسول کریم ﷺ سورۃ یٰس کے شروع کی آیتیں لایبصرون تک پڑھتے جاتے تھے اور انکے سروں پر خاک ڈالتے جاتے تھے یہاں تک جب آپ فارغ ہوئے تو اپنے کام کو تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو بالکل خبر نہ ہوئی یعنی قرآن کی وجہ سے اللہ نے انہیں اندھا کر دیا۔

سورۃ یٰس کے فضائل وخواص:۔

سورۃ یٰس کی پہلی تین آیات کا اگر خوف زدہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پڑھیں تو انکو امن نصیب ہوگا،

چنانچہ حضرت حرث بن اسامہؓ نے اپنی مسند میں نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے سورۃ یٰس کے فضائل میں بیان فرمایا ہے کہ اگر خوف زدہ اس کو پڑھے گا اس کو امن نصیب ہوگا اور اگر بھوکا پڑھے گا اس کو روزی نصیب ہوگی اور اگر برہنہ پڑھے گا اس کو لباس ملے گا اور اگر

پیاسا پڑھے گا اس کو پانی ملے گا اور اگر بیمار پڑھے گا اس کو شفاء ہوگی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت خواص اس کے بیان فرمائے۔ (سیرت النبی لا بن ہمام)

سورۃ الاخلاص اور معوذتین کی فضیلت:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ خُبَیْبٍؓ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ لَیْلَۃٍ مَطَرٍ وَّظُلْمَۃٍ شَدِیْدَۃٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاَدْرَکْنَاہُ فَقَالَ قُلْ قُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُصْبِحُ وَحِیْنَ تُمْسِیْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ۔

(رواہ الترمذی ،ابوداؤد ،والنسائی)

''حضرت عبداللہ بن خبیبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بارش اور سخت آندھی والی رات میں باہر نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ سے جا ملے آپ ﷺ نے فرمایا تم پڑھو میں نے عرض کیا کیا پڑھوں آپ ﷺ نے فرمایا تم قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور معوذتین (سورتیں) صبح وشام تین بار پڑھو تمہیں ہر چیز سے کفایت کرے گی''

سورۃ الفلق کی فضیلت:۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَقْرَأُ سُوْرَۃَ ھُوْدٍ اَوْ سُوْرَۃَ یُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَأَ شَیْئاً اَبْلَغَ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔

(رواہ احمد والنسائی والدارمی)

''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں سورۃ ہود یا سورۃ یوسف کی تلاوت کروں آپ ﷺ نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ موثر سورت اللہ کے نزدیک کوئی دوسری نہیں جس کی تلاوت کرے''

قرآن کو صحیح پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ وَغَرَآئِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ ۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کے الفاظ واضح کرو اور اس کے فرائض کی اتباع کرو اس کے غراب فرائض اور حدود ہیں یعنی قرآن پاک صحیح پڑھو جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے اور عمل کر جس طرح عمل کرنے کا حق ہے۔

سورۃ الحشر کی آخری تین آیات کی فضیلت:۔

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَلَ حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَرَأَ ثَلَاثَ آیَاتٍ مِّنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَکَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلِکٍ یُّصَلُّوْنَ عَلَیْهِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ مَّاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مَاتَ شَهِیْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُمْسِیْ کَانَ بِتِلْکَ الْمَنْزِلَةِ ۔

(رواہ الترمذی والدارمی)

"حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کے وقت تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کے کلمات کہے اس کے بعد سورۃ الحشر کی آخری تین آیات تلاوت کیں تو اللہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتے ہیں وہ شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور وہ اگر اسی دن فوت ہوا تو اس کی موت شہادت کی ہے اور جس شخص نے یہ کلمات شام کے وقت کہے تو وہ بھی اسی درجہ میں ہے"

سورۃ الاخلاص کی عظمت:۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مُحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دِیْنٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً وَلَمْ یَذْکُرْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ۔

''حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے روزانہ سوبار سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت کی، اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں بشرطیکہ اس پر قرض نہ ہو''

سورۃ الاخلاص کی فضیلت:۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَنَامَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ لَہُ الرَّبُّ یَا عَبْدِیْ اُدْخُلْ عَلٰی یَمِیْنِکَ الْجَنَّۃَ۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت انسؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو وہ دائیں جانب لیٹ کر سوبار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تلاوت کرے تو قیامت کے دن پروردگار اس سے کہے گا اے میرے بندے تو جنت میں بائیں جانب سے داخل ہوجا''

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا یَّقْرَأُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ مَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّۃُ۔ (رواہ مالک والترمذی والنسائی)

''حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص

سے سنا کہ وہ (سورۃ) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت کر رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا (تجھ پر) واجب ہوگئی میں نے پوچھا کیا واجب ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا جنت واجب ہوگئی"

سورۃ الکافرون کی فضیلت:۔

عَنْ فَرْوَۃَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلِّمْنِیْ شَیْأً اَقُوْلُہٗ اِذَا اَوَیْتُ اِلٰی فِرَاشِیْ فَقَالَ اقْرَأْ (قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ) فَاِنَّھَا بَرَاءَۃٌ مِّنَ الشِّرْکِ۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی)

"حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کچھ پڑھنے کے لئے بتائیں کہ جب میں بستر پر لیٹوں تو اسے پڑھا کروں آپ نے فرمایا قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ پڑھا کر اس لئے یہ سورۃ شرک سے دور کرتی ہے"

معوذتین کی فضیلت:۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَا اَنَا اَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ الْجُحْفَۃِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِیَتْنَا رِیْحٌ وَّظُلْمَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَعَوَّذُ (اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ(اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) وَیَقُوْلُ یَا عُقْبَۃُ تَعَوَّذْ بِھِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِھِمَا۔ (رواہ ابوداود)

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جحفہ اور ابواء مقام کے درمیان چل رہا تھا ناگہاں ہمیں سخت آندھی نے گھیر لیا اور اندھیرا چھا گیا جس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورتوں) کو پڑھنا شروع کر دیا اور فرمایا اے عقبہ رضی اللہ عنہ تم بھی ان

سورتوں کے ساتھ پناہ طلب کرو کسی پناہ کرنے والے کے لئے ان دو سورتوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں"

معوذتین کی فضیلت:۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَمْ تَرَ آيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ).

(رواہ مسلم)

"حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج رات جو آیات نازل ہوئی ہیں (شیطان سے پناہ طلب کرنے کے باب میں) ان کی مثل دیگر آیات نہیں ہیں وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (آخر سورۃ تک) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (آخر سورۃ تک) ہیں"

تین سورتوں کی فضیلت:۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) وَ(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) وَ(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ رات کو اپنے بستر پر (سونے کے لئے) جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں پھونک مارتے ہوئے قل ھو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (آخر تک سورتیں) تلاوت کرتے

بعدازاں دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے تھے آغاز سر چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے کرتے تین بار یہ عمل دہراتے''

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت :۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِیْ لَیْلَةٍ كَفَتَاهُ۔ (متفق علیہ)

''حضرت ابومسعودؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی رات کے لمحات میں تلاوت کرے گا تو ان کا تلاوت کرنا اسے رات کے قیام سے کفایت کرے گا یا پھر نقصان سے محفوظ رکھے گا''

سورۃ الکہف کی دس آیات کی فضیلت :۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَفِظَ عَشَرَ آیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ الکہف کی شروع سے دس آیات حفظ کیں وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا''

سورۃ الاخلاص کی فضیلت :۔

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنَ قَالُوْا وَكَیْفَ یَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنَ۔

(رواہ مسلم)

''حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی شخص قرآن پاک کا تیسرا حصہ تلاوت نہیں کر سکتا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا قرآن پاک کا تیسرا حصہ کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک پڑھنا قرآن پاک کے تیسرے حصہ کے برابر ہے''

رواہ البخاری عن ابوسعیدؓ اور بخاری نے اس حدیث کو ابوسعید خدریؓ سے بیان کیا ہے۔

سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک میرے عذاب اور جہنم کے عذاب سے بچائیں گی:۔

حضرت خالد بن معدانؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (عذاب قبر سے) نجات دینے والی سورت الم تنزیل کی تلاوت کرو مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورت کی تلاوت کیا کرتا تھا اس کے علاوہ کسی سورت کی تلاوت نہیں کرتا تھا اور بہت خطاء کار تھا چنانچہ اس سورۃ نے (پرندے کی شکل میں) اپنے پروں کو اس پر پھیلا دیا اس نے زبان حال سے کہا پروردگار اس کو معاف فرما اس لئے کہ وہ کثرت کے ساتھ مجھے پڑھا کرتا تھا تو اللہ نے اس کی شفاعت کو اس کے بارے میں قبول کیا اور فرمایا اس کے ہر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی ثبت کرو اور ایک ایک درجہ بلند کرو (حدیث کے راوی) نے بیان کیا کہ یہ سورت اس کی تلاوت کرنے والے کی جانب سے قبر میں جھگڑا کرے گی یہ سورت کہے گی اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے کتاب سے محو فرما۔ نیز حضرت خالدؒ بن معدان نے بیان کیا کہ یہ سورت قبر میں پرندے کی شکل اختیار کرے گی۔ وہ اپنے پر اس پر پھیلائے گی اور اس کے حق میں شفاعت کرے گی اور اسے عذاب قبر سے محفوظ کرے گی نیز اس شخص نے تبارک الذی سورت کے بارے میں

اس طرح کی باتیں ذکر کیں ۔ چنانچہ حضرت خالدؒ بن معدان رات کے لمحات میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے نیز حضرت طاوسؒ نے بیان کیا کہ ان دونوں سورتوں کو قرآن پاک کی دیگر سورتوں پر ساٹھ درجہ فضیلت ہے۔ (دارمی)

سَبَّحَ سے شروع ہونے والی سورتوں کی فضیلت :۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَّرْقُدَ يَقُوْلُ إِنَّ فِيْهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ آيَةٍ۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے مسبحات (سورتوں) کی تلاوت فرماتے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بہتر ہے۔

سورۃ الملک کی فضیلت :۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً شَفِعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ)

’’حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک میں ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں وہ اس شخص کی سفارش کرے گی (جو اس کی تلاوت کرتا ہے) یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا جائے گا وہ سورت تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے‘‘

سورۃ الملک کی فضیلت:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خِبَاءَهُ عَلٰى قَبْرٍ وَّهُوَ لَا يَحْسَبُ اَنَّهُ قَبْرٌ فَاِذَا فِيْهِ اِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتّٰى خَتَمَهَا فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی ؓ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اسے معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے اچانک اس جگہ (آواز آئی کہ) ایک شخص سورت تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ آخر تک تلاوت کر رہا ہے وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے آپ ﷺ کو بتایا اس پر نبی ﷺ نے فرمایا یہ سورت (عذاب قبر سے) محفوظ رکھنے والی ہے یہ سورت اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

(ترمذی)

سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک کی فضیلت:۔

عَنْ جَابِرٍ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأُ (الٓمّٓ تَنْزِيْلُ) وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۔ (رواہ احمد والترمذی والدارمی)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب تک الٓمّٓ تَنْزِيْلُ اور تَبَارَكَ الَّذِيْ (سورتیں) تلاوت نہ کرتے سوتے نہیں تھے''

تین سورتوں کی فضیلت:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا زُلْزِلَتِ

تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَقُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ ۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورت اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے اور سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قرآن پاک کے تیسرے حصے کے برابر ہے اور سورت قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ قرآن کے چوتھے حصے کے برابر ہے''

سورۃ البقرہ وآل عمران کی فضیلت:۔

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُؤْتٰى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَآفَّ تُحَآجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن پاک اور اس کے پڑھنے والوں کو لایا جائے گا جو قرآن پاک پر عمل پیرا رہے قرآن پاک (کی سورتوں) میں سے آگے آگے سورۃ البقرہ اور سورت آل عمران ہوگی گویا، کہ وہ بادل ہیں یا دو سیاہ بادل ہیں ان کے درمیان روشنی ہے یا گویا دو پرندوں کی دو قطاریں ہیں جنہوں نے پر پھیلائے ہوں گے وہ اپنے ساتھی کی جانب سے جھگڑہ کریں گے''

سورۃ البقرہ کی فضیلت:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یاد رکھو) شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ تلاوت کی جاتی ہے''

قرآن اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرے گا:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِهٖ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَیْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَأْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَیَایَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَآفَّ تُحَآجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَاُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا یَسْتَطِیْعُهَا الْبَطَلَةُ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو اس لئے کہ قرآن پاک قیامت کے دن ان لوگوں کی سفارش کرے گا جو قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے ہیں دو روشن سورتوں (سورۃ البقرہ اور آل عمران) کی تلاوت کیا کرو وہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہوں گی جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا وہ اپنے پڑھنے والوں کی جانب سے جھگڑا کریں گے سورۃ البقرہ کی تلاوت کیا کرو اس لئے کہ سورۃ البقرہ کی تلاوت ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوگی جو سستی کا شکار ہیں''

قرآن کریم میں آیۃ الکرسی عظمت والی آیت ہے:۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ آیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ آیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ لِیَھْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ۔

(رواہ مسلم)

''حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے معلوم ہے۔ کہ اللہ کی کتاب میں سے کون کون سی آیت زیادہ عظمت والی اور شان والی ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر اللہ کی کتاب سے کون سی آیت تیرے ہاں زیادہ عظمت والی شان والی ہے میں نے عرض کیا (اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ ذات زندہ قائم رہنے والی ہے حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے سینے پر (ہاتھ) مارتے ہوئے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے علم مبارک ہو''

آیۃ الکرسی کی عظمت اور فضیلت:۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ کی حفاظت پر مقرر فرمایا، چنانچہ میرے پاس ایک شخص آیا وہ (دونوں ہاتھوں کے ساتھ) کھجوریں اٹھانے لگ گیا میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا اس نے (منت سماجت کرتے ہوئے) کہا میں ضرورت مند ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کے

اخراجات کی ذمہ داری ہے اور مجھے شدید ضرورت ہے حضرت ابوھریرہؓ نے بیان کیا میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اے ابوھریرہؓ گزشتہ رات کا تیرا قیدی کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے اپنے حاجت مند ہونے اور کثرت عیال کا زوردار شکوہ کیا چنانچہ میں نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا خبردار اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور وہ عنقریب پھر آئے گا۔ (حضرت ابوھریرہؓ نے کہا کہ) مجھے یقین ہو گیا وہ ضرور آئے گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب پھر آئے گا چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور وہ آیا اور کھجوروں (کے ڈھیر) سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اٹھانے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تیرا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ضرور لے جاؤں گا اس نے (منت سماجت کرتے ہوئے) کہا مجھے چھوڑ دیں اس لئے کہ میں ضرورت مند ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا چنانچہ میں نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا اے ابوھریرہؓ تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے اپنی ضرورت مندی اور اہل وعیال کے بوجھ کا زوردار الفاظ میں ذکر کیا ہے چنانچہ میں نے اس پر ترس کھایا اور اس کو چھوڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تیرے ساتھ جھوٹ کہا ہے وہ عنقریب پھر آئے گا چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھجوروں (کے ڈھیر) سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اٹھانے لگا میں نے اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ میں ضرور تیرا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا اب یہ تیسری بار اور آخری بار ہے تم کہتے رہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا لیکن پھر تم آتے رہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تجھے فائدہ ہو گا جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو آیۃ الکرسی پڑھ یہاں تک کہ ختم کر یا اس کی تلاوت سے ہمیشہ تجھ پر اللہ کے جانب

سے محافظ مقرر ہوگا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا۔ تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھلاتا ہے جن کے پڑھنے سے مجھے اللہ فائدہ عطا کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے سچی بات بتائی ہے اگرچہ وہ جھوٹا ہے اور تجھے معلوم ہے کہ تین راتوں سے تیرا کس کے ساتھ رابطہ رہا ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

سورۃ الفاتحہ اور البقرہ کی فضیلت:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ . فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَّزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ۔

(رواہ مسلم)

''حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے اچانک جبرائیل نے آسمان کی جانب سے زوردار آواز سنی تو اپنا سر اٹھایا اور بتایا یہ (آواز) آسمان کے اس دروازے کے کھلنے کی ہے جو کبھی نہیں کھلا۔ آج کھلا ہے اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا (جبرائیل علیہ السلام) نے بتایا یہ فرشتہ جو زمین کی جانب نازل ہوا ہے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ آج ہی نازل ہوا ہے فرشتے نے

سلام کہا اور خوشخبری دی کہ آپ ایسی دو روشنیوں کے عطا کئے جانے پر خوش ہو جائیں کہ آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو ایسی دو روشنیاں عطا نہیں ہوئیں وہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات ہیں آپ ﷺ ان دونوں میں سے جس دعائی جملہ کی تلاوت کریں گے تو وہ عطا کیا جائے گا۔

(مسلم)

سورۃ الفتح کی فضیلت:۔

اس سورۃ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں،

اُنْزِلَتْ عَلَی اللَّيْلَةِ سُوْرَةٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا ۔(رواہ البخاری)

''آج کی رات مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے'' اس سے مراد سورۃ الفتح ہے۔

سورۃ البقرہ کی دو آخری آیات کی فضیلت:۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ اُعْطِيْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِىْ تَحْتَ الْعَرْشِ.فَتَعَلَّمُوْ هُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَآءَ كُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَّقُرْبَانٌ وَّدُعَآءٌ ۔(رواہ الدارمی مرسلا)

''حضرت جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے سورۃ البقرہ کو ایسی دو آیتوں کے ساتھ ختم کیا ہے جو عرش کے نیچے اللہ کے خزانے سے مجھے عطا ہوئی ہیں تم خود بھی ان کے کلمات کا علم حاصل کرو اور اپنی عورتوں کو بھی ان کی تعلیم دو اس لئے کہ ان کے کلمات رحمت تقرب الٰہی کا باعث اور دعائیہ کلمات ہیں''

سورۃ ہود کی فضیلت:۔

عَنْ كَعْبٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اقْرَؤُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

(رواہ الدارمی مرسلا) ”حضرت کعبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن سورہ ہود کی تلاوت کیا کرو“

سورۃ الکہف کی فضیلت:۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَآءَ لَهُ النُّوْرُ مَابَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ۔(رواہ البیهقی فی الدعوات الکبیر)

”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو اس کی روشنی دو جمعوں کے درمیان رہتی ہے“

(بیهقی فی الدعوات الکبیر)

قرآن کا حسن و جمال سورۃ الرحمٰن ہے:۔

عَنْ عَلِيٍّؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عُرُوْسٌ وَّ عُرُوْسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمٰنُ۔

”حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا حسن و جمال ہوتا ہے اور قرآن کا حسن و جمال سورۃ الرحمٰن ہے“

(بیهقی شعب الایمان)

سورۃ الواقعہ کی فضیلت:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ

كُلِّ لَيْلَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا .وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَأْمُرُ بَنَاتِهِ أَيَقْرَأْنَ بِهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ

(رواهما البيهقي في شعب الايمان)

''حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ہر رات سورۃ الواقعہ کی تلاوت کی وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا، اور ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم دیتے کہ وہ ہر رات اس کی تلاوت کیا کریں''

رسول اللہ ﷺ کی محبوب سورۃ:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔ (رواہ احمد)

''حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى سورۃ کو محبوب جانتے ہیں''

سورۃ الزلزال کی تلاوت کرنا کامیابی کی علامت ہے:۔

حضرت عبد بن عمروؓ سے روایت وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ مجھے تعلیم دیں آپ ﷺ نے فرمایا جن سورتوں کے شروع میں الٓرٰ ہے ان میں سے تین سورتیں تلاوت کر اس نے عرض کیا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور میرے دل پر نسیان کا غلبہ ہے اور میری زبان سخت ہو چکی ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر جن سورتوں کے شروع میں حٰمٓ ہے ان میں سے تین سورتوں کی تلاوت کر اس پر اس شخص نے پہلی بات کہی۔اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کسی جامع سورت کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے اس کو سورت اِذَا زُلْزِلَتِ کی تلاوت کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس سورت کو

ختم کیا (یہ سن کر) اس شخص نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس پر کچھ زیادتی نہیں کروں گا اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوبار فرمایا، یہ عظیم شخص کامیاب ہے۔ (احمد، ابوداود)

سورۃ التکاثر کی فضیلت:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ اَلْفَ آيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقْرَأَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ). (رواه البيهقى فى شعب الايمان)

”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ روزانہ ایک ہزار آیات تلاوت کرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کس شخص میں استطاعت ہے کہ وہ روزانہ ہزار آیات تلاوت کرے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی میں یہ استطاعت نہیں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (سورت) کی تلاوت کرے“

نبی ﷺ کی قراءۃ کی کیفیت:۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ اللَّيْثَ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ اَصَحُّ)

حضرت ابن جریج سے روایت ہے وہ ابن ابی ملیکہ سے وہ حضرت ام سلمہؓ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (ایک ایک آیت کو) الگ الگ کرکے تلاوت

فرماتے چنانچہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تلاوت فرما کر رک جاتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تلاوت فرماتے پھر رک جاتے (ترمذی) امام ترمذی کہتے ہیں غور کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اس کے ثواب کو (دنیا میں) جلدی طلب نہ کرو اس لئے کہ قرآن پاک کا (وہ) ثواب (جو آخرت میں حاصل ہونے والا ہے) نہایت عظیم ہے"

خوبصورت آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے:۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا۔ (رواہ الدارمی)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک تلاوت کیا کرو اس لئے کہ خوبصورت آواز سے قرآن پاک کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے"

قرآن کو خوبصورت آواز کے ساتھ نہ پڑھنے والے کے لئے وعید:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

(رواہ البخاری)

"حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا"

قرآن کو اپنی آواز کے ساتھ زینت دو:۔

عَنْ بَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

(رواہ احمد وابوداؤد، وابن ماجہ والدارمی)

''حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کو خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کر کے اس کے حسن میں اضافہ کرو''

قرآن کو بھلانے کی وعید:۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنِ امْرِئٍ يَّقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَجْذَمُ۔ (رواہ ابوداؤد والدارمی)

''حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پاک کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھلا دے تو وہ قیامت کے دن وہ اللہ سے کوڑھی بن کر ملاقات کرے گا''

تین دن سے کم قرآن پاک کو ختم نہ کرے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پاک تین دنوں سے کم میں پڑھا اس نے اس (کے معانی) کو نہ سمجھا''

قرآن کریم کی پہلی جہری تلاوت:۔

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مکۃ المکرمہ میں جس نے سب سے پہلے پکار کر بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ نے صلاح کی کہ آج تک قریش نے باآواز بلند قرآن کریم نہیں سنا کوئی ایسا شخص ہو جو انکو باآواز بلند قرآن شریف سنائے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا

میں سناؤں گا اصحاب رسول ﷺ نے کہا یہ کام تمہارا نہیں ہے کیونکہ تم ایک تن تنہا شخص ہوا ایسا کوئی آدمی ہونا چاہیے جو کنبہ اور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ اس کے قبیلہ کے خوف سے قریش اس کو اذیت نہ دیں تمہاری نسبت ہمیں ڈر ہے کہ تمہیں اذیت پہنچائیں گے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میرا اللہ مجھے محفوظ رکھے گا پھر صبح کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حجر اسود کے پاس آئے اور قریش اس وقت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے چنانچہ انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر باآواز بلند سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی قریش متامل ہوئے اور کہنے لگے حضرت ابن مسعودؓ آج کیا پڑھ رہا ہے پھر ایک نے کہا یہ تو وہی کتاب پڑھ رہا ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے یہ سنتے ہی قریش دوڑے اور حضرت ابن مسعودؓ کے طمانچے مارنے لگے یہاں تک کہ خوب مارا مگر یہ پڑھتے گئے جب فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ کے پاس آئے صحابہؓ نے انکے چہرہ پر طمانچوں کے نشان کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اے حضرت ابن مسعودؓ ہمیں بھی اندیشہ تھا کہ جو تمہارے ساتھ ہوا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے کچھ خوف نہیں کرتا کل پھر جا کر انکو سناؤں گا صحابہؓ کرام نے فرمایا انہیں بس یہی کافی ہے جو آپؓ نے آج سنایا ہے صحابہ کرامؓ کتنے حریص تھے کہ قرآن لوگوں تک پہنچ جائے، قرآن کی آواز کو بلند کیا جائے قرآن کی تعلیم عام ہو، قرآن پوری دنیا پر پھیل جائے، اس کے لئے خوب کوشش کرتے، اس کی اشاعت کے لئے تکالیف برداشت کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن کی تعلیم عام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

صحابہ کی قرآءۃ کانفرنس کو نبی ﷺ کا خراج تحسین دینا:۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں کمزور مہاجرین

(اصحابہ صفہ) میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے کچھ مہاجرین (بوجہ جسم پر) لباس نہ ہونے کے (دیگر) رفقاء کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قاری تلاوت قرآن پاک کر رہا تھا اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے سامنے آکر کھڑے ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو قاری ادباً خاموش ہو گیا آپ ﷺ نے السلام علیکم کہا پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا تم کیا پڑھ رہے تھے ہم نے عرض کیا ہم اللہ کی کتاب (کی تلاوت) سن رہے تھے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو بنایا جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خود کو ان کے ساتھ شامل کروں۔ راوی نے بیان کیا ہے آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس طرح (حلقہ بندی کر کے) بیٹھیں چنانچہ وہ آپ ﷺ کے سامنے حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اور ان کے چہرے آپ ﷺ کے سامنے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے مہاجرین کی جماعت تم خوش ہو جاؤ کہ قیامت کے دن تمہیں مکمل روشنی عطا ہو گی۔ اور تم جنت میں مالدار لوگوں سے آدھا دن پہلے یعنی پانچ سو سال پہلے داخل ہو جاؤ گے۔ (ابوداؤد)

حفاظ کرام کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی:۔

عَنْ عُبَيْدَةِ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهُ فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا۔

(رواه البيهقي في شعب الايمان)

"حضرت عبیدہ ملیکیؓ سے روایت ہے یہ شخص صحابی رسول ﷺ تھے انہوں نے بیان کیا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کے حفاظ تم قرآن پاک کو تکیہ نہ بناؤ، بلکہ قرآن پاک کی دن رات میں تلاوت کرو قرآن پاک کو پھیلاؤ اور خوبصورت آواز کے ساتھ اسکی تلاوت کرو اور اس کے معانی میں غور کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اس کے ثواب کو (دنیا میں) جلدی طلب نہ کرو اس لئے کہ قرآن پاک کا (وہ) ثواب (جو آخرت میں حاصل ہونے ولا ہے) نہایت عظیم ہے'' (بیہقی فی شعب الایمان)

قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ عذاب ٹال دیتا ہے مسلم صفار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ذکر کیا کہ ہم دریا میں تھے موج نے ہر طرف سے ہم کو پکڑا لوگ گھبرا کر فریاد کرنے لگے ایک شخص مصحف کو سر پر رکھ کر کھڑا ہو گیا اور سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا۔ اَتُغْرِقُنَا فِي الْبَحْرِ وَمَعَنَا كَلَامُكَ ۔(فصل الخطاب فی فضل الکتاب یعنی اللہ تعالیٰ نے عذاب کو قرآن کریم کی برکت سے ٹال دے)

''(اے اللہ) کیا تو ہمیں سمندر میں غرق کرنا چاہتا ہے جب کہ تیرا کلام ہمارے پاس ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دریا ٹھہر گیا''

قرآن کے قاری کو فخر اور تکبر نہیں کرنا چاہیے

ایک زبردست واقعہ:۔

ابن دورقیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید کے یہاں امام کسائی کوفیؒ اور امام یحییٰ یزیدیؒ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ اور ان دونوں حضرات میں بتقاضائے فطرت وطبیعت بشدیدقدرے معاصرتی چشمک تھی جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ اَلْمُعَاصِرَةُ سَبَبُ الْمُنَافِرَةِ کہ ہمعصری باہمی نفرت و کدورت کا ذریعہ ہے اتنے میں ایک جہری نماز کا وقت ہو گیا لوگوں نے

امامت کے لئے حضرت امام کسائی کوفیؒ کو آگے بڑھا دیا آپ نے نماز میں سورۃ الکٰفرُون پڑھی، اور اس میں (کسی وجہ سے) سہو ہو گیا نماز کے بعد یزیدیؒ نے (طنز کے طور پر) کہا کہ کوفہ کا (اتنا بڑا) قاری اَلْکٰفِرُوْن جیسی (چھوٹی سی) سورت میں بھول گیا ابن دورقیؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دوسری جہری نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے امام یحییٰ یزیدیؒ کو آگے بڑھا دیا پس یزیدی سورۃ الفاتحہ ہی میں بھول گئے سلام نماز کے بعد امام کسائیؒ نے فرمایا،

اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَاتَقُوْلُ فَتُبْتَلٰی
اِنَّ الْبَلَآءَ مُوَکِّلٌ بِالْمَنْطِقِ ؟

''اپنی زبان کی حفاظت رکھو کہ جو بات بھی (طنزاً وطعناً) کہو گے اسی میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے کیونکہ (قانون الٰہی یہی جاری ہے) ابتلاء کا مدار و معیار زبان کے نطق و گویائی پر منحصر ہے''

(طبقات القراء للعلامه ابن الجزریؒ)

ایک خاتون کا عام زندگی قرآن سے گفتگو

تاریخ کی واقعاتی داستانوں میں سے جو متعدد مرتبہ مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہے گر اسے درج کئے بغیر فضائل قرآن میں ایک خلا رہے گا ہمارے دائرہ انتخاب واقتباس میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے ہم نے اسے ایک پرانے جریدے سے برآمد کیا ہے اور پھر ایک اور مسودے سے تقابل کیا ہے یہ داستان زندگی کے موضوعات ومسائل کے متعلق قرآن کی جامعیت اور وسعت بیان کی شاہد بھی ہے اور قرآن سے محبت کا ایک اعلیٰ معیار بھی پیش کرتی ہے اس واقعہ کے راوی حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہیں جو عباسی دور میں عظیم المرتبت حق پسند عالم گزرے ہیں جن کے گرد ایک بار ہجوم دیکھ کر قصر شاہی تک یہ صدا گونجی تھی کہ سچی بادشاہی تو یہ

ہے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی ایک سفر میں ایک ایسی معمر خاتون سے ملاقات ہوئی جو قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھٹک گئی تھی جو کچھ ہوا اس کی روئیداد در پیش خدمت ہے۔

ایک معمر خاتون حج کے راستے میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اس کے پاس سے گزرے آپ بھی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ کی غرض سے حالت سفر میں تھے بوڑھی کو کچھ پریشان اور مایوس پا کر انہوں نے اس سے بات کی۔ پورا مکالمہ درج ذیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاتون: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝

یعنی سلام نہایت مہربان رب کا قول ہے مراد یہ ہے کہ سلام کا جواب تو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

خاتون: مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں یعنی مراد یہ ہے کہ میں راستہ بھول گئی ہوں

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آپ کہاں سے آرہی ہیں؟

خاتون: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ۝

یعنی پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ مراد یہ تھی کہ میں مسجد اقصیٰ سے آرہی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آپ یہاں کب سے بیٹھی ہیں؟

خاتون: ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۔ برابر تین رات سے

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے؟

خاتون: وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وہ اللہ مجھے کھلاتا ہے یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کیا وضو کا پانی موجود ہے؟

خاتون: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ۝ اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو مطلب یہ ہے کہ پانی نہیں مل رہا سو تیمّم کر لیتی ہوں۔

خاتون: اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۔روزے رات کے آغاز تک پورے کرو۔ اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ اور جو نیکی اور خوشی سے روزہ رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ شکر گزار اور علیم ہے یعنی میں نے نفلی روزہ رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ لیکن سفر میں تو روزہ افطار کر لینے کی ضرورت ہے۔

خاتون: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں؟

خاتون: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وہ (انسان) کوئی بات نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے۔ یعنی چونکہ انسان کے ہر لفظ پر ایک فرشتہ نگہبانی کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے اس لئے احتیاطاً میں قرآن کے الفاظ میں بات کرتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں؟

خاتون: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝ جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو بیشک کان آنکھ اور دل اس کی طرف سے جواب دہ ہیں۔ یعنی جس معاملے کا پہلے سے آپ کو کچھ علم نہیں ہے اور جس سے کچھ واسطہ نہیں ہے اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ مجھے معاف کردیں میں نے واقعی غلطی کی؟

خاتون: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۝ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اور اللہ تمہیں بخش دے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کیا آپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ سے جاملنا پسند کریں گی؟

خاتون: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۔ اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اسے جان لیتا ہے۔ یعنی اگر آپ مجھ سے یہ حسن سلوک کرنا چاہیں تو اللہ اس کا اجر دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اچھا تو پھر سوار ہو جاؤ۔

خاتون: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ۔ اور ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ خواتین کا سامنا ہونے پر نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ مدعا سمجھ گئے اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے لیکن جب خاتون سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں الجھ کر پھٹ گیا وہ پکار اٹھیں۔

خاتون: وَمَآ أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کئے کرائے (کوتاہی ولغزش) کا نتیجہ ہے

خاتون گویا حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کو توجہ دلا رہی تھیں کہ میاں مشکل پیش آ گئی ہے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کئے خاتون نے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ کی مہارت و قابلیت کی تحسین کرنے کیلئے ایک آیت کے ذریعے اشارہ کیا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۔ہم نے سلیمانؑ کو اس معاملے میں فہم و بصیرت دی اور پھر جب سواری کا مرحلہ طے ہو گیا تو خاتون نے سفر کا آغاز کرنے کی آیت پڑھی،

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ٥ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٥ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا ورنہ ہم (اپنے بل بوتے پر) اس قابل نہ تھے اور یقیناً ہمیں لوٹ کر (جواب دہی کے لئے) اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

اب حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) پڑھتے ہوئے تیز تیز چلنے لگے۔

خاتون: وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ بات سمجھ گئے اور آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی۔

خاتون: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ٥ پھر قرآن میں جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکو پڑھو یعنی فرمائش ہوئی کہ حدی (شعر و نغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھیے حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ قرآن پڑھنے لگے اور خاتون نے اس پر خوش ہو کر کہا،

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُو الْاَلْبَابِ ٥ اور اہل دانش و بینش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کچھ دیر قرآن پڑھنے کے بعد کہا،

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اے خالہ کیا آپ کا شوہر ہے (یعنی زندہ ہے)

خاتون: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۔ اے ایمان والا ایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس معاملے میں سوال نہ کرو اور قرینہ بتا رہا تھا کہ غالباً خاتون کے شوہر فوت چکا ہے۔

آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کیا اس قافلے میں آپ کا کوئی لڑکا یا عزیز ہے جو آپ سے تعلق رکھتا ہو؟

خاتون: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہے یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں اور ان کے ساتھ مال و اسباب بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آپ کے لڑکے قافلے میں کیا کام کرتے ہیں؟

(موصوف کا مدعا یہ تھا کہ ان کو پہچاننے میں آسانی ہو)

خاتون: وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اور نشانیاں ہیں ستاروں میں وہ راہ پاتے ہیں۔

مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلے کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کیا آپ ان کے نام بتا سکتی ہیں ؟

خاتون: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى

تَكْلِيمًا ٥ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۔اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنایا، اور موسیٰ سے کلام کیا اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو۔ ان تینوں آیات کو پڑھ کر خاتون نے بتادیا کہ ان کے نام ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے قافلے میں ان ناموں کو پکارنا شروع کیا تو وہ تینوں فوراً حاضر ہو گئے۔

خاتون: (اپنے لڑکوں سے) فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ۔

اپنے لوگوں میں سے کسی ایک کو اپنا سکہ (یعنی نقدی) دے کر شہر میں (کھانا خریدنے کے لئے) بھیجو اور اسے چاہئے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر اس میں سے تمہارے پاس روزی لے آئے یعنی لڑکوں کو کھانا کھلانے کی ہدایت کی۔

اور جب کھانا لایا گیا تو خاتون نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا،

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ٥ ہنسی خوشی کھاؤ بہ سبب اس اچھے کام کے جو تم نے گزشتہ ایام میں کیا ہے اور ساتھ ہی دوسری آیت پڑھی جس کا منشاء یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکر گزار ہوں۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ٥ نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوسکتا ہے۔

یہاں تک پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہوگئی اور اس ضعیف خاتون کے لڑکوں نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو بتایا کہ ان کی والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کر رہی ہیں۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ضعیف اور کمزور جسم رکھنے والی

خاتون ہر بات کا جواب قرآنی دائرہ میں رہتے ہوئے دیتی رہے یہ بات مرد سے بھی ناممکن ہے چہ جائے کہ عورت کی ذات،

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۝

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد اللہ تعالیٰ بخشندہ

قرآنی دعائیں:۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ہبوط کے ساتھ ہی سب سے پہلے جو تعلیم دین انسان کو دی گئی وہ ایک دعا ہی تھی ﴿رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ..... الاعراف ۲۳﴾ نماز جو دین میں مرکزی عبادت ہے وہ بھی کئی دعاؤں کا مجموعہ ہے قرآن کا آغاز بھی دعا سے ہوتا ہے مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہوئے باہمی ذریعہ ربط بھی ایک دعا ہی کو بناتے ہیں السلام علیکم ان مثالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دعا کو دین میں نہایت بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی لئے حضور ﷺ نے اسے مُخُّ الۡعِبَادَۃ ''عبادت کا مغز'' فرمایا ہے۔

دعا بندے کا تعلق اس کے رب سے جوڑنے میں ویسا ہی اثر رکھتی ہے جیسے کوئی کسی سے بالمشافہ گفتگو کرے۔ بندہ اپنی ساری کمزوریوں، مشکلات اور دکھ درد کو کھول کر آقا کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ جس کے کلمہ کی سربلندی کے لئے وہ زندگی کی رزم گاہ میں برسر کش مکش رہتا ہے بدی کی طاقتوں کے خلاف نیکی کے محاذ سے لڑنے والے خدائی لشکر (حزب اللہ) کے سپاہی جب کوئی قدم آگے بڑھاتے ہیں تو اللہ کا نام لیکر اللہ کی نصرت طلب کرتے ہوئے بڑھاتے ہیں اور جب وہ وار سہتے ہوں تو اپنے زخموں کی ٹیسوں کو آنسوؤں سے بھیگی ہوئی دعاؤں کی شکل میں

اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور یہ نہیں کہ وہ انسانی زندگی کے ہنگاموں سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا کوئی راجہ ہے جسے اپنی پیدا کردہ مخلوق سے کوئی واسطہ نہیں یا وہ ایسا حکمران ہے کہ جس نے کچھ قوانین بنا کر ایک آٹو میٹک مشین چلا دی ہے اور اب وہ اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتا نہیں اسلام کا اللہ تعالیٰ کائنات یا مخلوق اور بندوں سے بے نیاز ہو کر عرش نشیں نہیں ہے وہ ہر آن کائنات میں تصرف کرتا ہے (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ٥) وہ ہاتھی سے لیکر چیونٹی تک کی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام کرتا ہے (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا) وہ اشیاء اور قوتوں کے اندازے مقرر کرتا ہے اور ہر مخلوق کے لئے راہ عمل معین کرتا ہے (الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ٥ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى ٥) اور وہ انسانوں کی مصیبتوں میں ان کی پکار سنتا ہے (أَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ) وہ زندگی کے ہر مرحلے میں قدم قدم پر انکے ساتھ رہتا ہے (كُنَّا شُهُوْدًا ٥) اور خود مطالبہ کرتا ہے کہ میرے بندو مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنتا ہوں (ادْعُوْنِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ) اور تمہارے بالکل پاس ہوں (فَإِنِّي قَرِيْبٌ)

مسلمان تو مسلمان دعا اور پکار تو وہ کافر و مشرک کی بھی سنتا ہے خصوصاً جبکہ وہ مظلوم ہوں،

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی طلب و دعا کی حالت سے پیار ہے اس نے خود ہی اپنے بندوں کو ہر موقع اور ہر ضرورت کی دعائیں سکھائی ہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعائیں مذکور ہیں اور یہ بہترین دعائیں جہاں نمونہ ہیں وہاں موثر ترین بھی ہیں۔

دعا کی قبولیت کی شرط لازم احادیث کی رو سے یہ ہے کہ آدمی بھرپور دلی کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارے ایسی حالت میں پکارے کہ اسکا پیٹ حرام کے رزق سے پاک اور اسکا

جسم حرام کے لباس سے محفوظ ہو، نیز آدمی اپنی چھوٹی سی بھلائی کے لئے مخلوق اور انسانوں کے لئے زیادہ بڑی برائی کا طلب گار نہ ہو۔

دعا کے نتائج چار صورتوں میں نکلتے ہیں۔

۱۔ یا تو وہ اسی وقت قبول ہو جاتی ہے۔

۲۔ یا کچھ وقفے کے بعد، اپنے صحیح لمحے پر اسکا نتیجہ نکلتا ہے۔

۳۔ یا مطلوبہ صورت کے بدلے میں کوئی دوسری خیر و فلاح عطا کی جاتی ہے۔

۴۔ یا اگر دعا کے نتائج اس دنیا میں نہ نکلیں تو آخرت کے لئے ثواب عبادت آدمی کے لئے مقدر ہو جاتا ہے۔

پس یہ کہنا برحق ہوگا کہ کوئی دعا بھی ضائع نہیں جاتی۔

انہی حقائق کو سامنے رکھ کر قرآن سے جمع کردہ دعائیں پیش کی جاتی ہیں انکا مطالعہ کیجئے انکو یاد کیجئے اور انکو اللہ تعالیٰ سے ربط کا ذریعہ بنایئے۔

انسان کی اولین دعاء:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ o (سورہ الفاتحہ)

''ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا''

اہل حق کی دعاء:۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o

(البقرہ:۲۵۰)

''اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں

فتح نصیب فرما''

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ٥ (البقرۃ:۲۸۶)

''اے ہمارے رب ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر مالک ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے پروردگار جس بار کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر ہم سے درگزر فرما ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما''

اہل ایمان کی دعائیں:۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ٥ (ال عمران ۸)

''پروردگار جب تو ہمیں سیدھے رستے پر لگا چکا ہے تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیں، ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے''

رَبَّنَآ إِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ (ال عمران ۱۶)

''اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں آتش دوزخ سے بچالے''

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (آل عمران ۱۴۷)

’’اے ہمارے رب ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر‘‘

رسول اللہ ﷺ کی دعاء:۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(ال عمران ۳۱)

’’یا اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے‘‘

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی دعاء:۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (البقرہ ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹)

’’اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے اے رب ہم دونوں کو اپنا مطیع فرمانبردار بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما تو بڑا معاف کرنے والا

اور رحم کرنے والا ہے اے ہمارے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول ﷺ اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے انکو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے"

حضرت مریمؑ کی والدہ کی دعاء:۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (ال عمران ۳۵)

"اے میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے والا اور جاننے والا ہے"

حضرت زکریاؑ نے اولاد کے لئے جو دعا کی:۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ (ال عمران ۳۸)

"میرے پروردگار مجھے اپنی قدرت سے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے"

حضرت عیسیٰؑ کی دعاء:۔

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا وَ اٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○ (المائدہ ۱۱۴)

"اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر جو ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے خوشی کا موقعہ قرار پائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو ہم کو رزق دے اور تو بہترین رازق ہے"

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی دعائے استغفار:۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ o

(الاعراف ۲۳)

''اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ستم کیا اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے''

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعاء:۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ o (الاعراف ۸۹)

''اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''

ساحران مصر کی ایمان لانے کے لئے دعاء:۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ o (الاعراف ۱۲۶)

''اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور تو ہمیں دنیا سے اٹھا اس حال میں کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعائے استغفار:۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ o

(الاعراف ۱۵۱)

''اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما تو سب سے بڑھ کر رحیم ہے''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعائیں:۔

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۝ (الاعراف ۱۵۵،۱۵۶)

’’اے میرے پروردگار آپ چاہتے تو پہلے ہی انکو اور مجھے ہلاک کر سکتے تھے کیا آپ اس قصور میں جو ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا ہم سب کو ہلاک کر دیں گے؟ یہ تو آپ کی ڈالی ہوئی آزمائش تھی جس کے ذریعے سے آپ جسے چاہتے ہیں گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ہدایت بخش دیتے ہیں ہمارے سرپرست تو آپ ہی ہیں پس ہمیں معاف کر دیجئے اور ہم پر رحم فرمایئے آپ سب سے بڑھ کر معاف فرمانے والے ہیں اور ہمارے لئے اس دنیا کی بھلائی بھی لکھ دیجئے اور آخرت کی بھی ہم نے آپ کی طرف رجوع کرلیا‘‘

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝ (طٰہٰ ۲۵ تا ۳۲) ’’اے میرے پروردگار میرا سینہ کھولدے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی گرہ سلجھادے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے اپنے کنبے سے وزیر مقرر کردے ہارون علیہ السلام جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبوط کردے اور اس کو میرے کام میں شریک کردے‘‘

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ (القصص ۱۶،۱۷)

"اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا میری مغفرت فرما دے اسکو معاف کر دیا وہ بڑا غفور اور رحیم ہے اے میرے رب یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے اس کے بعد اب میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا"

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○ (القصص ۲۴)

"اے میرے پروردگار جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں"

بنی اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے دعا:۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ ○ (یونس ۸۶)

"اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دے"

حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء:۔

رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (ہود ۴۷) "اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جسکا مجھے علم نہیں اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گے"

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا: (بارگاہ الٰہی میں نافرمان قوم کی شکایت)

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ○ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ○ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ (سورۃ نوح ۵ تا ۱۰)

''حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا مالک میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو رات دن پکارا۔ مگر میرے پکارنے پر وہ مجھ سے اور زیادہ بھاگتے رہے اور جب بھی میں نے انہیں پکارا کہ تو اے رب! انہیں مغفرت عطا کر دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اردگرد کپڑے لپیٹ لیے تا کہ میری بات نہ سنیں اور وہ اپنے (کفر پر) اصرار، گھمنڈ اور تکبر ہی کرتے رہے پھر میں نے انہیں با آواز بلند پکارا۔ پھر میں نے اعلانیہ بھی دعوت دی اور چپکے چپکے (ان کے پاس جا کر) بھی سمجھایا اور انہیں کہا کہ اپنے رب سے گناہوں کے معافی مانگو کیونکہ بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے''

اِنَّکَ اِنْ تَذَرْھُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ○ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ○ (سورۃ نوح ۲۷، ۲۸)

''اور نوح علیہ السلام نے کہا مالک روئے زمین پر ان کافروں میں سے ایک باشندہ بھی جینا نہ چھوڑیو۔ اگر تو نے انہیں یونہی چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نہیں جنیں گے مگر نافرمان اور کافر اولاد۔ میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسکو جو مومن ہو اور میرے گھر میں پناہ لے اور سارے مسلمان مردوں اور عورتوں کو اور ان ظالموں کو نہ بڑھائیو مگر تباہی اور بربادی میں''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں:۔

رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ○ (ابراہیم۱۴: ۳۵ تا ۳۸)

''پروردگار اس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا پروردگار ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا (ممکن ہے میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کر دیں) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو یقیناً تو درگزر کرنے والا مہربان ہے پروردگار میں نے بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے پروردگار یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو انکا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکرگزار بنیں۔اے ہمارے پروردگار تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور واقعی اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمانوں میں''

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ○ (ابراہیم۴۵: ۴۱،۴۰)

''اے میرے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی، پروردگار میری دعا قبول کر، پروردگار مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کردیجئے جب حساب قائم ہوگا''

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا:۔

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ o (یوسف:۳۳)

”اے میرے رب قید مجھے منظور ہے بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں اور اگر تو نے انکی چالوں کو مجھ سے دفع نہ کیا تو میں انکے دام میں پھنس جاؤں گا اور جاہلوں میں شامل ہو رہوں گا“

آنحضور ﷺ کی دعا مکی دور میں:۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا o (بنی اسرائیل ۸۵) ”اے پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے“

اصحٰب کہف کی دعاء:۔

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا o (الکہف:۱۰)

”اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے“

آنحضور ﷺ کی دعا اضافہ علم کے لئے:۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا o (طٰہٰ:۱۱۴) ”اے میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا کر“

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعاء:۔

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ o (الانبیاء۸۳)

"اے میرے رب مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے"

حضرت یونس علیہ السلام کی دعاء:۔

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الانبیاء ۸۷)

"آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی اللہ تعالیٰ مگر تو پاک ہے تیری ذات بے شک میں نے قصور کیا"

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاء:۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ (الانبیاء ۸۹)

"اے میرے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے"

آنحضور ﷺ کی دعائیں:۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○

(المومنون ۹۷،۹۸)

"میرے پروردگار میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں بلکہ اے میرے رب میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں"

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ (المومنون ۱۱۸)

"میرے رب درگذر فرما اور رحم کر اور تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے"

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی دعائیں:۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ (المومنون ۱۰۹)

''اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے اور ہمیں معاف کر دے ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے''

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(الفرقان ۷۴)

''اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء:۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (الشعراء:۸۳تا۸۷)

''اے میرے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھ کو صالحوں کیساتھ ملا اور بعد آنے والوں میں مجھ کو سچی ناموری عطا کر اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما اور میرے باپ کو معاف کر دے کہ بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے اور مجھے اس دن رسوا نہ کر جبکہ سب لوگ زندہ کر کے اٹھائیں جائیں گے''

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعاء:۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (النمل:۱۹)

''اے میرے رب مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا ہوا

جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر"

سواری کے وقت کی دعاء:۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ o وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o

(الزخرف ۱۳،۱۴)

"پاک ہے وہ جس نے ہمارے لئے ان چیزوں کو مسخر کر دیا اور ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ایک روز ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے"

بندہ شاکر و مسلم کی دعاء:۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ o (الاحقاف:۱۵)

"اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سکھ دے میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان بندوں میں سے ہوں"

نصرت کی دعاء:۔

رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ o (القمر:۱۵) "میں اب عاجز ہوں اب تو ہی میری مدد فرما"

انصار مدینہ کی دعاء:۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo (الحشر:۱۰)

''اے ہمارے پروردگار ہمیں بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے آگے رہے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کدورت نہ رکھ، اے ہمارے پروردگار تو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے''

فتنہ سے بچنے کی دعاء:۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُo رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo (الممتحنه:۴،۵)

اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کیا اور ہمیں تیری طرف ہی لوٹنا ہے اے رب ہمارے ہمیں کافروں کے فتنے کا شکار نہ کر اور ہمیں بخش دے اے ہمارے پروردگار بے شک تو ہی زبردست حکومت کرنے والا ہے''

تکمیل ہدایت ونور کی دعاء:۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌo (التحریم:۸)

''اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''

شر سے پناہ کی ایک جامع دعاء:۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ oمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ oوَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ oوَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ oوَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o (الفلق)

''کہہ دیجئے میں صبح کے پیدا کرنے والے کی پناہ میں آتا ہوں تمام قسم کے شر سے،

اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گنڈوں پر پھونکنے والوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرتے ہیں''

وساوس شیطانی سے پناہ کی دعاء:۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰهِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ o (الناس)

''کہہ دیجئے میں لوگوں کے پیدا کرنے والے لوگوں کے مالک اور لوگوں کے معبود کی پناہ میں آتا ہوں شیطان کے وسوسے کی شرارت سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے جنوں اور انسانوں میں سے''

قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کی راہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اگر آج بھی کوئی خوش نصیب انسان اس کتاب ہدایت کا بغور مطالعہ کرتا ہے دل سے پڑھتا ہے دل سے سنتا ہے تو اس کے اندر انقلاب برپا ہوسکتا ہے اس کے دل کی بنجر زمین آباد ہوسکتی ہے صرف اور صرف ضرورت توجہ کی ہے جو توجہ کرے گا اسکی دنیا و آخرت بہتر ہو جائے گی دنیا میں رزق عزت راحت ملے گی اور آخرت میں جنت کا مالک بن جائے گا۔ جو توجہ نہیں کرے گا اس کے لئے بڑی وعید ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے،

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى o قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا o قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى o (طٰہٰ پارہ نمبر:۱۶)

''اور جو میری یاد سے منہ موڑے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے

دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں آنکھوں والا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا جیسے ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو، تو نے بھلا دیا اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا''

یہاں ذکر سے مراد قرآن کریم ہے یعنی اگر کوئی شخص قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے اعراض کرے تو اس کا انجام یہ ہے کہ دنیا میں اس کی معیشت تنگ کر دی جائے گی اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھایا جائے گا حضرت سعید بن جبیرؒ نے تنگی معیشت کا مطلب یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس سے قناعت کی صفت کو ختم کر دیا جائے گا اور دنیا کی حرص بڑھا دی جائے گی اور اس کا نقصان یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ مال بڑھانے کی فکر میں رہے گا یعنی اس کے پاس سامان راحت ہوگا مگر راحت نہیں ہوگی اس لئے کہ راحت تو دل کے سکون اور اطمینان سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دل کی بیقراری اور بے چینی سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کی کامیابی کے لئے قرآن وحدیث پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے اور اسی پر عمل کر کے ہی انسان جنت کو حاصل کرے گا جو کہ دنیا میں آنے کا مقصود ہے اور نبی ﷺ نے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ (ابوداؤد)

''حضرت مقدامؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے، فرمایا نبی ﷺ نے خبردار بیشک میں دیا گیا ہوں قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل'' وہ مثل حدیث ہے

عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ۔ (مؤطا امام مالکؒ)

''حضرت مالک بن انسؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے، فرمایا نبی ﷺ نے میں

دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ رہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے جب تک ان دونوں پر عمل کرو گے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ''

اس سے معلوم ہوا انسانی کامیابی قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے جو اس پر عمل نہیں کرے گا تو ظاہر ہے وہ راہ راست پر نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآن کریم کی بسم اللہ کے بغیر 6236 آیات ہیں اور بسم اللہ کے ساتھ 6349 آیات ہیں۔

لفظ قرآن لام تعریف کے بغیر قرآن مجید میں ۸۰ مرتبہ آیا ہے۔

القرآن لام تعریف کے ساتھ ۵۰ مرتبہ آیا ہے۔

کل تعداد کلمات	چھیاسی ہزار چار سوتیں (۸۶۴۳۰)
کل تعداد حروف	تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ (۳۲۳۷۶۰)
جو سورتیں بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئیں	پینسٹھ (۶۵)
جو سورتیں بالاتفاق مدینہ میں نازل ہوئیں	اٹھارہ (۱۸)
جن سورتوں کے مقام نزول کے بارے میں اختلاف ہے	اکتیس (۳۱)

کل حرکات (اعراب):۔

فتحہ (زبر) ۵۳۲۴۳	مدات (~) ۱۷۷۱
کسرات (زیر) ۳۹۵۸۲	ضمات (پیش) ۸۸۰۴
تشدید (شد) ۱۲۷۴	نقاط (نقطے) ۱۰۵۶۸۴

تفصیل حروف قرآن مجید

ا	۴۸۸۷۲	ز	۱۵۹۰	ق	۶۱۸۱۳
ب	۱۱۲۲۸	س	۵۸۹۱	ک	۹۵۲۲
ت	۱۱۹۹	ش	۲۲۱۵۳	ل	۳۴۳۲
ث	۱۲۷۶	ص	۲۰۱۳	م	۳۶۵۳۵
ج	۳۲۷۳	ض	۱۶۲۰۷	ن	۲۶۵۶۰
ح	۹۷۳	ط	۱۲۷۴	و	۲۵۵۳۶
خ	۲۴۱۶	ظ	۸۴۳	ہ	۱۹۰۷۰
د	۵۶۴۲	ع	۹۲۲۰۰	لا	۳۷۲۰
ذ	۴۶۹۷	غ	۲۲۰۸	ء	۴۱۱۵
ر	۱۱۷۹۳	ف	۸۴۹۹	ی	۲۵۹۱۹

روایات کے مطابق مکی دور دوشنبہ ۲۷ رمضان المبارک قبل ہجرت سے شروع ہوتا ہے اور ایک شنبہ ۱۱ ربیع الاول ۱ھ پر ختم ہوتا ہے یہ چار ہزار چار سو چوبیس (۴۴۲۴) دن ہوئے جن میں ہجرت کے دن بھی شامل ہیں مدنی دور دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۱ھ سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ تین ہزار چار سو پینتیس (۳۴۳۵) دنوں پر مشتمل ہے۔

قرآن مجید کے متعلق دیگر تفصیلات

پارے:۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا اِقْرَأُوْ الْقُرْآنَ فِیْ شَھْرٍ (یعنی قرآن مجید کو ایک ماہ میں پڑھا کرو) نیز بخاری شریف کی بھی روایت ہے حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام رسول اکرم ﷺ سے پورے رمضان میں ہر رات کو آ کر ملتے تھے اور اس ملاقات میں آپ انہیں قرآن مجید سنایا کرتے تھے ان دونوں احادیث کا منشا یہ ہے کہ قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے کم از کم مدت ایک ماہ ہے اس لئے اہل علم نے قرآن مجید کو مقدار کے لحاظ سے تیس حصوں میں تقسیم کیا ہے اس تقسیم میں معنی اور مضمون کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

سورت:۔

سورت کو سورت اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس طرح فصیل کی وجہ سے ایک شہر، زمین کے دوسرے حصوں سے جدا اور علیحدہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک سورت بھی قرآن مجید کے ایک حصے کو دوسرے حصوں سے جدا اور علیحدہ کر دیتی ہے سورتوں کو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت الٰہی کے مطابق ترتیب دیا ہے یعنی یہ ترتیب توفیقی ہے اور جس طرح ہر سورت اور ہر آیت کی ترتیب حضور اکرم ﷺ کی خاص ہدایات کے مطابق عمل میں آئی ہے اسی طرح پورے قرآن مجید کی ترتیب بھی حضور ﷺ کی ہدایات کے مطابق کی گئی امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ سورتوں کے نام بھی خود حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق مقرر کئے ہیں۔

پہلی سات سورتیں البقرہ تا البراۃ (یعنی سورۃ التوبہ) کو طوال بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سورتیں لمبی ہیں ان کے بعد سورتیں مئین کے ساتھ موسوم کی گئی ہیں کیونکہ ان سورتوں میں آیات سو سے زیادہ

قریب قریب ہیں پھر ان کے بعد جو سورتیں آئی ہیں ان کو مثانی کہا جاتا ہے مثانی کے بعد چھوٹی سورتیں ہیں انہیں مفصل کہا جاتا ہے۔

آیات:۔

اللہ تعالیٰ نے سورتوں کی شکل میں پورے قرآن مجید کو تقسیم کر کے قرآن مجید کے حفظ اور تلاوت کرے اور نماز میں پڑھنے کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے اور پھر ہماری سہولت اور مضامین کی وضاحت کے لئے سورتوں کی مزید تقسیم کر کے ہر سورت میں آیات بندی کر دی ہے آیت کے لغوی معنی نشانی کے ہوتے ہیں یعنی واضح علامت اور نشانی راستے کے نشانات جو سفر کی سہولت کے لئے قائم کئے جاتے ہیں انہیں بھی آیت کہتے ہیں آیت کی بناوٹ میں جملوں کی بناوٹ اور جملوں کی تکمیل پیش نظر نہیں رکھی گئی قرآن کریم کے بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ ایک جملہ کئی کئی آیات کے بعد مکمل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ آیت کی حد بندی زور کلام اور آہنگ کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے آہنگ کی تخلیق کا ایک مؤثر ذریعہ قافیہ ہے۔

رکوع:۔

رکوع کی تقسیم میں تعداد آیات اور مضمون کا خیال رکھا گیا ہے اگر آیات لمبی ہیں تو ایک رکوع کم آیتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ رکوعات کی تقسیم کے وقت یہ بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ایک مسلمان عام طور پر نماز میں کس قدر تلاوت کرتا ہے ایک ٹکڑے کا نام غالباً اس لئے بھی رکوع رکھا گیا ہے کہ نماز میں قیام کے بعد رکوع آتا ہے اور یہ مناسب ہے کہ اس مقدار کے بعد رکوع ہو۔ ایک پارہ میں پندرہ سے بیس تک رکوع ہوتے ہیں اور ایک رکوع میں کم وبیش دس آیات ہوتی ہیں۔ پورے قرآن مجید میں رکوعات کی تعداد پانچ سو چالیس (۵۴۰) ہے قرآن مجید کی تقسیم چونکہ بعد میں اہل علم نے کی ہے۔ لہٰذا پارہ اور رکوع کی علامت کو باہر حاشیہ پر لکھا جاتا ہے متن کے اندر یہ علامات درج نہیں ہوتیں۔

رموز واوقاف قرآن:۔

قرآن حکیم عام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا گیا ہے اس لئے اس کے اسلوب میں گفتگو پیرایہ ملتا ہے اسی کے پیش نظر علماء اسلام نے قرآن کے رموز واوقاف وغیرہ مقرر کرنے کا عظیم الشان کام انجام دیا ہے اب ایک عام آدمی قرآن مجید کی تلاوت صحت کے ساتھ کرسکتا ہے۔

چند اہم نشانات:۔

O وقف تام اور آیت کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے۔

م وقف لازم کی علامت ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔

ط وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ اس علامت کے بعد موضوع گفتگو جاری رہتا ہے اور ابھی اس سلسلہ کی کچھ بات باقی رہتی ہے۔

ج اختیاری وقف کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر ہے اور آگے تلاوت رکھنا جائز ہے۔

ز ایسے مقامات پر نہ ٹھہرنا مناسب ہے یہ وقف مجوز کی علامت ہے

ق یہ قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔

ص یہ وقف مرخص کی علامت ہے یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی وجہ سے پڑھنے والا ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔

صلے یہ علامت الوصل اولی کا اختصار ہے یعنی عبارت اگلے ٹکڑے کے

ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔

وقف اس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ یہ علامت ان مقامات پر استعمال ہوتی ہے جہاں ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو اس لئے متوجہ کیا جاتا ہے کہ یہاں ٹھہرو۔

س یہ علامت سکتہ کا اختصار ہے یعنی ایسا مختصر وقفہ کہ سانس نہ ٹوٹے

ہ اس علامت کے لغوی معنی تو نہیں کے ہیں اگر آیت کے اوپر یہ علامت درج ہو تو ٹھہرنے کے باب میں اختلاف ہے ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی دونوں صورتوں میں معنی متاثر نہیں ہوتے۔ کچھ علماء ٹھہرنے کو بہتر سمجھتے ہیں اور کچھ نہ ٹھہرنے کو۔ البتہ جب یہ عبارت کے اندر لکھی ہو تو اس مقام پر نہیں ٹھہرنا چاہیے۔

قرآن مجید کے حاشیہ پر بعض درج شدہ اشارات

۱. ع : رکوع کی علامت ہے رکوع کی ''ع'' کے اوپر جو ہندسہ لکھا ہوتا ہے وہ سورت کے اعتبار سے رکوع کا نمبر بتاتا ہے مثلاً ع کا مطلب یہ ہے کہ سورت کا ساتواں رکوع ہے رکوع کی عین کے اندر لکھے ہوئے ہندسے رکوع کی کل آیتوں کی تعداد ظاہر کرتے ہیں مثلاً ''ع'' کا مطلب ہے کہ اس رکوع میں چار آیتیں ہیں اور رکوع کی ''ع'' کے نیچے کے ہندسے پارے کے اعتبار سے رکوع کا نمبر ظاہر کرتے ہیں مثلاً ''ع'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ پارہ کا پانچواں رکوع ہے۔

۲. الجزء: پارہ کی علامت ہے مثلاً الجزء الاول (پہلا پارہ)

۳. الربع: یہ چوتھائی پارہ کی علامت ہے۔

۴. النصف: یہ آدھے پارہ کی علامت ہے۔

۵. ثلٰثہ: یہ تین چوتھائی پارہ کی علامت ہے۔

۶. السجدہ: یہ سجدہ تلاوت کی علامت ہے۔

قرآن مجید کے حرفوں کی تعداد میں بھی بہت اختلاف ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود کے نزدیک تین لاکھ بائیس ہزار چھ سوستر (۳۲۲۶۷۰) حرف ہیں اور مجاہد کے نزدیک تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اکیس ۳۲۱۱۲۱ حرف ہیں اور وجہ اختلاف کلمات اور حروف اور آیت کی قرآن مجید میں یہ ہے کہ بعض نے ایک لفظ کو دو کلمہ قرار دیا اور بعض نے ایک کلمہ۔ اسی طرح جیسے بعض نے حرف مشدد کو ایک شمار کیا اور بعض نے دو حرف شمار کیا ہے اسی طرح اختلاف علماء کے درمیان صحیح ہے اور مانند اختلاف قرآءت سبعہ کے ہے تمام قرآءت صحیح ہیں اس اختلاف سے قرآن مجید میں کمی اور زیادتی لازم نہیں آتی۔

پاروں کے نام

نمبر پارہ	نام پارہ	نمبر پارہ	نام پارہ
۱	الٓمّٓ	۲	سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ
۳	تِلْكَ الرُّسُلُ	۴	لَنْ تَنَالُوا
۵	وَالْمُحْصَنٰتُ	۶	لَايُحِبُّ اللّٰهُ
۷	وَإِذَا سَمِعُوْا	۸	وَلَوْ اَنَّنَا
۹	قَالَ الْمَلَاُ	۱۰	وَاعْلَمُوْا
۱۱	يَعْتَذِرُوْنَ	۱۲	وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ
۱۳	وَمَآ اُبَرِّئُ	۱۴	رُبَمَا
۱۵	سُبْحٰنَ الَّذِيْ	۱۶	قَالَ اَلَمْ
۱۷	اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ	۱۸	قَدْ اَفْلَحَ
۱۹	وَقَالَ الَّذِيْنَ	۲۰	اَمَّنْ خَلَقَ
۲۱	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ	۲۲	وَمَنْ يَّقْنُتْ
۲۳	وَمَالِيَ	۲۴	فَمَنْ اَظْلَمُ
۲۵	اِلَيْهِ يُرَدُّ	۲۶	حٰمٓ
۲۷	قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ	۲۸	قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ
۲۹	تَبٰرَكَ الَّذِيْ	۳۰	عَمَّ

سورتوں کے ناموں کی تفصیل

بعض اوقات کسی سورت کا ایک ہی نام ہوتا ہے اور یہ اکثر ہوا ہے اور کبھی ایک سورت کے دو یا اس سے زائد نام بھی آتے ہیں دوسری شق میں سورۃ الفاتحہ متعدد نام رکھنے والی سورت ہے کیونکہ اس کے بیس سے زائد نام معلوم ہوئے ہیں اور یہ بات اس کے شرف پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ناموں کی زیادتی مسمّی کی عزت اور مرتبت کا پتہ دیا کرتی ہے اور وہ سب نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ

۱	فَاتِحَةُ الْكِتَابُ	۲	فَاتِحَةُ الْقُرْآن
۳	اُمُّ الْكِتَابُ	۴	اُمُّ الْقُرْآن
۵	السبع المثانی	۶	قرآن العظیم
۷	اَلْوَافِيَہْ	۸	الکنز
۹	كَافِيَہْ	۱۰	الاساس
۱۱	نُوْر	۱۲	سورۃ الحمد
۱۳	سورۃ الشکر	۱۴	سورۃ الحمد الاولی
۱۵	سورۃ الحمد القصریٰ	۱۶	الراقیہ
۱۷	الشفاء	۱۸	الشافیہ
۱۹	سورۃ الصلوہ	۲۰	سورۃ الدعاء
۲۱	سورۃ السؤال	۲۲	سورۃ تسلیم المسئلہ
۲۳	سورۃ المناجات	۲۴	سورۃ التفویض
۱	التوبہ	۲	سورۃ الفاضحہ
۳	سورۃ العذاب	۴	مقشقشہ
۵	براءۃ المتقرۃ	۶	البحوث
۷	الحافرہ	۸	المثیرہ
۹	المنکلۃ	۱۰	المخزیۃ
۱۱	الدمدۃ	۱۲	المشردۃ

مزید نام

نام سورة	۱	۲	۳	۴
سورة البقره	فسطاط القرآن	سنام القرآن		
سورة آل عمران	طیبہ	الزہراوین		
سورة المآئده	العقود	المنقذه		
سورة الانفال	سورة بدر			
سورة النحل	سورة النعم			
سورة الاسرآء	سورة سبحان	بنی اسرائیل		
سورة الکہف	الحائلہ			
سورة طٰہٰ	سورة الکلیم			

سُوْرَةُ الشُّعَرَاء	سورۃ السلیمان			
سُوْرَةُ السَّجْدَہ	المضاجع			
سُوْرَةُ الفَاطِر	سورۃ الملائکہ			
سُوْرَةُ یٰسٓ	قلب القرآن	المعمۃ	المدافعۃ	القاضیۃ
سُوْرَةُ الزُّمَر	سورۃ الغرف			
سُوْرَةُ الغَافِر	سورۃ الطّول	سورۃ المؤمن		
سُوْرَةُ فُصِّلَتْ	سورۃ السجدہ	سورۃ المصابیح		
سُوْرَةُ الجَاثِیَہ	سورۃ الشریعہ	سورۃ الدہر		
سُوْرَةُ مُحَمَّد	القتال			
سُوْرَةُ قٓ	الباسقات			
سُوْرَةُ القَمَر	اقتربت	المبیضۃ		
سُوْرَةُ الرَّحْمٰن	عروس القرآن			
سُوْرَةُ الحَشْر	بنی النضیر			
سُوْرَةُ المُمْتَحِنَہ	سورۃ الامتحان	سورۃ المرءۃ		
سُوْرَةُ الصَّف	سورۃ الحواریین			
سُوْرَةُ الطَّلَاق	سورۃ النساء القصریٰ			
سُوْرَةُ التَّحْرِیْم	سورۃ المتحرم	لم تحرم		
سُوْرَةُ تَبَارَک	سورۃ الملک	سورۃ مانعہ	سورۃ منجیہ	سورۃ الواقیہ
// //	سورۃ المناعۃ	المجادلۃ		
سُوْرَةُ سَاَلَ	سورۃ المعارج	سورۃ الواقعۃ		

سُوْرَۃُ عَمَّ	سورۃ النبا	سورۃ المعصرات		
سُوْرَۃُ لَمْ یَکُنْ	سورۃ اہل الکتاب	سورۃ البینۃ	سورۃ القیامہ	سورۃ البریۃ
// //	سورۃ الانفکاک			
سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن	سورۃ الدین			
سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْنَ	المقشقشۃ	سورۃ العباد		
سُوْرَۃُ النَّصْرِ	سورۃ التوریع			
سُوْرَۃُ تَبَّتْ	سورۃ المسد			
سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص	سورۃ الاساس			
سُوْرَۃُ الْفَلَقِ وَ النَّاسِ	المعوذتان	المشقشقان	خطیب مشقشق	
سُوْرَۃُ عَبَسَ	سورۃ اعمی			

قرآن مجید کی تمام سورتوں کے بارے میں مزید تفصیل

۱. سورۃ الفاتحہ: یہ مکی سورت ہے اس کی سات آیات ہیں اور سورۃ المدثر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس کا نام الفاتحہ اس کے مضمون کی مناسبت سے ہے فاتحہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی مضمون یا کتاب یا کسی شئے کا افتتاح ہو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ یہ نام دیباچہ اور آغاز کلام کا ہم معنی ہے۔

۲. سورۃ البقرہ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۸۶ آیات ہیں اور یہ وہ سورت ہے جو مدینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام البقرہ اس لئے ہے کہ اس میں ایک جگہ گائے کا ذکر آیا ہے قرآن کریم کی ہر سورت میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوئے ہیں کہ ان کے لئے

مضمون کے لحاظ سے جامع عنوانات تجویز نہیں کئے جا سکتے۔ عربی زبان اگر چہ اپنی لغت کے اعتبار سے نہایت مالدار ہے مگر بہر حال ہے تو انسانی زبان ہی، انسان جو زبانیں بھی بولتا ہے وہ اس قدر تنگ اور محدود ہیں کہ وہ ایسے الفاظ یا فقرے فراہم نہیں کر سکتیں جو ان وسیع مضامین کے لئے جامع عنوان بن سکتے ہیں۔ اس لئے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے قرآن کی پیشتر سورتوں کے لئے عنوانات کے بجائے نام تجویز فرمائے جو محض علامت کا کام دیتے ہیں اس سورۃ کو البقرۃ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں گائے کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں گائے کا ذکر آیا ہے۔

۳۔ سورۃ آل عمران: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۰۰ آیات ہیں اور سورۃ الانفال کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ میں ایک مقام پر آل عمران کا ذکر آیا ہے اسی کو علامت کے طور پر اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۴۔ سورۃ النساء: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۷۶ آیات ہیں اور سورۃ الممتحنہ کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی آیت میں ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ’’اے انسانوں ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کی تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اسی میں سے جوڑا اس کا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں۔ میں لفظ نساء سے ماخوذ ہے اس میں عورتوں کے بھی کافی مسائل ہیں۔

۵۔ سورۃ المائدہ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۳ آیات عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ہیں اور باقی آیات مدینہ میں سورۃ الفتح کے بعد نازل ہوئیں کل ۱۲۰ آیات ہیں گویا ۳ آیات عرفات کے موقع پر اور ۱۱۷ آیات مدینہ میں سورۃ الفتح کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ اس سورۃ کا

نام پندرھویں رکوع کی آیت هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ "کیا ایسا کر سکتا ہے تمہارا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے" کے لفظ مائدہ سے ماخوذ ہے قرآن کی بیشتر سورتوں کے ناموں کی طرح اس نام کو بھی سورت کے موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں محض دوسری سورتوں سے ممیّز کرنے کے لئے اسے علامت کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔

٦. سورۃ الانعام: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱٦۵ آیات ہیں یہ سورۃ الحجر کے بعد نازل ہوئی ہے اور چند آیات مدنی بھی ہیں۔ اس سورۃ کے رکوع ۱٦، ۱۷ میں بعض انعام (مویشیوں) کی حرمت اور بعض کی حلت کے متعلق اھل عرب کے توہمات کی تردید کی گئی ہے اسی مناسبت سے اس کا نام "الانعام" رکھا گیا۔

۷. سورۃ الاعراف: یہ مکی سورت ہے مگر آیت ۱٦۳ سے لیکر آیت ۱۷۰ تک مدینہ میں نازل ہوئیں اور یہ سورۃ صٓ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام الاعراف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی آیات نمبر ۴٦، ۴۷ میں الاعراف اور اصحاب کا ذکر آیا ہے گویا اسے سورۃ الاعراف کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں اعراف کا ذکر ہے۔

۸. سورۃ الانفال: یہ مدنی سورت ہے مگر آیت ۳۰ سے لے کر آیت ۳٦ تک مکہ میں نازل ہوئیں اس کی ۷۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ "(اے نبی ﷺ) پوچھتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں" کے لفظ الانفال سے اس سورۃ کا نام رکھا گیا۔

۹. سورۃ التوبہ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۲۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ المائدہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ یہ سورۃ دو ناموں سے مشہور ہے ایک التوبۃ، دوسرا البراءۃ۔ التوبہ اس لحاظ سے کہ اس

میں ایک جگہ بعض اہل ایمان کے قصوروں کی معافی کا ذکر ہے اور البراءۃ اس لحاظ سے کہ اس کے آغاز میں مشرکین سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے۔

۱۰۔ سورۃ یونس: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۰۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاسراء کے بعد نازل ہوئی ہے اس سورۃ کا نام حسب دستور محض علامت کے طور پر آیت نمبر ۹۸ سے لیا گیا ہے جس میں اشارۃً حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ہے سورۃ کا موضوع بحث حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ نہیں ہے۔

۱۱۔ سورۃ ہود: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۲۳ آیات ہیں اور اس کی چند آیات مدینہ میں بھی نازل ہوئی ہیں اور سورۃ یونس کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ میں حضرت ھود علیہ السلام کا تذکرہ ہے اس مناسبت سے اس کا نام ھود رکھا ہے۔

۱۲۔ سورۃ یوسف: یہ مکی سورت ہے اس کی (111) آیات ہیں اور اس کی چند آیات مدینہ میں بھی نازل ہوئی ہیں اور سورۃ ہود کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ میں چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر خیر تفصیل سے کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس کا نام یوسف رکھا گیا۔

۱۳۔ سورۃ الرعد: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۴۳ آیات ہیں اور سورۃ محمدؐ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۱۳ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ''اور تسبیح کرتی ہے رعد اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں اس کی اس سے ڈرتے ہوئے'' کے لفظ الرعد کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے اس نام کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سورۃ میں بادل کی گرج کے مسئلے سے بحث کی گئی ہے۔

۱۴۔ سورۃ ابراہیم: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۲ آیات ہیں اور سورۃ نوح کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۳۵ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ''اور یاد کرو وہ وقت جب کہا تھا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب بنادے تو اس شہر کو امن کا گہوارہ'' سے ماخوذ ہے

اس نام کا یہ مطلب نہیں کہ اس سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانح عمری بیان ہوئی ہے بلکہ یہ بھی اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سورۃ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

۱۵. سورۃ الحجر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۹۹ آیات ہیں اور سورۃ یوسف کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۸۰ کَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ''جھٹلایا اہل حجر نے رسولوں کو'' سے ماخوذ ہے۔

۱۶. سورۃ النحل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۲۸ آیات ہیں اور سورۃ الکہف کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۶۸ وَاَوۡحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحۡلِ ''اور وحی کر دی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو'' سے ماخوذ ہے یہ بھی محض علامت ہے نہ کہ موضوع بحث کا عنوان۔

۱۷. سورۃ بنی اسرائیل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱۱ آیات ہیں اور سورۃ القصص کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۴ وَقَضَيۡنَاۤ اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ فِى الۡكِتٰبِ ''اور متنبہ کر دیا تھا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں'' سے ماخوذ ہے مگر یہ بھی موضوع بحث بنی اسرائیل نہیں بلکہ یہ نام بھی اکثر قرآنی سورتوں کی طرح صرف علامت کے طور پر رکھا گیا ہے۔

۱۸. سورۃ الکہف: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱۰ آیات ہیں اور سورۃ الغاشیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور اس کی چند آیات مدینہ میں بھی نازل ہوئی ہیں۔ اس سورۃ کا نام پہلے رکوع کی نویں آیت اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ ''جب پناہ لی تھی چند نوجوانوں نے غار میں'' سے ماخوذ ہے اس نام کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں کہف کا لفظ آیا ہے۔

۱۹. سورۃ مریم: یہ مکی سورت ہے اس کی ۹۸ آیات ہیں اور سورۃ الفاطر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ ''اور بیان کرو حال اس کتاب میں مریم کا'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر آیا ہے۔

۲۰. سورۃ طٰہٰ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۳۵ آیات ہیں اور سورۃ مریم کے بعد نازل ہوئی ہے۔

کلمہ طٰہٰ سے سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام طٰہٰ رکھا گیا۔

۲۱. سورۃ الانبیاء: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱۲ آیات ہیں اور سورۃ ابراہیم کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام کسی خاص آیت سے ماخوذ نہیں ہے چونکہ اس میں مسلسل بہت سے انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لئے اس کا نام الانبیاء رکھ دیا گیا ہے یہ بھی موضوع کے لحاظ سے سورۃ کا عنوان نہیں ہے بلکہ محض پہچاننے کے لئے ایک علامت ہے۔

۲۲. سورۃ الحج: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۷۸ آیات ہیں اور سورۃ النور کے بعد نازل ہوئی ہے۔ چوتھے رکوع کی دوسری آیت وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ''اور اعلان کروا نسانوں میں حج کا'' سے ماخوذ ہے۔

۲۳. سورۃ المؤمنون: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱۸ آیات ہیں اور سورۃ الانبیاء کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ''یقیناً فلاح پا گئے وہ مومن'' سے ماخوذ ہے۔

۲۴. سورۃ النور: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۶۴ آیات ہیں اور سورۃ الحشر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پانچویں رکوع کی پہلی آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا'' سے ماخوذ ہے۔

۲۵. سورۃ الفرقان: یہ مکی سورت ہے اس کی ۷۷ آیات ہیں یہ سورۃ یٰسٓ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ ''بہت بابرکت ہے وہ جس نے نازل فرمایا الفرقان'' سے ماخوذ ہے یہ بھی قرآن کی اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے نہ کہ عنوان مضمون کے طور پر، تاہم مضمون سورۃ کے ساتھ یہ نام ایک قریبی مناسبت رکھتا ہے۔

۲۶. سورۃ الشعراء: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۲۷ آیات ہیں اور سورۃ الواقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت ۲۲۴ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ''اور رہے شعراء تو چلا کرتے ہیں ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ'' سے ماخوذ ہے۔

۲۷۔ سورۃ النمل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۹۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ الشعراء کے بعد نازل ہوئی ہے۔ دوسری رکوع کی چوتھی آیت میں وَادِ النَّمْلِ ''چیونٹیوں کی وادی'' کا ذکر آیا ہے سورۃ کا نام اسی سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورۃ جس میں النمل کا قصہ مذکور ہے یا جس میں النمل کا لفظ وارد ہوا ہے۔

۲۸۔ سورۃ القصص: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ النمل کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۲۵ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ''اور بیان کیا ان کے سامنے سارا واقعہ'' یعنی وہ سورۃ جس میں القصص کا لفظ آیا ہے لغت کے اعتبار سے قصص کے معنی ترتیب وار واقعات بیان کرنے کے ہیں اس لحاظ سے یہ لفظ باعتبار معنی بھی اس سورۃ کا عنوان ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مفصل بیان ہوا ہے۔

۲۹۔ سورۃ العنکبوت: یہ مکی سورت ہے اس کی ۶۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ الروم کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت ۴۱ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۝ ''مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنا رکھا ہے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا سرپرست مکڑی کی سی ہے'' سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں لفظ عنکبوت آیا ہے۔

۳۰۔ سورۃ الروم: یہ مکی سورت ہے اس کی ۶۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ الانشقاق کے بعد نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت کے لفظ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ''مغلوب ہو گئے رومی'' سے ماخوذ ہے۔

۳۱۔ سورۃ لقمان: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ الصافات کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں وہ نصیحتیں نقل کی گئی ہیں جو لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو کی تھیں اسی مناسبت سے اس کا نام لقمٰن رکھا گیا ہے۔

۳۲۔ سورۃ السجدہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ المؤمنون کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۱۵ میں جو سجدۃ کا مضمون آیا ہے اسی کو سورۃ کا عنوان قرار دیا گیا ہے۔

۳۳۔ سورۃ الاحزاب: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۷۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ آل عمران کے

بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۲۰ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ ''یہ سمجھ رہے ہیں کہ حملہ آور لشکر'' سے ماخوذ ہے۔

۳۴. سورۃ السبا: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۴ آیات ہیں اور یہ لقمان کے بعد نازل ہوئی ہے ۔آیت نمبر ۱۵ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ''بلاشبہ تھی قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشانی'' سے ماخوذ ہے کہ وہ سورۃ ہے جس میں سبا کا ذکر آیا ہے۔

۳۵. سورۃ الفاطر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الفرقان کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کا لفظ فاطر اس سورۃ کا عنوان قرار دیا گیا ہے جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں فاطر کا لفظ آیا ہے۔ دوسرا نام اَلْمَلٰٓئِكَةُ بھی ہے اور یہ لفظ بھی پہلی آیت ہی میں وارد ہوا ہے۔

۳۶. سورۃ یٰسٓ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ الجن کے بعد نازل ہوئی ہے آغاز ہی کے دو حرفوں کو سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۳۷. سورۃ الصافات: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۸۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الانعام کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ والصافات سے ماخوذ ہے۔

۳۸. سورۃ صٓ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ القمر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آغاز ہی کے حرف صٓ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۳۹. سورۃ الزمر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۷۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ السبا کے بعد نازل ہوئی ہے اس سورۃ کا نام آیات نمبر ۷۱، ۷۳ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ○ ''اور ہانکے جائیں گے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا جہنم کی طرف گروہ در گروہ'' اور وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ○ ''اور لے جایا جائے گا ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے اپنے رب سے جنت کی

طرف گروہ در گروہ'' سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ زمر آیا ہے۔

۴۰۔ سورۃ المؤمن: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الزمر کے بعد نازل ہوئی ہے۔آیت نمبر ۲۸ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ ''اور کہا ایک شخص نے جو مومن تھا آل فرعون میں سے'' سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورۃ جس میں اس خاص مومن کا ذکر آیا ہے۔

۴۱۔ سورۃ حٰمٓ السجدۃ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ المؤمن کے بعد نازل ہوئی ہے۔اس سورۃ کا نام دو لفظوں سے مرکب ایک حٰمٓ دوسرے السجدہ مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس کا آغاز حٰمٓ سے ہوتا ہے اور جس میں ایک مقام پر آیت سجدہ آئی ہے۔

۴۲۔ سورۃ الشوریٰ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ فصلت کے بعد نازل ہوئی ہے۔آیت ۳۸ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۝ ''اور ان کے معاملات باہم مشورہ سے چلتے ہیں'' سے ماخوذ ہے اس نام کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ شوریٰ آیا ہے۔

۴۳۔ سورۃ الزخرف: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ الشوریٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔آیت نمبر ۳۵ کے لفظ وَزُخْرُفًا ''اور سونے کے'' سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ زخرف آیا ہے۔

۴۴۔ سورۃ الدخان: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ الزخرف کے بعد نازل ہوئی ہے۔آیت نمبر ۱۰ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ ''اس دن کا جب نمودار ہوگا آسمان صریح دھواں کے ساتھ'' کے لفظ دخان کو اس سورۃ کا عنوان بنایا گیا ہے یعنی وہ سورۃ ہے جس میں لفظ دخان وارد ہوا ہے۔

۴۵۔ سورۃ الجاثیہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۷ آیات ہیں اور یہ سورۃ الدخان کے بعد نازل ہوئی ہے۔آیت نمبر ۲۸ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۝ ''اور دیکھو گے تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا

ہوا'' سے ماخوذ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ جاثیہ آیا ہے۔

۴۶۔ سورۃ الاحقاف: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الجاثیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۲۱ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ ''جب متنبہ کیا اس نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں'' سے ماخوذ ہے۔

۴۷۔ سورۃ محمد ﷺ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۳۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الحدید کے بعد نازل ہوئی ہے آیت نمبر ۲ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ''اور ایمان لے آؤ اس پر جو نازل ہوا محمدؐ پر'' سے ماخوذ ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں محمد ﷺ کا اسم گرامی آیا ہے اس کے علاوہ اس کا ایک مشہور نام قتال بھی ہے جو آیت نمبر ۲۰ وَذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ''اور ذکر کیا گیا اس میں جنگ کو'' سے ماخوذ ہے۔

۴۸۔ سورۃ الفتح: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۹ آیات ہیں اور سورۃ الجمعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے الفاظ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ ''اے نبی ﷺ یقیناً ہم نے فتح عطا کی ہے تم کو کھلی فتح'' سے ماخوذ ہے یہ محض اس سورۃ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ مضمون کے لحاظ سے بھی اس کا عنوان ہے کیونکہ اس میں اس فتح عظیم پر کلام کیا گیا ہے جو صلح حدیبیہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو عطا فرمائی تھی۔

۴۹۔ سورۃ الحجرات: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ المجادلہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ ۝ ''درحقیقت وہ لوگ جو پکارتے ہیں تمہیں حجروں کے باہر سے'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ الحجرات آیا ہے۔

۵۰۔ سورۃ ق: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۵ آیات ہیں اور سورۃ المرسلات کے بعد نازل ہوئی

ہے۔ آغاز ہی کے حرف قٓ سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس کا افتتاح حرف قٓ سے ہوتا ہے۔

۵۱. سورۃ الذاریات: یہ مکی سورت ہے اس کی ۶۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاحقاف کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالذّٰرِیٰتِ ''قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ جس کی ابتداء لفظ الذاریات سے ہوتی ہے۔

۵۲. سورۃ الطّور: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ السجدہ کے بعد نازل ہوئی ہے پہلے ہی لفظ وَالطُّوْرِ سے ماخوذ ہے۔

۵۳. سورۃ النجم: یہ مکی سورت ہے اس کی ۶۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاخلاص کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالنَّجْمِ سے ماخوذ ہے یہ بھی مضمون کے لحاظ سے سورۃ کا عنوان نہیں ہے بلکہ محض علامت کے طور پر اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۵۴. سورۃ القمر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الطارق کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ''اور پھٹ گیا چاند'' سے ماخوذ ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لفظ القمر آیا ہے۔

۵۵. سورۃ الرحمٰن: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۷۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الرعد کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ الرحمٰن کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جو لفظ الرحمٰن سے شروع ہوتی ہے تاہم اس نام کو بھی سورۃ سے گہری مناسبت ہے کیونکہ اس میں شروع سے لیکر آخر تک اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کے مظاہر وثمرات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۵۶. سورۃ الواقعہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۹۶ آیات ہیں اور یہ سورۃ طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت کے لفظ الواقعہ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۵۷. سورۃ الحدید: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ زلزلہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۲۵ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ ''اور اتارا ہم نے لوہا'' سے ماخوذ ہے۔

۵۸. سورۃ المجادلہ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ المنافقون کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام المجادَلۃ بھی ہے اور المجادِلۃ بھی۔ یہ لفظ پہلی ہی آیت کے لفظ تجادلک سے ماخوذ ہے چونکہ سورۃ کے آغاز میں ان خاتون کا ذکر آیا ہے جنہوں نے اپنے شوہر کے ظہار کا قصہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر کے بار بار اصرار کیا تھا کہ آپ کوئی ایسی صورت بتائیں جس سے ان کی اور ان کے بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اصرار کو لفظ مجادلۃ سے تعبیر فرمایا ہے اس لئے یہی اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا اس کو اگر مجادَلۃ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے بحث وتکرار اور مجادِلہ پڑھا جائے تو معنی ہوں گے بحث وتکرار کرنے والی۔

۵۹. سورۃ الحشر: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۲۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ البینہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ''نکالا ان کو جنہوں نے کفر کیا اھل کتاب میں سے ان کے گھروں سے پہلے ہی ملے ہیں'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ ہے جس میں لفظ الحشر آیا ہے۔

۶۰. سورۃ الممتحنہ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاحزاب کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۰ میں حکم دیا گیا ہے کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں ان کا امتحان لیا جائے اسی مناسبت سے اس کا نام الممتحنہ رکھا گیا ہے اس کا تلفظ ممتحنہ بھی کیا جاتا ہے اور ممتحنہ بھی، پہلے تلفظ کے لحاظ سے معنی ہیں ''وہ عورت جس کا امتحان لیا جائے اور دوسرے تلفظ کے لحاظ سے معنی ہیں امتحان لینے والی سورۃ''

۶۱۔ سورۃ الصّف: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ التغابن کے بعد نازل ہوئی ہے۔ چوتھی آیت یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا ''جنگ کرتے ہیں اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر'' سے ماخوذ ہے مراد یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں لفظ صف آیا ہے۔

۶۲۔ سورۃ الجمعۃ: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ الصّف کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۹ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ ''جب اذان دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن'' سے ماخوذ ہے اگرچہ اس سورۃ میں نماز جمعہ کے احکام بھی بیان کئے گئے ہیں لیکن جمعہ بحیثیت مجموعی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح یہ نام بھی علامت ہی کے طور پر ہے۔

۶۳۔ سورۃ المنافقون: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ الحج کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ ''اے نبی ﷺ جب آتے ہیں تمہارے پاس منافق'' سے ماخوذ ہے یہ اس سورۃ کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں منافقین ہی کے طرز عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۶۴۔ سورۃ التغابن: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ التحریم کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آیت نمبر ۹ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ''یہی ہوگا دراصل ہار جیت کا دن'' سے ماخوذ ہے یعنی وہ سورۃ جس میں لفظ تغابن آیا ہے۔

۶۵۔ سورۃ الطلاق: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الدھر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام ہی الطلاق نہیں ہے بلکہ یہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں طلاق ہی کے احکام بیان ہوئے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے سورۃ النساء القصریٰ بھی کہا ہے یعنی چھوٹی سورۃ النساء۔

٦٦. سورۃ التحریم: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۱۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الحجرات کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے الفاظ لِمَ تُحَرِّمُ ''کیوں حرام کرتے ہو تم'' سے ماخوذ ہے یہ بھی اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے بلکہ اس نام سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں تحریم کے واقعہ کا ذکر آیا ہے۔

٦٧. سورۃ الملک: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ الطّور کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ''بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی'' کے لفظ الملک کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

٦٨. سورۃ القلم: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ العلق کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام نٓ بھی ہے اور القلم بھی دونوں الفاظ سورۃ کے آغاز ہی میں موجود ہیں۔

٦٩. سورۃ الحاقہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الملک کے بعد نازل ہوئی ہے سورۃ کے پہلے ہی لفظ کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

٧٠. سورۃ المعارج: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ الحاقہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ تیسری آیت کے لفظ ذِی الْمَعَارِجِ ''جو مالک ہے عروج کے زینوں کا'' سے ماخوذ ہے۔

٧١. سورۃ نوح: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۸ آیات ہیں اور سورۃ النحل کے بعد نازل ہوئی ہے۔ نوح اس سورۃ کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی کیونکہ اس میں از اول تا آخر حضرت نوح علیہ السلام ہی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

٧٢. سورۃ الجن: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاعراف کے بعد نازل ہوئی ہے۔ الجن اس سورۃ کا نام بھی ہے اور اس کے مضامین کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں جنوں کے قرآن سن کر جانے اور اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۷۳۔ سورۃ المزمل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۰ آیات ہیں اور سورۃ القلم کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ المزمل کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے یہ صرف نام ہے اس کے مضامین کا عنوان نہیں ہے۔

۷۴۔ سورۃ المدثر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۶ آیات ہیں اور یہ سورۃ المزمل کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ المدثر کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے یہ بھی صرف نام ہے جو مضامین کا عنوان نہیں ہے۔

۷۵۔ سورۃ القیامہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۰ آیات ہیں اور سورۃ القارعۃ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ القیٰمۃ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے اور یہ صرف نام ہی نہیں ہے بلکہ اس سورۃ کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں قیامت ہی پر بحث کی گئی ہے۔

۷۶۔ سورۃ الدھر: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۳۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ الرحمٰن کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ کا نام الدھر بھی ہے اور الانسان بھی دونوں نام پہلی ہی آیت کے الفاظ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ''کیا گزرا ہے انسان پر'' اور حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ ''ایک ایسا وقت زمانے کا'' سے ماخوذ ہیں۔

۷۷۔ سورۃ المرسلات: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ الھمزہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ وَالْمُرْسَلٰتِ ''قسم ہے ان ہواؤں کی جو چلائی جاتی ہیں'' کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۷۸۔ سورۃ النبا: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ المعارج کے بعد نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ ''(کیا) اس بڑی خبر کے بارے میں'' کے لفظ النبا کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۷۹. سورۃ النازعات: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۶ آیات ہیں اور یہ سورۃ النبا کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالنّٰزِعٰتِ "قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو کھینچنے والے ہیں (روح کو) سے ماخوذ ہے۔

۸۰. سورۃ عبس: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ النجم کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ عَبَسَ "ترش رو ہوا" کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۱. سورۃ التکویر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ اللھب کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی ہی آیت کے لفظ کُوِّرَتْ "لپیٹ دیا جائے گا" سے ماخوذ ہے کورت تکویر سے صیغہ ماضی مجہول ہے جس کے معنی ہیں لپٹی گئی اس نام سے مراد یہ ہے کہ وہ سورۃ جس میں لپیٹنے کا ذکر آیا ہے۔

۸۲. سورۃ الانفطار: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ النازعات کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ اِنْفَطَرَتْ "پھٹ جائے گا" سے ماخوذ ہے انفطار مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر آیا ہے۔

۸۳. سورۃ المطففین: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۶ آیات ہیں اور یہ سورۃ العنکبوت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ "تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے" سے ماخوذ ہے۔

۸۴. سورۃ الانشقاق: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الانفطار کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ اِنْشَقَّتْ "پھٹ جائے گا" سے ماخوذ ہے انشقاق مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں اور اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس

میں آسمان کے پھٹنے کا ذکر آیا ہے۔

۸۵۔ سورۃ البروج: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۲ آیات ہیں اور یہ سورۃ الشمّس کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت کے لفظ البروج ''برجوں والا'' کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۶۔ سورۃ الطارق: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۷ آیات ہیں اور یہ سورۃ البلد کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ اَلطَّارِقْ ''رات کو نمودار ہونے والا'' کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۷۔ سورۃ الاعلیٰ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۹ آیات ہیں۔ پہلی ہی آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ''تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے بلند ہے'' کے لفظ الاعلیٰ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۸۔ سورۃ الغاشیہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۶ آیات ہیں۔ پہلی ہی آیت کے لفظ اَلْغَاشِیَۃ ''چھا جانے والی آفت (قیامت) کی'' کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۸۹۔ سورۃ الفجر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ الیل کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالْفَجْرِ ''قسم ہے فجر کی'' کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۰۔ سورۃ البلد: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۰ آیات ہیں اور یہ سورۃ قٓ کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی ہی آیت لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ''نہیں قسم کھاتا ہوں میں اس شہر (مکہ) کی'' کے لفظ البلد کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۱۔ سورۃ الشمّس: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ القدر کے بعد نازل ہوئی ہے پہلے ہی لفظ اَلشَّمْسْ ''قسم ہے سورج کی'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۲۔ سورۃ الیل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۲۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ الاعلیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالَّیْلِ ''قسم ہے رات کی'' کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۳. سورۃ الضحیٰ : یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ الفجر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ وَالضُّحٰى ”قسم ہے روز روشن کی“ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۴. سورۃ الم نشرح: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الضحیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی الفاظ اَلَمْ نَشْرَحْ ”اے محمدؐ کیا نہیں کھول دیا ہم نے“ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۵. سورۃ التین : یہ مکی سورت ہے اس کی ۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ البروج کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ اَلتِّيْنِ ”قسم ہے انجیر کی“ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۶. سورۃ العلق : یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۹ آیات ہیں اور یہ وہ سورت ہے جو سب سے پہلے غار حرا میں نازل ہوئی۔ دوسری آیت کے لفظ عَلَقٍ ”جما ہوا خون“ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے

۹۷. سورۃ القدر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ عبس کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی ہی آیت کے لفظ القدر کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۸. سورۃ البیّنۃ : یہ مدنی سورت ہے اس کی ۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الطلاق کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت کے لفظ اَلْبَيِّنَةُ ”روشن دلیل“ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۹۹. سورۃ الزلزال: یہ مدنی سورت ہے اس کی ۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ زِلْزَالَهَا ’اپنی پوری شدت سے‘ سے ماخوذ ہے۔

۱۰۰. سورۃ العادیات: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ العصر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے ہی لفظ اَلْعٰدِيٰتِ ”قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے“ کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۱. سورۃ القارعہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۱۱ آیات ہیں اور یہ سورۃ القریش کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے لفظ اَلْقَارِعَةُ ”وہ عظیم حادثہ“ کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے یہ صرف نام ہی نہیں

ہے بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں سارا ذکر قیامت ہی کا ہے۔

۱۰۲۔ سورۃ التکاثر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۸ آیات ہیں اور یہ سورۃ الکوثر کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی آیت کے لفظ اَلتَّكَاثُرُ ''غفلت میں ڈالے رکھا اس کو'' اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۳۔ سورۃ العصر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ الانشراح کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ وَالْعَصْرِ ''قسم ہے زمانے کی'' کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۴۔ سورۃ الھمزہ: یہ مکی سورت ہے اس کی ۹ آیات ہیں اور یہ سورۃ القیامہ کے بعد نازل ہوئی ہے پہلی ہی آیت کے لفظ ھمزہ ''طعنہ زن'' کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۵۔ سورۃ الفیل: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الکافرون کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ اَصْحٰبِ الْفِيْلِ ''ہاتھی والے'' سے ماخوذ ہے۔

۱۰۶۔ سورۃ القریش: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ التین کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت کے لفظ قُرَيْشٍ کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۷۔ سورۃ الماعون: یہ مکی سورت ہے اس کی ۷ آیات ہیں اور یہ سورۃ التکاثر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آخری آیت کے آخری لفظ اَلْمَاعُوْنَ ''برتنے کی چھوٹی چھوٹی چیزیں کو'' اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۸۔ سورۃ الکوثر: یہ مکی سورت ہے اس کی ۳ آیات ہیں اور یہ سورۃ العادیات کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ''بے شک ہم نے عطا کیا تم کو اے محمد ﷺ الکوثر'' کے لفظ الکوثر کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۹۔ سورۃ الکافرون: یہ مکی سورت ہے اس کی ٦ آیات ہیں اور یہ سورۃ الماعون کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی ہی آیت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ''کہہ دے اے منکرو'' کے لفظ

الکافرون کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۰۔ سورۃ النصر: منٰی کے مقام پر حجۃ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی اور یہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت ہے جو سورۃ التوبہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور اس کی ۳ آیات ہیں۔ پہلی آیت اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ ''جب آجائے مدد اللہ کی'' کے لفظ نصر کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۱۔ سورۃ اللھب: یہ مکی سورت ہے اس کی ۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الفاتحہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلی آیت کے لفظ لہب کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔

۱۱۲۔ سورۃ الاخلاص: یہ مکی سورت ہے اس کی ۴ آیات ہیں اور یہ سورۃ الناس کے بعد نازل ہوئی ہے۔ الاخلاص اس سورۃ کا محض نام ہی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں خالص توحید بیان کی گئی ہے قرآن کریم کی دوسری سورتوں میں تو بالعموم کسی ایسے لفظ کو ان کا نام قرار دیا گیا ہے جو ان میں وارد ہوا ہو۔ لیکن اس سورۃ میں لفظ اخلاص کہیں وارد نہیں ہوا ہے اس کو یہ نام اس کے معنی کے لحاظ سے دیا گیا ہے جو شخص بھی اس کو سمجھ کر اس کی تعلیم پر ایمان لے آئے گا وہ شرک سے خلاصی پا جائے گا۔

۱۱۳، ۱۱۴۔ سورۃ الفلق، سورۃ الناس معوذتین: سورۃ الفلق یہ مکی سورت ہے اس کی ۵ آیات ہیں اور یہ سورۃ الفیل کے بعد نازل ہوئی ہے، سورۃ الناس یہ مکی سورت ہے اس کی ۶ آیات ہیں اور یہ سورۃ الفلق کے بعد نازل ہوئی ہے اگرچہ قرآن کریم کی یہ آخری دو سورتیں بجائے معوذتین خود الگ الگ ہیں اور مصحف میں الگ ناموں ہی سے لکھی ہوئی ہیں لیکن ان کے درمیان باہم اتنا گہرا تعلق ہے اور ان کے مضامین ایک دوسرے سے اتنی قریبی مناسبت رکھتے ہیں کہ ان کا ایک مشترک نام معوذتین (پناہ مانگنے والی دو سورتیں) رکھا گیا ہے امام بیہقی نے دلائل نبوت میں لکھا ہے کہ یہ نازل بھی ایک ساتھ ہی ہوئی ہیں اسی وجہ سے دونوں کا مجموعی نام معوذتین ہے۔

قرآن کریم کے حصوں کے عنوان اور نام

علماء اور قراء قرآن کریم کے نزدیک قرآن کریم کے حصوں کے عنوان اور نام متعارف ہیں جن سے ان کو تعبیر کیا جاتا ہے۔

۱. **سبع طوال** : یعنی سات طویل سورتیں ہیں جو حسب ذیل ہیں،

سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ الانفال، مع البراءۃ۔

۲. **مئین** : وہ سورتیں جن میں کم وبیش ۱۰۰ آیات ہیں، سورۃ یونس سے سورۃ الفاطر تک۔

۳. **مثانی** : وہ سورتیں ہیں جن میں انبیاء سابقین اور ان کی امتوں کے احوال وقصص خاص طور پر ذکر کیے گئے اور عبرت ونصائح کے امور بار بار بیان فرمائے گئے، مثانی سورۃ یٰسٓ سے سورۃ قٓ تک ہے۔

٤. **مفصّل** : جدا جدا اور علیحدہ مضمون والی سورتوں کو کہا جاتا ہے جو سورۃ قٓ سے ختم قرآن تک ہیں مفصّلات کی تین قسمیں ہیں۔

۱. طوال مفصل: سورۃ قٓ سے لے کر سورۃ البروج تک۔

۲. اوساط مفصل: سورۃ البروج سے لے کر سورۃ البینہ تک۔

۳. قصار مفصل: سورۃ الزلزال یا سورۃ البروج سے ختم قرآن تک۔

شیخ سیوطیؒ نے ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ طوال مفصل عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ تک ہے اوساط مفصل سورۃ والضحیٰ تک اور قصار مفصل سورۃ الانشراح سے لے کر ختم قرآن تک۔

امام احمد بن حنبلؒ نے واثلۃ بن الاسقعؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا مجھے تورات کی جگہ قرآن کریم اور قرآن کریم میں سبع طوال دی گئی ہیں اور زبور کی جگہ مئین اور انجیل کی جگہ مثانی اور اس سے زائد برتری وفضیلت سے مجھ کو مفصلات عطا فرما کر نوازا گیا۔

قرآن مجید ۲۹ حرفوں سے مرکب ہے جنہیں حروف ہجایا حروف تہجی کہا جاتا ہے اور وہ الف سے لے کر یاء تک معروف ہیں۔

قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت آیۃ الدَّین ہے یعنی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط اس کے اندر پورے ۲۹ حروف نہیں بلکہ ۲۵ حروف ہیں یعنی ظ، ز، ث، ع، اس آیت میں نہیں ہیں پورے قرآن مجید میں دو آیتیں ایسی ہیں جن میں پورے ۲۹ حروف ہیں ایک آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اور دوسری آیت ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ ہے۔ سب سے چھوٹی آیت کے بارے میں علماء نے کہا ہے والضحیٰ ، والفجر ہے سب سے بڑا کلمہ قرآن مجید میں ہے فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ (۱۱) گیارہ حروف سے مرتب ہے اور اس کے بعد اقْتَرَفْتُمُوْھَا (۱۰) حروف سے مرتب ہے، اَنُلْزِمُکُمُوْھَا (۱۰) حروف سے مرتب ہے، وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ (۱۰) حروف سے مرتب ہے، لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ (لفظاً ۱۰ تقدیراً ۱۱ حروف سے مرتب ہے)

قرآن مجید کے نصف آٹھ ہیں

حروف کے اعتبار سے قرآن مجید کا نصف اول نُکْرًا کے نون پر جو سورۃ الکھف میں ہے اور (ک) سے دوسرا نصف ہے اور کلمات کے اعتبار سے وَالْجُلُوْدُ کی دال پر جو سورۃ الحج میں ہے اور وَلَھُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ دوسرے نصف میں ہے۔ آیات کے اعتبار سے یَاْفِکُوْنَ پر سورۃ الشعراء اور فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ دوسرے نصف میں ہے اور سورتوں کے اعتبار سے سورۃ الحدید پر پہلا نصف ہے اور سورۃ المجادلۃ دوسرے نصف میں ہے ابن مجاہد سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید میں اِلَّا غُرُوْرًا کتنی جگہ آیا ہے تو انہوں نے جواب دیا چار جگہ آیا ہے پہلا سورۃ

النساء، دوسرا سورۃ الاسراء، تیسرا سورۃ الاحزاب اور چوتھا سورۃ الفاطر میں۔ امام الکسائی سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید وہ آیات کتنی ہیں جو کہ حرف شین سے شروع ہوتی ہیں تو انہوں نے جواب دیا چار ہیں پہلی شَهْرُ رَمَضَانَ، دوسری شَهِدَ اللّٰهُ تیسری شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اور چوتھی شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ۔ سوال کیا گیا کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کے آخر میں شین ہے جواب دیا دو ہیں پہلی كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور دوسری لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔

قرآن مجید میں اکٹھے ایک ہی جگہ پر متحرک حروف آٹھ ہوئے ہیں جو دو جگہ پر آئے ہیں پہلا سورۃ یوسف میں اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا اور دوسرا سورۃ القصص سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ، حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ، یہ ان کی قراءت پر ہے جنہوں نے لِيْ اور اَبِيْ کی یاء کو متحرک پڑھا ہے سورۃ المجادلہ ایک ایسی سورت ہے جس کی ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے سورۃ الحج میں پے در پے چھ سات آیات آئی ہیں جن کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے دو دو نام ہیں یہ لَيُدْخِلَنَّهُمْ سے لے کر لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک آتی ہیں۔ سورہ ہود کی آیت ۴۸ میں ۱۶ (م) ہیں قرآن مجید میں دو جگہ اکٹھی ح کے بعد ح آئی ہیں پہلی عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۵ اور دوسرا سورۃ الکہف کی آیت ۶۰ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى آیا ہے دو جگہ کاف جو ایک ساتھ آئے ہیں پہلا سورۃ البقرہ کی آیت ۴۲ مَنَاسِكَكُمْ اور دوسرا سورۃ المدثر میں آیت ۱۰ مَا سَلَكَكُمْ آیا ہے سورۃ الرحمٰن میں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۳۱ مرتبہ آیا ہے۔

کاتبین وحی:۔

کاتبین وحی کی تعداد بعض نے 40 ذکر کی ہے اور بعض نے 56 تک ذکر کی، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

1. حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ
2. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
3. حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
4. حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

۵. حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ
۶. حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
۷. حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
۸. حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ
۹. حضرت خویطب بن عبدالعزی رضی اللہ عنہ
۱۰. حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ
۱۱. حضرت خالد بن عاص رضی اللہ عنہ
۱۲. حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
۱۳. حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
۱۴. حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۱۵. حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
۱۶. حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ
۱۷. حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ
۱۸. حضرت عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ
۱۹. حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ
۲۰. حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ
۲۱. حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۲۲. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۲۳. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۲۴. حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۲۵. حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ
۲۶. حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲۷. حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۲۸. حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
۲۹. حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
۳۰. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۳۱. حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ
۳۲. حضرت معیقیب بن شعبہ رضی اللہ عنہ
۳۳. حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
۳۴. حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
۳۵. حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ
۳۶. حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ
۳۷. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
۳۸. حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ
۳۹. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۴۰. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۴۱. حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ
۴۲. حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ
۴۳. حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۴. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۴۵. حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۴۶. حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

۴۷. حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ	۴۸. حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
۴۹. حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	۵۰. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
۵۱. حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	۵۲. حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۵۳. حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ	۵۴. حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ
۵۵. حضرت عمر بن سعید رضی اللہ عنہ	۵۶. حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ

وہ صحابہ کرام جو نبی ﷺ کے زمانہ میں پورے قرآن مجید کے حافظ تھے:۔

ایسے صحابہ گیارہ ہیں:۔

(۱) حضرت عثمانؓ بن عفان (۲) حضرت علیؓ بن ابی طالب (۳) حضرت ابیؓ بن کعب (۴) حضرت زیدؓ بن ثابت (۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۶) حضرت ابوالدرداءؓ (۷) حضرت ابوموسی اشعریؓ (۸) حضرت ابوہریرہؓ (۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۱۰) حضرت عبداللہ بن السائبؓ (۱۱) حضرت عمر فاروقؓ۔

دور تابعین میں مدینہ منورہ میں ذیل کے حفاظ مشہور و معروف تھے۔

سعید بن المسیبؒ، عروہ بن الزبیرؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، سلیمان عطاء بن یسارؒ، معاذ بن حارثؒ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ، اور ابن شہاب زہریؒ۔

اوران کے علاوہ دیگر آئمہ تابعین جو مکہ مکرمہ میں تھے درج ذیل ہیں،

عبید بن عمیرؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، طاؤسؒ، مجاہدؒ، عکرمہؒ، اور ابن ملیکہؒ۔

کوفہ میں درج ذیل آئمہ تابعین تھے۔

علقمہؒ، اسودؒ، مسروقؒ، عبیدہؒ، عمرو بن شرجیلؒ، حارث بن قیسؒ، ربیع بن خشیمؒ، عمرو بن میمونؒ، ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ، زر بن حبیشؒ، سعید بن جبیرؒ، نخعیؒ، اور شعبیؒ وغیرھم۔

بصرہ میں درج ذیل آئمہ تابعین تھے۔

ابوالعالیہؒ، ابورجاءؒ، نصر بن عاصمؒ، یحیی بن یعمرؒ، حسن بصریؒ، قتادۃؒ، اور ابن سیرینؒ وغیرھم

اور شام میں صرف مغیرہ بن الشہابؒ المخزومی مشہور تھے۔

عہد نبوت ﷺ میں قرآ کریم حفظ کرنے والی عورتیں:۔

۱.	ام المؤمنین حضرت عائشہؓ۔	۲.	ام المؤمنین حضرت حفصہؓ
۳.	ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ	۴.	حضرت ام ورقہ بن نوفلؓ

قرآن مجید کی سات منزلیں:۔

منازل فَمِیْ بِشَوْقٍ (سات منزلیں) حذیفہ ثقفیؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ میں نے صحابہؓ سے پوچھا آپ حضرات قرآن مجید کی منزل کے حصے کس طرح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم قرآن مجید کے سات حصے کرتے ہیں۔

۱. تین سورتیں، سورۃ البقرہ سے سورۃ النساء تک۔

۲. پانچ سورتیں، سورۃ المائد سے سورۃ البراءۃ تک۔

۳. سات سورتیں، سورۃ یونس سے سورۃ النحل تک۔

۴. نوسورتیں، سورۃ بنی اسرائیل سے سورۃ الفرقان تک۔

۵. گیارہ سورتیں، سورۃ الشعراء سے سورۃ یٰسٓ تک۔

۶. تیرہ سورتیں، سورۃ والصّٰفّٰت سے سورۃ الحجرات تک۔

۷. مفصل سورتیں، سورۃ قٓ سے سورۃ الناس تک۔

(فَمِیْ بِشَوْقٍ)(فا) سے مراد الفاتحہ (م) سے مراد المائدہ (یا) سے مراد یونس (با) سے مراد بنی اسرائیل (ش) سے مراد الشعراء (و) سے مراد والصفت اور (ق) سے مراد سورۃ قٓ کی رمز ہے بعض حضرات نے دوسری منزل المائدہ کی بجائے النساء بتائی ہے پس اب مجموعہ فَنِیْ بِشَوْقٍ ہوگا۔ ان منازل میں کلمات وحروف کی بجائے سورتوں کے اخیراوران کی تمامیت کالحاظ رکھا گیا ہے۔

وہ آیات جن کے جواب احادیث میں وارد ہیں

سابقاً آپ پڑھ آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ آیت رحمت پر دعا مانگتے تھے اور آیت عذاب پر پناہ مانگتے تھے یہ تو عام آیات کی بات ہے لیکن اس کے سوا آنحضرت ﷺ سے یا صحابہؓ سے بعض آیتوں پر ان کے مضمون کے موافق جواب بھی منقول ہیں ذیل میں ہم آپ کی سہولت کے لئے ایک نقشہ میں انہیں دکھاتے ہیں یہ بھی اثنائے قرأت سماعت میں عبرت وموعظت حاصل کرنے کی نشانی اور دل کی حاضری کی علامت ہے۔

نام سورۃ	نمبر پارہ	آیت	جواب
الفاتحہ	۱	وَلَا الضَّآلِّيْنَ	اٰمِيْن
البقرہ	۳	فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ	اٰمِيْن
الواقعہ	۲۷	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ	سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ
الرحمٰن	۲۷	فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ	لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ
الملک	۲۹	فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ	اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ
القیمۃ	۲۹	عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى	بَلٰى
المرسلات	۲۹	فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ	اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا اَنْزَلَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ
الاعلیٰ	۳۰	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى	سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى
والتین	۳۰	اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ	بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ

قرآن مجید میں کل پندرہ سجدے ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر رکوع	وہ آیات جن میں سجدہ تلاوت ہے
۱	۹	الاعراف	۲۴	إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ
۲	۱۳	الرعد	۲	وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
۳	۱۴	النحل	۱۲	يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ
۴	۱۵	بنی اسرائیل	۱۲	وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا
۵	۱۶	المریم	۴	وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا
۶	۱۷	الحج	۲	أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
۷	۱۷	الحج	۱۰	يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا
۸	۱۹	الفرقان	۵	وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا
۹	۱۹	النمل	۲	أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

۱۰	۲۱	السجدہ	۲	اِنَّمَا یُوْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا
۱۱	۲۳	صٓ	۲	خَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ
۱۲	۲۴	حم سجدہ	۵	یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ
۱۳	۲۷	النجم	۳	فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا
۱۴	۳۰	الانشقاق	۱	وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْھِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ
۱۵	۳۰	العلق	۱	کَلَّا لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سجدہ تلاوت میں حسب ذیل دعا پڑھا کرتے تھے۔ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ۔

(ابوداؤد، ترمذی، ونسائی)

قرآن مجید میں بہت سی آیات جن میں سجدہ کا حکم آیا ہے، یا سجدہ کی فضیلت اور ثواب کا ذکر ہے اور ان میں سجدہ کی ترغیب ہے ان آیات میں آنحضرت ﷺ نے اپنی فعلی سنت سے بتادیا قاری یا سامع جب ان آیات کو پڑھے تو سجدہ کرے اسے سجدہ تلاوت کہتے ہیں اور اس کی تعداد صرف ایک سجدہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام کی تعذیب بھی ہے اور حکم اللہ تعالیٰ کی تعمیل بھی ہے۔

قرآن مجید میں ۲۸ انبیاء کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں

جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں،

۱	حضرت آدم علیہ السلام	۲	حضرت نوح علیہ السلام
۳	حضرت ادریس علیہ السلام	۴	حضرت ھود علیہ السلام
۵	حضرت صالح علیہ السلام	۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۷	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۸	حضرت اسحٰق علیہ السلام
۹	حضرت لوط علیہ السلام	۱۰	حضرت یعقوب علیہ السلام
۱۱	حضرت ایوب علیہ السلام	۱۲	حضرت یوسف علیہ السلام
۱۳	حضرت شعیب علیہ السلام	۱۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام
۱۵	حضرت ہارون علیہ السلام	۱۶	حضرت یوشع علیہ السلام
۱۷	حضرت حزقیل علیہ السلام	۱۸	حضرت یونس علیہ السلام
۱۹	حضرت الیاس علیہ السلام	۲۰	حضرت الیسع علیہ السلام
۲۱	حضرت شموئیل علیہ السلام	۲۲	حضرت داؤد علیہ السلام
۲۳	حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۴	حضرت ذوالکفل علیہ السلام
۲۵	حضرت عزیر علیہ السلام	۲۶	حضرت زکریا علیہ السلام
۲۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وہ حضرات جو نبی تو نہیں لیکن قرآن مجید میں انکا تذکرہ ہے۔

۱	حضرت مریم علیہا السلام	۲	حضرت لقمان علیہ السلام
۳	حضرت ذوالقرنین علیہ السلام		

نبیاء کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد واقوام کے نام قرآن مجید میں موجود ہیں

۱	اصحاب الجنہ	۲	اصحاب القریۃ
۳	فرعون	۴	اصحاب السبت
۵	اصحاب الرس	۶	قارون
۷	اصحاب الکھف والرقیم	۸	قوم سبا
۹	اصحاب الاخدود	۱۰	اصحاب الفیل
۱۱	قوم عاد	۱۲	قوم ثمود

آسمانی کتب کی تفصیل :۔

۱	تورات	حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر اتاری گئی
۲	زبور	حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو عطاء کی گئی
۳	انجیل	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل کی گئی
۴	قرآن مجید	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا

ان چار کتب کے علاوہ بعض صحیفے عطا کئے گئے :۔

حضرت شیث علیہ السلام پر ۵۰ صحیفے

حضرت ادریس علیہ السلام پر ۳۰ صحیفے

حضرت آدم علیہ السلام پر ۱۰ صحیفے

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ۱۰ صحیفے

لفظ اللہ قرآن مجید میں دو ہزار تین سو ساٹھ (۲۳۶۰) مرتبہ آیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا نام چار (۴) مرتبہ آیا ہے۔

لفظ احمد ﷺ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔

قرآن مجید میں ۲۹ سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت
۱	۱	سورۃ البقرہ	۲	۳	سورۃ آل عمران
۳	۸	سورۃ الاعراف	۴	۱۱	سورۃ یونس
۵	۱۱	سورۃ ہود	۶	۱۲	سورۃ یوسف
۷	۱۳	سورۃ الرعد	۸	۱۳	سورۃ ابراہیم
۹	۱۴	سورۃ الحجر	۱۰	۱۶	سورۃ مریم
۱۱	۱۶	سورۃ طٰہٰ	۱۲	۱۹	سورۃ الشعراء
۱۳	۱۹	سورۃ النمل	۱۴	۲۰	سورۃ القصص
۱۵	۲۰	سورۃ العنکبوت	۱۶	۲۱	سورۃ السجدہ
۱۷	۲۱	سورۃ الروم	۱۸	۲۱	سورۃ لقمٰن
۱۹	۲۲	سورۃ یٰسٓ	۲۰	۲۳	سورۃ صٓ
۲۱	۲۴	سورۃ المؤمن	۲۲	۲۴	سورۃ حٰمٓ السجدہ
۲۳	۲۵	سورۃ الشوریٰ	۲۴	۲۵	سورۃ الزخرف
۲۵	۲۵	سورۃ الدخان	۲۶	۲۵	سورۃ الجاثیہ
۲۷	۲۶	سورۃ الاحقاف	۲۸	۲۶	سورۃ قٓ
۲۹	۲۹	سورۃ القلم			

قرآن مجید میں الٓمٓ سے ۶ سورتیں شروع ہوتی ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت
۱	۱	سورۃ البقرہ	۲	۳	سورۃ آل عمران
۳	۲۰	سورۃ العنکبوت	۴	۲۱	سورۃ الروم
۵	۲۱	سورۃ لقمن	۶	۲۱	سورۃ السجدہ

قرآن مجید میں ۵ سورتیں الحمد سے شروع ہوتی ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت
۱	۱	سورۃ الفاتحہ	۲	۱۵	سورۃ الکہف
۳	۷	سورۃ الانعام	۴	۲۲	سورۃ السبا
۵	۲۲	سورۃ الفاطر			

قرآن مجید میں حٰمٓ سے ۷ سورتیں شروع ہوتی ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت
۱	۲۴	سورۃ المؤمن	۲	۲۴	سورۃ حٰمٓ السجدہ
۳	۲۵	سورۃ الشوریٰ	۴	۲۵	سورۃ الزخرف
۵	۲۵	سورۃ الدخان	۶	۲۵	سورۃ الجاثیہ
۷	۲۶	سورۃ الاحقاف			

قرآن مجید میں الٓرٰ سے ۵ سورتیں شروع ہوتی ہیں

نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت	نمبر شمار	نمبر پارہ	نام سورت

۱	۱۱	سورۃ یونس	۲	۱۱	سورۃ ہود
۳	۱۲	سورۃ یوسف	۴	۱۳	سورۃ ابراہیم
۵	۱۴	سورۃ الحجر			

قرآن کریم کا ظاہری اور حقیقی ادب

کسی بھی شئے یا ہستی کا ادب اس کی اہمیت کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے کامیابی کے حصول کے لئے ادب ایک ایسی اساس کی حیثیت رکھتا ہے کہ جس پر آگے چل کر کامیابی کی منزل کی خوبصورت عمارت معرض وجود میں آتی ہے۔ غرض ادب ایک انتہائی ضروری چیز ہے۔

ادب مختلف نوعیت کے ہیں اپنے بڑوں کا ادب، والدین کا ادب، استاذ کا ادب، قرآن کا ادب، حدیث کا ادب، شعائر اسلامیہ کا ادب، رسول اللہ ﷺ کا ادب، آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کا ادب، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ادب، آپ ﷺ کے اہل بیت اطہارؓ کا ادب غرض دیکھا جائے تو ہمارا تو دین ہی ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ ادب کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہتے ہیں "باادب بانصیب، بےادب بےنصیب" کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل ربی

"یعنی ہم اللہ کے حضور ادب کی توفیق مانگتے ہیں بےادب اللہ کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے" ادب کامیابیوں کے حصول کے لئے اولین زینہ ہے تمام اچھی عادات کے حصول کے لئے اولین ضرورت ادب ہے زندگی کے تمام قرینوں میں اول وآخر بنیادی قرینہ ادب ہے ؎

كَذَاكَ أُدِّبْتُ حَتّٰى صَارَ مِنْ خُلُقِيْ
إِنِّيْ وَجَدْتُّ مِلَاكَ الشِّيْمَةِ الْأَدَبَا

یعنی مجھے اسی طرح ادب سکھایا گیا ہے حتی کہ میری اچھی عادت میں سے یہ عافت بن چکی ہے کہ میں ہر طرح کی خوبیوں کا مالک بننے کا سبب ادب کو ہی سمجھتا ہوں۔ (شرح ابن عقیل جز ۲ صفحہ ۴۳۷)

حقیقت بھی یہی ہے کہ ادب سے اللہ تعالیٰ انسان کو بے تحاشہ خوبیوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اوپر بیان کئے گئے شعائرِ آداب میں سے ایک نہایت اہم ادب اللہ وحدہ لاشریک کے کلام عظیم یعنی قرآن حکیم کا ادب بھی ہے۔ قرآن کریم کا ادب دو طرح کا ہے ایک ظاہری ادب اور دوسرا حقیقی ادب۔

ظاہری ادب تو یہ ہے کہ قرآن کریم کا ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے۔ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے۔ اس کو اعلیٰ اور خوبصورت جزدان میں لپیٹ کر رکھا جائے یہ ظاہری ادب اپنی جگہ بالکل صحیح مگر قرآن کا صحیح حقیقی اور اصل ادب یہ ہے کہ قرآن کریم کو صحیح تلفظ کے ساتھ تجوید سے پڑھا جائے۔ اس میں غور وفکر کیا جائے اور پھر یہ کہ اس پر عمل پیرا ہوا جائے۔ مگر صورت حال کچھ یہ نظر آتی ہے کہ ہم لوگ قرآن کریم کے ظاہری آداب کو تو بہت اہمیت دیتے ہیں مگر قرآن حکیم کے حقیقی آداب کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

ہمارے ان ظاہری آداب کو بجالانے اور حقیقی آداب کی طرف التفات نہ کرنے کی مثال اسی طرح ہے جیسے کسی شخص کی نظر کمزور ہو اور اس کی جیب میں انتہائی قیمتی اور اعلیٰ قسم کی نظر کا چشمہ موجود ہو اور جو اس کی نظر کے مطابق بھی ہو مگر وہ اس نظر کی عینک کو استعمال کر کے اس سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اعلیٰ قسم کے بڑے نفیس اور خوبصورت کور میں محفوظ کر کے صرف جیب ہی میں رکھتا ہے استعمال نہیں کرتا۔

اب ایسے شخص کے متعلق آپ کے ذہن میں دو قسم کے خیال آئیں گے ایک یہ کہ یا تو موصوف کو نظر کی عینک کے مقصد کا پتہ ہی نہیں ہے یا دوسرا یہ کہ شاید ان صاحب کا دماغ درست نہیں۔ اس لئے کہ نظر کی عینک جیب میں حفاظت کے ساتھ رکھنے کے لئے نہیں بنائی گی۔ بلکہ اس کا توصحیح مصرف یہ ہے کہ اس کی مدد سے اپنی نظر کی کمی کو دور کیا جا سکے تاکہ ان تمام چیزوں کو باآسانی دیکھا جا سکے۔ جو اس نظر کے چشمے کے بغیر موصوف کو نظر نہیں آتی ہیں۔

بعینہ ان صاحب کی مانند ہی آج کل کے سادہ لوح مسلمانوں کا حال ہے کہ ان کا ادب بھی اس چشمے کو خوبصورت کور میں محفوظ رکھنے کی طرح ہے۔ آج کا مسلمان قرآن کریم کو بہترین اور اعلیٰ قسم کے خوبصورت غلافوں اور جزدانوں میں رکھ کر بڑے ادب واحترام اور انتہائی عقیدت کے ساتھ اپنے گھر کی یا دارالمطالعہ کی خوبصورت سی الماریوں میں سجاتے ہیں۔ قرآن کا اس قدر ادب واحترام کرتے ہیں کہ اس کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ عقیدت اور محبت کے اور بھی بڑے پرفریب اور بلند بانگ دعوے کرتے ہیں مگر اس کو صحیح تلفظ سے قواعد تجوید کے مطابق پڑھنے اس میں غور وفکر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے جیسے حقیقی آداب سے کوسوں دور ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ قرآن حکیم کا ظاہری ادب بھی انتہائی ضروری ہے لیکن یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ قرآن حکیم کے ادب کو صرف ظاہری ادب واحترام تک ہی محدود رکھنا ایسے ہی ہے جیسے چشمہ جیب میں ہو اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ فرق ہے تو اسی قدر کہ قرآن کریم کا احترام واجب ہے جبکہ عینک کو توڑ دیا جائے یا نیچے پھینک دیا جائے تو کوئی بے ادبی نہیں لیکن قرآن کریم کا ادب لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ قرآن کریم اللہ وحدہ لاشریک کا کلام عظیم ہے۔

بہر حال عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کا صحیح اور حقیقی ادب اس کو قواعد تجوید کے مطابق پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہے اور جس نے قرآن کریم کی تلاوت سے اعراض کیا اور اسکی تلاوت سے منہ موڑا پھر قرآن بھی اس سے اعراض کرتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے،

مَنْ تَرَکَ الْقُرْآنَ یَوْمًا تَرَکَهُ الْقُرْآنُ اُسْبُوْعًا وَّمَنْ تَرَکَهُ اُسْبُوْعًا تَرَکَهُ شَهْرًا وَّمَنْ تَرَکَهُ شَهْرًا تَرَکَهُ سَنَةً وَّمَنْ تَرَکَهُ سَنَةً تَرَکَهُ الدَّهْرَ کُلَّهُ۔

''یعنی جو قرآن کو ایک دن کے لئے چھوڑتا ہے قرآن اس کو ہفتہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے جو قرآن کو ایک ہفتے کے لئے چھوڑتا ہے قرآن اس کو مہینے کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور جو قرآن کو ایک ماہ کے لئے چھوڑتا ہے قرآن اس کو ایک سال کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور جو قرآن کو ایک سال کے لئے چھوڑتا ہے قرآن اس کو زندگی بھر کے لئے چھوڑ دیتا ہے''

علماء کے اس قول کے ساتھ ساتھ رسول اکرم سید الاولین والآخرین ﷺ کی وہ شکایت بھی ذہن میں لائیے تو آپ ﷺ روز محشر اللہ رب العزت کے حضور کریں گے کہ،

یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا ۝ (الفرقان ۳۰)

''یعنی اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا''

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ، اَلْقُرْآنُ اَخَفُّ مِنَ الْحَمَامَةِ وَالثِّقْلُ مِنَ الْجَبَلِ۔

''یعنی جو قرآن کو پابندی سے تلاوت کرتا ہے وہ اس کے لئے کبوتر سے بھی زیادہ ہلکا ہے اور جو اس کی تلاوت چھوڑ دیتا ہے وہ اس کے لئے پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہے''

لہذا قرآن کریم کی قواعد تجوید کے ہمراہ تلاوت اس میں غور وفکر اور اس پر دل وجان سے عمل پیرا ہونا ہی اس کا صحیح، بہترین اور حقیقی ادب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں قرآن کریم کا صحیح اور حقیقی ادب کرنے کی

اور زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کی نیز اس میں غور وفکر کر کے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو ہمارے لئے رحمت کاملہ بنائے اور ذہنی وجسمانی بیماریوں کے لئے شفا بنائے اور روز قیامت اسے ہمارا سفارشی بنائے (آمین)

اور اللہ تعالی کے حضور یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گروہ میں سے ہونے سے محفوظ و مامون رکھے کہ جس کے متعلق آنحضرت سرور کائنات ﷺ روز محشر اللہ وحدہ لاشریک کے حضور شکایت فرمائیں گے کہ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا (آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ)

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۔

اہم مراجع

(ا)

القرآن الکریم

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ — علامہ ابو الحسن علی الجزری ابن اثیرؒ

الاتقان فی علوم القرآن — علامہ جلال الدین السیوطیؒ

احیاء العلوم — امام ابو حامد محمد الغزالیؒ

الادب المفرد — امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ

(ب)

البدایۃ والنہایۃ — حافظ ابوا لفداء اسماعیل بن کثیر دمشقیؒ

البرهان فی علوم القرآن — امام بدر الدین محمد بن عبداللہ زرکشیؒ

البرهان فی توجیه مشابه القرآن — الشیخ محمود بن حمزه نصر الکرمانی المتوفی۵۰۵ھ

(ت)

تفسیر ابن کثیر — حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقیؒ

تاریخ ابن خلدون — علامہ عبدالرحمن ابن خلدونؒ

تاریخ طبری — علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ

تاریخ الخلفاء — علامہ جلال الدین السیوطیؒ

تاریخ القرآن — علامہ عبداللطیف رحمانیؒ

ترجمان القرآن — حضرت علامہ ابو الکلام آزادؒ

تاریخ ارض القرآن کامل — علامہ سید سلمان ندوی

(ج)

جامع الترمذی — امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

جمال القراء و کمال الاقراء — شیخ علم الدین السخاوی علی بن محمد

(ح)

حیات الحیوان — علامہ کمال الدین الدمیری

(د)

الدر المنثور فی التفسیر الماثور — امام عبدالرحمن جلال الدین السیوطی

(ر)

رحمة للعالمین — قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

الرحیق المختوم — مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ

(س)

سنن ابن ماجہ — امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی

سنن ابی دائود — امام ابو دائود سلیمان بن اشعث سجستانی

سنن نسائی — امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی

سیرۃ ابن ہشام — علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ

سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر)

(ص)

الصحیح البخاری — امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری

الصحیح المسلم	امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوریؒ

(ط)

طبقات لابن سعد	علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد بصریؒ

(ف)

کتاب فضائل القرآن	امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ
کتاب فضائل القرآن	امام ابوبکر جعفر بن محمد بن الحسن الفریابیؒ
فضائل القرآن	امام ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقیؒ

(ق)

القرآن اعجازہ وبلاغتہ	دکتور عبدالقادر حسین

(ک)

کتاب المصاحف	امام ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی
کنز العمال	علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندیؒ

(م)

المؤطا امام مالک	امام مالک بن انس المدنیؒ
مختصر سیرۃ الرسولؐ	شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھابؒ
مباحث فی علوم القرآن	الدکتور صبحی الصالح
معارف القرآن	حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب

المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز علامہ شہاب الدین عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراھیم المعروف ابی شامہ المقدسی ۶۶۵ھ

مناهل العرفان فی علوم القرآن	شیخ عبدالعظیم زرقانی
الموسوعة القرآنیة المیسرة	الشیخ ابراهیم الابیاری
مباحث فی علوم القرآن	الشیخ مناع القطان
مشکوة المصابیح	امام ولی الدین الخطیب التبریزی

(ن)

الناسخ والمنسوخ فی القرآن الکریم	الامام الاجل الحجة ابی جعفر بن احمد بن اسماعیل علامه ابوجعفر النحاس

فہرست